وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار (انقلاب روس کے بعد)

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار:
نذر فرید احمد
رول نمبر T-700516
مکان نمبر 195 گلی نمبر 9
پاک ایرانیکالونی ضلع ساہیوال

نگران مقالہ:
ڈاکٹر محمد سجاد
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ اسلامی فکر، تاریخ و ثقافت
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخِ تصوف کا کردار (انقلابِ روس کے بعد)

(تحقیقی مقالہ برائے ایم۔فل علومِ اسلامیہ)

مقالہ نگار:

نذر فرید احمد

رول نمبر T-700516

مکان نمبر 195 گلی نمبر 9

پاک ایونیو کالونی ضلع ساہیوال

نگران مقالہ:

ڈاکٹر محمد سجاد

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ اسلامی فکر، تاریخ وثقافت

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلومِ اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Scanned by CamScanner

DECLARATION

I Nazar Farid Ahmed S/o Malik Ghulam Farid

Registration No: 00-PSL-2265

As a student of M.Phil Islamic Studies at the Allama Iqbal Open University Islamabad do hereby solemnly declare that the thesis entitled "وسطی ایشیا اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار (انقلاب روس کے بعد)" is submitted in partial fulfilment of M.Phil degree in Islamic studies, is my original work and has not been submitted or published carlier and shall not in further be submitted by me for obtaining any degree from this or another University or institution.

Signature: Nazar Farid Ahmed

Name: Nazar Farid Ahmed

Scanned by CamScanner

FORWARDING SHEET

The thesis entitled" (انقلاب روس کے بعد) "وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار" submitted by Nazar Farid Ahmed in partial fulfilment of the requirments for the degree of M.Phil in Islamic Studies has been completed under my guidance and suppervision. I am satisfied with the quality of student's research work and recomend its submission.

Signature:____________

Dr. Muhammad Sajjad
Assistant Professor
Department of Islamic Thoughts,History & Culture
Allama Iqbal Open University University,
Islamabad.

Scanned by CamScanner

انتساب

ان مشائخ تصوف کے نام
کہ جنھوں نے وسطی ایشیاء میں دینِ اسلام کی شمع کو
روشن رکھنے کے لیے تن، من اور دھن کی قربانی دی۔

Scanned by CamScanner

و

اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بے حد و بے شمار شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے نبی آخر الزماں سید الانبیاء، امام المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ دنیائے اسلام کے وہ عظیم المرتبت مشائخ کہ جنہوں نے اپنے اعلیٰ کردار، قوی قوتِ ایمانی، روحانی فیوضات اور تعلیماتِ تصوف سے وسطی ایشیاء میں اسلام کی شمع کو بجھنے نہیں دیا ان کے کردار پر روشنی ڈالنے کا شرف بخشا۔ (وللہ الحمد) اس طرح ان مشائخ کی اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے تحفظ کے لیے کی گئی کاوشوں کا علم ہو جانے کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل اسلامیات کا مقالہ بہ عنوان ''وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخِ تصوف کا کردار (انقلابِ روس کے بعد'' بھی مرحلۂ تکمیل کو پہنچا۔

میں مندرجہ ذیل شخصیات کا بے حد ممنون ہوں کیوں کہ اِن کی کوششوں سے ہی مقالہ کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

۱۔ اپنے محسن اور مقالہ کے سُپر وائزر واجب الاحترام جناب ڈاکٹر محمد سجاد صاحب اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامی فکر، تاریخ و تہذیب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی جنہوں نے مقالہ نویسی کے فن سے آشنا کیا اور تربیت و اصلاح کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

۲۔ اپنے والدین اور اہلیہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنکی دعاؤں اور حوصلہ افزائی کی بدولت یہ مقالہ مکمل ہوا۔

۳۔ چھوٹے بھائی مظہر فرید احمد کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس مقالہ کی تکمیل میں بہت خلوص اور محبت کا مظاہرہ کیا اور بہترین معاونت کی۔

اِن محترم شخصیات کے علاوہ مزید بھی بہت سے معاونین ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ سبھی معاونین کا بھلا کرے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

Scanned by CamScanner

مشمولات

مقدمہ	تعارف تحقیق
باب اول	وسطی ایشیاء، ترکستان اور اسلام کی آمد
باب دوم	وسطی ایشیاء میں تصوف (تعارف، تاریخ، ارتقاء)
باب سوم	اشتراکی انقلاب کے بعد مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار
باب چہارم	وسطی ایشیاء میں احیاء اسلام کے لیے مشائخ تصوف کی کوششوں کے اثرات
	خلاصہ
	نتائج
	سفارشات
	فہارس

1 فہرس الآیات القرآنیہ
2 فہرس الاحادیث النبویہ ﷺ
3 فہرس الاعلام
4 فہارس اماکن والبلدان
5 فہرس المصادر والمراجع
6 فہرست تصاویر ونقشہ جات

Scanned by CamScanner

فہرست عنوانات

مقدمہ

باب اول: وسطی ایشیاء، ترکستان اور اسلام 1

فصل اول: تعارف وسطی ایشیاء و ترکستان 2

وسطی ایشیاء اور ترکستان کا تعارف 3

وسطی ایشیاء، سوویت 4

سوویت یونین 5

وسطی ایشیاء کا جغرافیائی احاطہ، ترکستان سے کیا مراد ہے؟ 6

سوویت ترکستان، چینی ترکستان 8

افغان ترکستان، قدیم مشرقی ترکستان، چیچنیا 9

مسلمان آبادی کی تقسیم 10

فصل دوم وسطی ایشیاء میں اسلام کی آمد 13

اسلام اور وسطی ایشیاء 14

پہلی مسجد کی بنیاد 15

چیچنیا میں اسلام 16

اہلِ سمرقند کا قبولِ اسلام 20

فصل سوم وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کا ارتقاء 21

اسلام کی اشاعت و تبلیغ، عرب تاجر اسلام کے نمائندے 22

والگا ارال اور کرغزستان میں اسلام 24

خراسان کا پہلا مسلمان گورنر، سامانی خاندان کی حکومت 25

امیر تیمور کی فتوحات 26

سرزمین اور باشندے، عربوں کی ترکستان میں آمد، خلافتِ راشدہ کے دور میں ارتقاء 27

Scanned by CamScanner

	مغربی ترکستان کی فتح	29
	اسلامی تہذیب کے مراکز، پہلا مسلمان، خوارزم شاہی سلطنت	30
	تیمور اور اس کے جانشین، دورِ اسلامی کے اثرات	31
	اسلامی خلافت کا دور، مسلمانوں کا اثر و رسوخ	32
	نامور محدثین و فقہاء	33
	مفسرین اور مشائخ	34
	خلاصۃ الباب	37
باب دوم	**وسطی ایشیاء میں تصوف (تعارف، تاریخ، ارتقاء)**	49
فصل اول	**تصوف کا تعارف و اہمیت**	50
	لغوی تعریف، قول اول الصفہ	51
	قول الثانی (الصوف)	52
	قول الثالث (الصفہ)	53
	تصوف کی اہمیت	54
	تزکیہ نفس	55
	الصوف (اونی لباس)	56
	سنتِ انبیاء، صفہ، لفظ صوفی کی ابتداء	57
	الصّف، تقاضا ہائے تصوف	58
	حدیثِ جبرائیل	60
	تصوف کی اہمیت، ہمہ جہتی تصور	63
	چشمہ ہائے معرفت	64
فصل دوم	**وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ**	67
	وسطی ایشیاء میں تصوف	68
	کرغیز قبائل میں مقبولیت	70
	مشائخِ تصوف کا وسطی ایشیاء کا سفر	71
	بوسنیا اور مقدونیہ میں تصوف	73

Scanned by CamScanner

خلافتِ راشدہ کا دور، وسطی ایشیاء کے مشہور مشائخِ تصوف	74
فصل سوم **وسطی ایشیاء اور ترکستان میں تصوف کا ارتقاء**	81
مرحلہ اولیٰ، مرحلہ ثانیہ	82
آٹھویں صدی عیسوی میں تصوف، سلطان العارفین بایزید بسطامی، دسویں صدی میں تصوف	84
گیارھویں صدی میں تصوف، حضرت ابوالحسن خرقانی، شیخ ابوسعید ابوالخیر	85
حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی، حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی	86
بارہویں صدی عیسوی، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی	87
تیرھویں صدی میں تصوف، حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری، امام نجم الدین کبریٰ	88
چودھویں صدی میں تصوف	89
خواجہ احمد یساوی، حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی	90
حضرت خواجہ محمد باباسماسی، چودھویں صدی کے صوفیاء	91
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی، حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال	92
حضرت سید بہاء الدین نقشبند	94
نقشبندی وجہ نسبت	95
نقشبندی سلسلہ کی بنیاد، وصال، صلاح الدین بن مبارک البخاری	96
حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری، حضرت ایشیاں	97
سولہویں صدی میں تصوف	98
امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، وصال	99
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی	100
شیخ جلال الدین الکاسانی	101
فخر الدین علی بن حسین واعظ الکاشفی، مولانا عبدالرحمٰن جامی، محمد برہان الدین سمرقندی، سمرقند اور بخارا میں نقشبندیوں کا اثر ورسوخ	104
سترھویں صدی عیسوی کے صوفیاء، انیسویں صدی میں تصوف کا ارتقاء	105
بیسویں صدی میں تصوف، حافظ عمر ضیاء الدین داغستانی	107
نقشبندی مشائخ	109

Scanned by CamScanner

	داؤد خان قاری اور تیکوف	110
	سلسلہ حقانیہ	112
	خلاصۃ الباب	113
باب سوم	**اشتراکی انقلاب کے بعد مسلم دینی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخِ تصوف کی کاوشیں**	114
فصل اول	**اشتراکی انقلاب**	115
	روس میں کمیونزم، کمیونسٹ انقلاب کی بنیاد	117
	کمیونسٹ پارٹی کا قیام	118
	روسی استبداد کا مسلمانوں سے رویہ اور مسلمانوں کو درپیش مشکلات	120
	روس کی وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مداخلت	121
	زار روس کے مظالم، اقتدار کے حصول کے لیے اوچھے ہتھکنڈے	122
	تجارتی فوائد	123
	پراپیگنڈہ مہم	125
	قید و بند کی صعوبتیں، گھروں کی تلاشی اور اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کی ضبطی	126
	مسلمانوں کی نسل کشی اور جلاوطنی	127
	مسلمانوں کا قتلِ عام، اسلامی شعائر کی تضحیک	129
	مسلمانوں کی اپنے علاقوں میں دوبارہ آبادکاری، کسانوں پر قدغنیں	131
	عبادات و رسومات پر پابندی	132
	آذربائیجان کو روس میں ضم کرنے کی سازش	134
	عارضی مراعات کا خاتمہ	136
	نام نہاد آزدیِ نسواں	137
	روسیوں کے مشائخ پر مظالم	138
	صوفیاء پر پابندیاں	140
	مشائخ کو درپیش مشکلات	141
	ننگی جارحیت، روسیوں کا مشائخ کے ساتھ رویہ	143
	جلاوطن مسلمانوں کی واپسی	143

Scanned by CamScanner

فصل دوم	اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ تصوف کی سیاسی و مسلح جدوجہد	146
	مشائخ کا سیاسی کردار	147
	قادریہ اور نقشبندیہ سلسلہ کے مشائخ	148
	مسلمانوں کی سیاسی پارٹی کا قیام	152
	سیاسی معاملات پر مشائخ کی نظر	153
	آذربائیجان میں سیاسی بیداری	154
	مشائخ کی طرف سے سیاسی حکمتِ عملی , سیاسی پارٹیوں میں مشائخ کا اثر ورسوخ	155
	مشائخ تصوف کی روسی استبداد کے خلاف مسلح جدوجہد	156
	نقشبندی مشائخ	158
	مریدیہ تحریک	160
	مقدس جنگیں	161
	توسیع پسندی کے خلاف مشائخ کی مزاحمت	162
	امام شامل کے شیوخ، امام شامل کی دلیرانہ جدوجہد	165
	بسماچی تحریک کی مزاحمت	166
	ترکستان میں اشتراکیوں کے خلاف مزاحمت	167
	چیچنیا میں صوفیاء کی جدوجہد	168
	قادری مشائخِ تصوف کی جدوجہد	169
	حاجی کنٹا کی روسی استبداد کے خلاف مسلح جدوجہد	170
	اوزن حاجی	171
	امام نجم الدین ہوسٹو	173
	شمالی قفقاز کے مشائخ کی جدوجہد	174
	خونی انقلاب	175
فصل سوم	اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ کی علمی، فکری، اخلاقی وروحانی جدوجہد	177
	فصل سوم	178
	روحانی بیماریوں کا علاج	180

Scanned by CamScanner

غیر سرکاری اسلام، مشائخ کا متوازی روحانی نظام 181
مساجد اور خانقاہوں کا کردار 182
علماء و مشائخ کی تنظیم، روحانی تربیت اور درس و تدریس کا اہتمام 184
روایتی درسِ نظامی 185
منظّم نیٹ ورک 186
صوفیاء کے ذکر کے طریقے 187
ذکر و سماع کی محافل کے ذریعے تعلیمات، عورتوں کی شرکت، اسلامی لٹریچر کی ترویج 189
خفیہ قیادت و قائدین 190
مصلحت انگیزی، مشائخ کی زیرزمین سرگرمیاں 191
مشائخ تصوف کی تعلیمی استعداد 193
روسی استعمار اور صوفیہ کی منظّم جدوجہد 194
صوفیہ کی جماعت 195
مشائخ کی طرف سے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال 198
معاشرے پر مشائخ کا اثر 199
امید کی کرن، سلسلہ کبراویہ 201
مشائخ کی عالمگیر سوچ 202
خانقاہوں کے ذریعے اشاعتِ اسلام 204
مشائخِ تصوف کی فتح 205
اسلام کے وارث 207
بیسویں صدی کی آخری دہائیوں کے مشائخ 208
ابراہیم حضرت 211
عصمت اللہ شیخ 212
شیخ ظہیرالدین قاری نقشبندی سرخسانی 213
عبدالوہاب زادہ قہاری اسماعیل، حاجی اسماعیل پیرزادہ، قربان علی شیخ 214
داؤد خان قاری اور تیکوف، عادل خان اندجانی 216

Scanned by CamScanner

	خلاصۃ الباب	217
باب چہارم	**وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کے تحفظ کے لیے کی گئی مشائخِ تصوف کی کوششوں کے اثرات**	219
	فصول	220
فصل اول	**وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی**	221
	افغان جنگ	223
	افغان مجاہدین اور مشائخ سے ربط	224
	وسطی ایشیاء کی آزاد ریاستوں کا قیام	226
	روحانی خلاء، روس کے محکوم علاقوں میں آزادی اور احیاء اسلام کی تحریکیں	228
	سول نافرمانی، مشائخ کی حیران کن مزاحمت	229
	ظالمانہ نظام کے نتائج، سلاسلِ تصوف کی کاوشیں	230
	مشائخ کی جدوجہد	232
	داغستان میں اسلام کے اثرات	233
فصل دوم	**مشائخ تصوف کی کاوشوں کے علمی وفکری اثرات**	235
	علمی وفکری اثرات، زیرِ زمین مدارس	237
	اسلامی کتب کی تدوین واشاعت	238
	مدارس ومکاتیب کا نظام	230
	بچوں کی دینی تعلیم کی کوشش، اسلامی تربیتی نصاب کی تیاری	240
	مسلم مذہبی بورڈ کا قیام	242
	اسلامی تعلیم بورڈ کا قیام	243
	اسلامی تعلیمی ادارے، میر عرب اسلامک سیکنڈری اسپیشل اسکول آف بخارا	244
	نیامدرسہ، امام بخاری تاشقند اسلامک انسٹی ٹیوٹ	245
	کوکالدوش اسلامک سیکنڈری اسکول، خدیجۃ الکبری اسلامک اسپیشل اسکول فار گرلز	246
	امام بخاری اسلامک سیکنڈری اسکول، سید احمد ولی بخاری، ملا کرغیز اسلامک سیکنڈری اسکول، سید محی الدین مخدوم اسلامک سیکنڈری سپیشل اسکول	247

Scanned by CamScanner

جیبروی کلاں اسلامک سپیشل سیکنڈری اسکول فار گرلز، محمد ابن احمد ابیرونی اسلامک سیکنڈری سپیشل اسکول 248

فصل سوم **اسلامی اقدار و نظریات کا فروغ** 249

اسلامی اقدار کا فروغ، اسلام تہوار و عبادات کا اہتمام 250

اسلامی شعائر کی پابندی 251

جلاوطنی کے باوجود اسلام کی تبلیغ 252

ترکستان میں مذہبی بیداری، پرسکون اور پرامن زندگی 253

عوام کا مذہب کی طرف رجحان، نوجوان نسل کے مشائخ 255

عوام پر تصوف کا اثر، روحانی تربیت کا انتظام 256

دیہات میں اسلام کے اثرات، دعوتی اجتماعات 257

اسلام کے بارے میں دلچسپی، اسلامی ثقافت کا تحفظ، احکام شریعہ کی پابندی 258

نژادِنو میں اسلام، مشائخ کے ناموں پر نام رکھنا 259

اسلامی شعائر کی حفاظت 260

نوجوان نسل میں اسلامی شعائر کی حفاظت کا شعور، اسلامی تنظیمیں، 261

نمازوں کا اہتمام، مساجد کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش 262

مشائخ کی خطے میں مقبولیت 263

صوفیاء کی مساجد اور خانقاہیں 264

عوامی سطح پر پزیرائی، دعوتی اجتماعات 265

ازبکستان میں اسلامی تاثر 266

وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا مرجع 267

اسلامی تشخص کے فروغ کے لیے مشائخ کی حکمتِ عملی 268

اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور امریکی خوف 269

خلاصہ 271

نتائج 275

سفارشات 277

Scanned by CamScanner

فہارس

278	فہارس
278	فہرست آیات
279	فہرست احادیث
280	فہرست اعلام
288	فہرست اماکن والبلدان
292	فہارس مصادر ومراجع
299	فہرست تصاویر،نقشہ جات

Scanned by CamScanner

رموز واشارات

تحقیقی مقالہ میں غیر ضروری تکرار اور طوالت سے بچنے کیلئے درج ذیل رموز واشارات کا استعمال کیا گیا ہے۔

1۔ ص :صفحہ
2۔ م :متوفی
3۔ م۔ن :مصدر نفسہ
4۔ ھ :سن ھجری
5۔ ء :سن عیسوی
6۔ { } :آیات کے لئے بریکٹ
7۔ ( ) :احادیث کے لئے بریکٹ
8۔ “ ” :براہِ راست اقتباس
9۔ / :جلد اور صفحہ یا سن ھجری اور سن عیسوی کے درمیان فرق کرنے والا خط

Scanned by CamScanner

مقدمہ

موضوع تحقیق کا تعارف و اہمیت:

اسلام ایسا جامع نظام حیات فراہم کرتا ہے جس میں مادی، روحانی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے نظام ھائے زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ سیرت نبوی ﷺ کی شکل میں موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے منصب نبوت کا فیض ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ (۱) کی شکل میں اور دعوت بذریعہ ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ (۲) کا منہج لے کر چہار دانگِ عالم میں اسلام کی اشاعت کے لیے پھیل گئے۔ جہاں پر انہوں نے اسلامی تعلیمات کی سیاسی، فکری، نظریاتی اور معاشی تصویر پیش کی وہیں پر انہوں نے اسلام کے روحانی نظام، جس کی بنیاد تزکیہ وصفائے ظاہر و باطن پر تھی اس پر بھی خصوصی توجہ دی۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان میں جہاں پر اسلام کی پہچان اِس کا تصور جہاد تھا وہیں پر اسلام علمی، فکری اور روحانی اعتبار سے بھی نمو پاتا چلا گیا۔ عہدِ فاروقی میں جہاں اسلام ساتویں صدی عیسوی ۲۲ ہجری فاتح عربوں کی صورت میں شمالی آذربائیجان میں عتبہ بن فرقدؓ اور بکیرؓ بن عبداللہ کی قیادت میں پہنچا وہیں عہدِ عثمانی اور پھر بعد میں بنو امیہ کے دور میں (۸۶ھ) میں داغستان اور مغربی ترکستان بھی اسلام کے نور سے فیض یاب ہوئے۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں بیکند، بخارا، سمرقند، خوارزم (خیوا) فرغانہ اور تاشقند کے ساتھ ساتھ (۹۲ھ) میں کاشغر کی فتح کے ساتھ اسلام بھی وہاں پر داخل ہوگیا۔ اس طرح اسلام وسطی ایشیاء اور ترکستان میں ایک مستحکم اور مضبوط مذہب و ثقافت لیے داخل ہوا (۳)

مسلمانوں نے نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ علم و دانش، فکر و نظر، تحقیق و تصنیف، اور فنون لطیفہ میں ان علاقوں

۱۔ القرآن ۹:۳۳

۲۔ القرآن ۱۶:۱۲۴

(3). Sufi Ritual: The Parallel Universe, by Ian Richard Netton, P 69 Published 2000 Routledge.

Scanned by CamScanner

میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے بلکہ روحانی لحاظ سے مشائخ تصوف نے اپنا کردار بڑے مؤثر اور بھرپور طریقے سے ادا کرتے ہوئے دین کے روحانی پہلو کو اجاگر کیا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام کے سیاسی، تہذیبی اور تمدنی پہلو بھی مستحکم ہوئے۔ تزکیہ وصفائے قلب و باطن کے پروردہ ان مشائخِ تصوف نے لوگوں کی ظاہری اور باطنی تربیت کی جس کے اثرات آج تک اس خطہ میں محسوس کیے جاسکتے ہیں۔(۱)

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مشائخ تصوف نے اپنے روحانی فیوضات سے لوگوں کو فیض یاب کیا۔ ان میں عبداللہ بن مبارکؒ، سفیان ثوریؒ، بایزید بسطامیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (سلسلہ قادریہ) اور شیخ معین الدین چشتی اجمیریؒ (سلسلہ چشتیہ) کے روحانی فیوضات سے مستفیض مشائخ نے اسلام کے ظاہری اور باطنی حسن کو یکجا کر کے پیش کیا۔ شاہِ نقشبند (شیخ بہاء الدین نقشبندؒ) کے فیض یافتہ مسعود البخاری، شریف الجرجانی جنہوں نے "رسالہ بہائیہ" لکھا، جلال الدین تبریز (۱۲۴۴ء م) قاضی حمید الدین ناگوریا شیخ محمد پارسا (1419ء) جیسے مشائخ نے اسلامی تشخص کے تحفظ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

مصر وعراق کی طرح اس خطہ میں بھی تصوف کو فروغ حاصل ہوا۔ مشہور صوفی ''شفیق بلخیؒ'' کا تعلق بھی اسی علاقہ سے تھا جنہوں نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ پھر انہی ملکوں میں تصوف کی تحریک جاری رہی اور ''ابو حفص عمر بن سالم الحداد نیشا پوریؒ'' م ۲۷۰ھ، ''ابو تراب نخشبیؒ''، ابو علی الجوز جانیؒ' ابو بکر محمد بن عمر الحکیم الوراق ترمذیؒ، ابو عبداللہ محمد بن منازلؒ نیشا پوری (سلسلہ ملامتیہ کے شیخ) اور ابوالعباس بن القاسم بن مہدیؒ جیسے صوفیاء اور زہاد پیدا ہوئے۔(۲) مفسرین اور فقہاء میں محمد بن الفضل البخاریؒ، ابوالقاسم جاراللہؒ، محمود بن عمر الزمخشریؒ، ابوبکر القفال الشافعیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن اسحاق المروزیؒ، علومِ اسلامی کے ماہرین اور فضلاء میں امام فخر الدین رازیؒ، سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانیؒ، امام سرخسیؒ، ابواللیث سمرقندیؒ، ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہریؒ، ابوزید احمد بن سہل البلخیؒ، ابوعلی ابن سیناؒ، ابوالفتح ناصر ابن عبداللہ المطرزی الخوارزمیؒ، ابوعلی بن محمد العمرانیؒ، ابن تعزی بردیؒ، ابوالعباس احمد بن محمد فرغانیؒ، ابو منصور ماتریدیؒ، سکاکیؒ، جمال الدّین قرشیؒ، صوفیہ میں شیخ ابوالقاسم خواجہ بہاء الدّین محمد نقشبندؒ، خواجہ محمد پارساؒ، حضرت

(1). Jo-Ann Gross, "Muslims in Centeral AsiaP 112,Published,1992 Duke University Press.

(۲) وسطی ایشیاء کے مسلمان، مارچ-اپریل ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۲۲

Scanned by CamScanner

یعقوب محمد وائیؒ، شیخ منصور، امام شاملؒ، کنٹا حاجی، حاجی بطال اور شیخ اوزن حاجی جیسی ہستیوں کا اس خطے میں ظہور ہوا۔ جنہوں نے خانقاہوں سے نکل کر دین حق کی سربلندی اور اس کے تحفظ کے لیے تمام تر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے رسم شبیری ادا کی اور پہلے زار شاہی استبداد اور پھر کمیونسٹ حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دین کے احیاء کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ بالکل آخری زمانے میں جبکہ ترکستان اور روس کے دیگر محکوم مسلمان علاقوں میں علمی و دینی زندگی چراغ سحری بن چکی تھی تاتاری علاقے میں روستوف ڈان کی خاک سے علامہ موسیٰ جار اللہؒ پیدا ہوئے وہ آخری نامور دینی وعلمی شخصیت تھے جو اس مردم خیز خطے نے عالم اسلام کو دی۔

ان مشائخ کی وسطی ایشیاء اور ترکستان میں کثیر تعداد میں آمد ان کے اس خاص رجحان کو بھی ظاہر کرتی ہے جو کہ روحانی نظام کے ساتھ ساتھ سیاسی اور معاشرتی اعتبار سے بھی غلبہ کا متقاضی تھا۔ ان مشائخ تصوف نے عملی تصوف کا درس دے کر ظلم، اشتراکیت، سامراجیت اور بالخصوص کمیونسٹ خیالات ونظریات اور اسلام کے خلاف کی گئی سازشوں کا نہ صرف بڑے موثر انداز میں مقابلہ کیا بلکہ اسلام کی روحانی اقدار کے فروغ کے ساتھ ساتھ اسلام کے سیاسی نظام کو بھی استحکام فراہم کرتے ہوئے ظلم واستبداد کے پنجہ کو مروڑ دیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ، خواجہ محمد معصوم، شیخ امیر سید خامدونی (Sheikh Amir Said Khamadoni) چودھویں صدی، پندرھویں صدی عیسوی میں شیخ مسلک الدین مولوتو یعقوبی چرخی اور ایشان (Ishan) شیخ منصور، اوزن حاجی، حاجی بطال، کنٹا حاجی جیسے مشائخ اور اٹھارویں صدی عیسوی میں امام شاملؒ (1797-1871ء) جو کہ داغستان اور شیشان کے تیسرے سربراہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے تیسرے امام تھے(۱) (از 1834ء تا 1859ء) بیسویں صدی عیسوی میں Bammat Giray Haji Mitaeve, Battal Haji Belkhoroev, ChimMirza, Omar Haji, Abdulmutlib Satybaldev (d1935) جیسے مشائخ نے وسطی ایشیاء میں عملی طور پر احیاء اسلام کے لیے فکری، علمی، روحانی، دعوتی اور عملی جہاد کیا۔(۱)

---

(1). Alexandre A . Bennigsn, "Samuel Enders Wimbush, ,"Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union Published 1985 C.Hurst & Company, Page 22,

Scanned by CamScanner

جب ساری دنیا میں اشتراکیت کی مدح سرائی ہورہی تھی اور اسی نظام کو ایک کامل اور مکمل نظام سمجھا جارہا تھا تب بھی مسلمان صوفیاء نے عملی طور پر اس اشتراکی نظام سے متاثرہ معاشرہ میں اپنا دینی تشخص قائم رکھتے ہوئے روسی سامراج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وسطی ایشیاء کی مسلمان ریاستوں کی آزادی تک تقریباً ستر سالوں تک محیط اس جدوجہد میں مشائخ تصوف نے اسلام کے فکری، علمی، نظریاتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی، روحانی اور جہادی پہلوؤں کی حفاظت کی۔ سینکڑوں کی تعداد میں مشائخ تصوف اور ان کے معتقدین ومتوسلین کو قتل کردیا گیا۔ اسلام کا سرِ عام نام لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ مساجد شہید کردی گئیں یا پھر ان کی جگہ آڈیٹوریم بنا دیئے گئے۔ اسلامی تشخص کو پامال کرنے کی ہر ممکن سعی کی گئی۔ بسماچی تحریک کے آغاز کے بعد ہی سے اشتراکی حکومت کا مسلمانوں سے سلوک خاصا معاندانہ رہا۔

اس مقالہ میں کیمونسٹ انقلاب کے دوران مسلمانوں کے سیاسی، مذہبی، روحانی، تہذیبی اور تمدنی تشخص کو مٹانے کی روسی استعمار کی سازشوں کے باوجود نومسلم آزاد ریاستوں میں اسلامی تشخص کے بقا میں مشائخ تصوف کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے کہ روسی استعمار کی مسلمانوں پر پابندیوں، قتلِ عام، فکرونظر، تقریروتحریر، آزادیٔ رائے اور مذہبی آزادی تک کے سلب کر لیے جانے اور مسلمانوں کو بطور خاص انتقام کا نشانہ بنانے کے بعد انکی معاشی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی، روحانی، تہذیبی اور تمدنی حیثیت کو ختم کرنے کی حتی الوسع کوششوں کے باوجود وہ کیا عناصر تھے کہ جن کی بنا پر وسطی ایشیاء میں اسلام کی دعوت اور احیاء کا سفر جاری وساری رہا نیز اس دور میں وہ کیا خاموش روحانی انقلاب آیا کہ جس نے ان ریاستوں میں جہاں پر اسلام کی شمع گل کرنے کی ہر ممکن حد تک سعی کی جا چکی تھی اس شمع کو گل ہونے سے بچایا۔ اس دورِ پرآشوب میں کس طرح مشائخ تصوف نے ان ریاستوں میں اسلام کی بقا کی جنگ لڑی۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

۱۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کی اشاعت کیسے ہوئی؟ اور وہاں کس قسم کی اسلامی تہذیب موجود رہی؟

۲۔ مشائخ تصوف کا کیا طریقہ کار تھا جس نے اسلامی تشخص برقرار رکھنے میں مدد کی؟

۳۔ وسطی ایشیاء میں اسلام کے دینی تشخص کے احیاء میں صوفیاء کا کیا کردار رہا؟

۴۔ وسطی ایشیاء میں مسلمان زوال کا شکار کیونکر ہوئے؟

Scanned by CamScanner

۵۔ دورِ زوال میں مسلمانوں نے اپنے دینی تشخص کو کیسے بحال رکھا؟ نیز اس ضمن میں مشائخ نے کیا کردار ادا کیا؟

۶۔ مشائخ تصوف کی انقلاب روس کے بعد جدو جہد کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

فرضیہ تحقیق:

۱۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلامی تشخص کے قائم رہنے میں مشائخِ تصوف کا کوئی کردار نہیں ہے۔

۲۔ کیمونسٹ انقلاب کے دوران اور اس کے بعد وسطی ایشیاء میں مشائخِ تصوف نے احیاء اسلام میں موثر کردار ادا نہیں کیا ہے۔

۳۔ وسطی ایشیاء میں کیمونسٹ انقلاب کے بعد اسلامی تشخص کے تحفظ میں مشائخِ تصوف نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

سابقہ کام کی روشنی میں موضوع تحقیق کی افادیت

وسطی ایشیاء میں مشائخِ تصوف کا کردار بہت اہم رہا ہے۔تمام تر سلاسل کے صوفیاء نے اس ضمن میں اپنا کردار نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے۔وسطی ایشیاء میں جملہ سلاسل طریقت وتصوف میں بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ کے صوفیاء نے بہت کام کیا ہے کیونکہ ان سلاسل کی جڑیں ان ریاستوں میں دوسرے سلاسل کی نسبت زیادہ گہری تھیں۔"وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلامی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار" (انقلاب روس کے بعد) اس موضوع پر جزوی اعتبار سے کام ہوا ہے۔تاریخی حوالہ سے مولانا جامی کی "رشحات عین الحیات" خواجہ عبید اللہ احرار نے "رسالہ قدسیہ" اس کے علاوہ حاجی مراد نے "امام شامل" پر کام کیا ہے۔عصرِ حاضر میں وسطی ایشیاء کے مسلمانوں اور مشائخ کی خدمات پر ایک نومسلم حامد الگر (Hamid Algar) نے بھی کام کیا ہے جو کہ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں پروفیسر رہے۔انہوں نے بطورِ خاص فارسی زبان وادب سے واقفیت حاصل کی اور مشائخ پر کام کیا۔جدید دور میں خورشید حسن بخاری نے "فارسی ادب میں اولیائے نقشبند کی خدمات" کے عنوان سے کتاب لکھی،مفتی محمد رفیع عثمانی نے "روس کی مقبوضہ ریاستیں" کتاب لکھی۔اس کے علاوہ غیر مسلم مفکرین نے بھی وسطی ایشیاء میں اسلام کے حوالے سے کام کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

ان میں Antony Black جنہوں نے "The History of Islamic Political Thought: From the Prophet to the Present" لکھی۔ اس کے علاوہ Jan Ricard Netto نے "Sufi Ritual : The Parallel Universe" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ Hermann Landolt اور Todd Lawson نے "Reason and Inspiration In Islam" کے نام سے ایک بہت اہم کتاب لکھی ہے۔

Dale F Eickelman کی کتاب "Russia's Muslim Frontiers" بھی اہمیت کی حامل ہے۔ Stefano Allievi کی کتاب "Muslim Netowrks and Transnational Comunities in and Across Europe" نے وسطی ایشیاء میں بالخصوص مشائخ قادریہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اکبر ایس احمد نے اس موضوع کے حوالے سے "Discovering Islam:Making Sense of Muslim History and Society" کتاب لکھی ہے۔

تصوف پر کام کرنے والے روسی مستشرقین

1917ء کے کیمونسٹ انقلاب کے بعد چند نمایاں روسی مستشرقین جن میں ولادیمر مانورسکی اور ولادیمر لانو (Vladimir Minorsky and Vladimir Lwanov) اور (especially Goldziher, Macdonald, Asin Palacios, Andrae,Nicholson, Wensinck, Massignon and Smith), کے نام سرِ فہرست ہیں جنہوں نے اس خطے میں تصوف اور صوفیاء پر کام کیا۔ 1930ء سے 1950ء کے عرصے میں روسی حلقوں میں تصوف پر کام کرنے والے لوگوں میں ایک مستند نام ایوگینی برتھلو Evgenii Berthels (1890-1957) کا ہے۔ جس کے مضامین اور آرٹیکل کئی عشروں تک روسی قارئین کے لیے تصوف کے موضوع پر معیار رہے اور قابلِ اعتبار سمجھے جاتے رہے۔ جبکہ اس کی سب سے اہم کتاب ایرانی صوفی شاعری پر ہے۔ اس میں اس نے تصوف کی تاریخ اور اس کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔ (۱)

---

(1). Yousuf M. Choueiri, A Companion to the History of the Middle East (Published in 2005, Blackwell Publishing, Middle East.p.120.

Scanned by CamScanner

1960ء سے تصوف کے مطالعے اور تحقیق کے لیے مغربی سکالرز نے اپنے شوق اور رجحان کو اور بڑھایا ہے۔اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

"Thus, Massignon's "Quranic Theory" was elaborated by the Rancophone catholic monke Paul Nywia, who undertook a thorough examination of the early Sufi exegetical tradition".(1)

اس کے علاوہ Henry Corbi جس نے اسلامی تصوف کی عام اور گہری باتوں کو موضوع بحث بنایا ہے۔Nwyia نے تصوف کے اسرار کو امام جعفر صادقؒ (d.148/765) کے ارشادات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔اس میں Nwyia نے تصوف کے ان اسرار و رموز کو قرآن اور اس کی تفاسیر کے حوالوں سے پرکھا ہے۔لیکن اس میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ Nwyia نے جو کتابی مواد اور شہادتیں ایک صوفی شیخ السلمی (جنکی کتاب طبقات السلمی) اور اس کی شرح کا خلاصہ (حقیقۃ التفسیر) سے لیا گیا ہے۔جو کہ امام جعفر صادقؒ سے بہت متاثر تھے۔

Nwyia کے اس کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک جرمن امریکن سکالر Gerhard Bowering نے اسلامی تصوف کے بنیادی ستونوں پر کام کیا ہے اس میں اس نے عبداللہ التستری (d.283/896) سے استفادہ کیا ہے اور اسلامی تصوف کے بارے میں اپنی معلومات کو درست کیا ہے۔

آبادشاہ پوری نے بھی وسطی ایشیاء میں مسلمانوں کے کردار کے موضوع پر لکھا ہے۔اس کے علاوہ الیگزنڈر بنکسن نے بھی وسطی ایشیاء میں مسلمانوں کے کردار پر کام کیا ہے۔لیکن موضوع کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ وسطی ایشیاء میں انقلاب کے بعد اور اس انقلاب کے دوران جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے گئے،ان کے دینی تشخص کو کچلنے کے لیے روسی استبداد نے جو سازشیں کیں اور مشائخ تصوف نے ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کو کیسے متحد رکھا اس موضوع پر سیر حاصل کام نہیں ہوا۔اس مقالہ میں اس کاوش کی نشاندہی کی جائے گی کہ روسی استعماریت نے مسلمانوں کی معاشرتی،مذہبی،اخلاقی،سیاسی اور روحانی اقدار کو جس بے دردی سے کچلنے کی سازش کی اس کے جواب

(1). Yousuf M. Choueiri, A Companion to the History of the Middle East (Published in 2005, Blackwell Publishing, Middle East.p.123.

Scanned by CamScanner

میں مشائخ تصوف اسلام کے دینی تشخص کی بقا کے لیے جو کام کیا وہ قابل تحسین ہے۔ سوشلسٹ نظریہ فکر اور اس کے بعد کمیونسٹ انقلاب کی راہیں کھولنے کے لیے روسی استعماریت نے جو مظالم ڈھائے اور ان کے اثرات سے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کو بچانے کے لیے مشائخ تصوف نے جو کردار ادا کیا وہ واضح طور پر سابقہ کیے گئے کام میں نمایاں نہیں ہے۔ یہ پہلو ابھی تشنہ ہے اس تشنگی کو دور کرنے کے لیے یہ تحقیقی کاوش کی گئی۔

تحدیدِ موضوع:

زیرِ نظر مقالہ ''وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ تصوف کا کردار'' میں فقط اس دور یعنی انقلابِ روس کے بعد مشائخ تصوف کے کردار کا مطالعہ کیا گیا جو انقلابِ روس کے بعد اشتراکیت کے زوال کا دور ہے۔ یعنی اشتراکیت کے تقریباً ستر سالہ دور کا ذکر ہے جب 1917ء کمیونسٹ انقلاب آیا اور زار شاہی دورِ حکومت ختم ہوا اس کے بعد وسطی ایشیاء کی مسلمان ریاستوں کی آزادی 1990ء تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں مشائخ تصوف نے اسلام کی بقا اور اس کے دینی تشخص کے تحفظ کی جنگ لڑی۔ اس کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

اہدافِ تحقیق:

اس تحقیق کے اہداف درج ذیل ہیں۔

۱۔ وسطی ایشیاء میں احیاء اسلام کے ضمن میں کی گئی کوششوں کا جائزہ۔

۲۔ روسی استبداد کے ظلم وستم کے باوجود وسطی ایشیاء اور ترکستان کے مسلمانوں میں دینی تشخص کی بحالی کی فکر کو قائم رکھنے میں مشائخ تصوف کی خدمات کا مطالعہ۔

۳۔ مشائخ تصوف کی تعلیمات، منہج، دعوتی طریقہ کار اور ان کے مسلمانوں پر اثرات کا جائزہ۔

۴۔ مشائخ تصوف کی تعلیمات کے ان اثرات کی وجہ سے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں نے روسی استعماریت کے دور اور اس کے بعد میں اسلامی تشخص کی بحالی کی جو جنگ لڑی اس کی وضاحت۔

منہجِ تحقیق:

۱۔ اس تحقیق کا منہج درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

Scanned by CamScanner

۲۔ تاریخی تحقیق کے اصول وقوانین کو عملِ تحقیق میں مدنظر رکھا گیا ہے۔

۳۔ اصطلاحاتِ تصوف کے تعین اور تشریح کے لیے کتاب اللغات کو استعمال کیا گیا ہے۔

۴۔ تاریخی واقعات کا تجزیہ اور تحلیل کرنے کے لیے تاریخ نگاری کے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

۵۔ موضوع تحقیق کے بنیادی اور ثانوی ماخذ کا تعین کرنے کے لیے اسلامی تحقیق کے اصول ومبادی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

۶۔ چونکہ یہ موضوع تصوف سے بھی متعلقہ ہے اس لیے منہجِ صوفیاء کے اصولوں سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

تقسیم عنوانات وخلاصۃ الابواب: اس مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ باب اول

یہ باب ''وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام'' پر مشتمل ہے۔ جس میں وسطی ایشیاء اور ترکستان کا تعارف کروایا گیا ہے۔ سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے وسطی ایشیاء تقسیم پر بحث کی گئی ہے اور وسطی ایشیاء اور ترکستان سے مراد سابقہ سوویت یونین کی آزاد ریاستیں (قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان) ہی کو وسطی ایشیاء کا مرکز ومحور قرار دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیاء میں اسلام کی آمد کا تاریخی حوالوں سے جائزہ لیا گیا ہے۔

۲۔ باب دوم

یہ باب ''وسطی ایشیاء میں تصوف'' تعارف، تاریخ، ارتقاء'' کے موضوع پر ہے۔ اس میں تصوف کے لغوی و اصطلاح تعارف واہمیت کے بعد وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ اور اس کے ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔ مختلف سلاسلِ طریقت سے وابستہ ان مشائخ تصوف کا مختصر تعارف اور تصوف کے ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ باب سوم

یہ باب ''وسطی ایشیاء میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ کا کردار'' کے عنوان پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلی فصل میں انقلابِ روس کا تعارف کرواتے ہوئے کیمونسٹ انقلاب اور اس کا مسلمانوں کے ساتھ سلوک پر بحث کی گئی ہے۔ اس اشتراکی انقلاب کے بعد جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے گئے ان کا ذکر ہے اس کے ساتھ ساتھ اگلی فصول میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ کی سیاسی، مسلح، اخلاقی، مذہبی اور روحانی جدوجہد کا ذکر ہے۔ کہ کس طرح

Scanned by CamScanner

۲۔ تاریخی تحقیق کے اصول وقوانین کو عمل تحقیق میں مدنظر رکھا گیا ہے۔

۳۔ اصطلاحات تصوف کے تعین اور تشریح کے لیے کتاب اللغات کو استعمال کیا گیا ہے۔

۴۔ تاریخی واقعات کا تجزیہ اور تحلیل کرنے کے لیے تاریخ نگاری کے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

۵۔ موضوع تحقیق کے بنیادی اور ثانوی ماخذ کا تعین کرنے کے لیے اسلامی تحقیق کے اصول ومبادی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

۶۔ چونکہ یہ موضوع تصوف سے بھی متعلقہ ہے اس لیے منہج صوفیاء کے اصولوں سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

تقسیم عنوانات وخلاصۃ الابواب: اس مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا۔ باب اول

یہ باب ''وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام'' پر مشتمل ہے۔ جس میں وسطی ایشیاء اور ترکستان کا تعارف کروایا گیا ہے۔ سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے وسطی ایشیاء تقسیم پر بحث کی گئی ہے اور وسطی ایشیاء اور ترکستان سے مراد سابقہ سوویت یونین کی آزاد ریاستیں (قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان) ہی کو وسطی ایشیاء کا مرکز ومحور قرار دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیاء میں اسلام کی آمد کا تاریخی حوالوں سے جائزہ لیا گیا ہے۔

۲۔ باب دوم

یہ باب ''وسطی ایشیاء میں تصوف ''تعارف، تاریخ، ارتقاء'' کے موضوع پر ہے۔ اس میں تصوف کے لغوی و اصطلاح تعارف واہمیت کے بعد وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ اور اس کے ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔ مختلف سلاسلِ طریقت سے وابستہ ان مشائخ تصوف کا مختصر تعارف اور تصوف کے ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ باب سوم

یہ باب ''وسطی ایشیاء میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ کا کردار'' کے عنوان پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلی فصل میں انقلاب روس کا تعارف کرواتے ہوئے کمیونسٹ انقلاب اور اس کا مسلمانوں کے ساتھ سلوک پر بحث کی گئی ہے۔ اس اشتراکی انقلاب کے بعد جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے گئے ان کا ذکر ہے اس کے ساتھ ساتھ اگلی فصول میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں مشائخ کی سیاسی، مسلح، اخلاقی، مذہبی اور روحانی جدوجہد کا ذکر ہے۔ کہ کس طرح

Scanned by CamScanner

نا مساعد حالات میں ان مشائخ تصوف نے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے ہر طرح کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کیں۔ان مصائب ومظالم کے باوجود جو کہ روسی استبداد نے مسلمانوں پر کیے مشائخ تصوف کس طرح اسلامی تشخص کی بحالی میں کامیاب ہوئے۔ان فصول میں مشائخ تصوف کی حکمت عملی، انکی اسلامی اقدار کو بحال رکھنے کی کاوشیں، فکری ،نظریاتی، علمی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی سطح پر مسلمانوں کو ہر ممکن مدد فراہم کرنے کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۴۔باب چہارم

''مشائخ تصوف کی اسلامی احیاء کے لیے کی گئی کوششوں کے اثرات'' کے عنوان پر ہے۔اس میں مشائخ تصوف کی کاوشوں کے اثرات مرتب ہوئے ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔جن میں اسلامی اقدار کا فروغ، اسلامی تشخص کے بارے میں نواجوان نسل میں برھتے ہوئے شوق، لگن اور دلچسپی کا ذکر کیا گیا ہے۔اسلامی شعائر کی حفاظت اور ان پر عمل پیرا ہونے والی نوجوان نسل کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔اسلام کا روحانی وعلمی مرکز کہلانے والے اس خطے میں جب سمرقند و بخارا، حرمین شریفین کے بعد علم وحکمت کا گڑھ سمجھے جاتے تھے وہاں دوبارہ اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد خلاصہ بحث اور نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔پھر اس تحقیق کی روشنی میں چند سفارشات کا ذکر ہے۔مقالے کے آخر میں آیات وحدیث، اماکن وبلدان، اعلام اور تصاویر کی فہرست دی گئی ہے۔ حصولِ مواد کے لیے جن مصادر ومراجع سے استفادہ کیا گیا ہے ان کی تفصیل دی گئی ہے۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ چونکہ یہ موضوع انتہائی حساس اور نیا ہے اور اس پر موجود مواد بھی اتنی آسانی سے میسر نہیں لیکن اس کے باوجود ممکن حد تک کوشش کی گئی ہے کہ دستیاب وسائل کی مدد سے وسطی ایشیاء میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ کے لیے ان مشائخ تصوف کی کاوشوں اور جدوجہد کا جائزہ لیا جائے۔لیکن پھر بھی اس میں کمزوری اور خطا کا امکان موجود ہے کیونکہ مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا احساس ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

مقالہ نگار

نذر فرید احمد

Scanned by CamScanner

باب اول

وسطی ایشیا اور ترکستان میں اسلام کی آمد

Scanned by CamScanner

فصل اول

وسطی ایشیاء اور ترکستان کا تعارف

فصل دوم

وسطی ایشیاء میں اسلام کی آمد

فصل سوم

وسطی ایشیاء میں اسلام کی تاریخ

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء

برِ اعظم ایشیاء چونکہ آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا برِ اعظم ہے۔اس لیے جغرافیائی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے اس خطے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔وسطی ایشیاء اپنی خاص ہیئتِ عمرانی وجغرافیائی کی وجہ سے ہمیشہ عالمی طاقتوں کا مرکزِ نگاہ رہا ہے۔سابقہ سوویت یونین کو یہ اعزاز بھی رہا کہ وہ رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا برِ اعظم رہا ہے۔وسطی ایشیاء کا جغرافیائی تعارف تاریخ کے اعتبار سے مختلف رہا ہے۔مختلف جغرافیہ دانوں اور تاریخ دانوں نے اس کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا ہے۔لیکن انیسویں اور بیسویں صدی میں اس کی ہیئت خاصی بدل چکی ہے۔جوں جوں روس کی جغرافیائی سرحدیں پھیلتی چلی گئیں اس خطے کی جغرافیائی تقسیم بھی تبدیل ہوتی چلی گئی۔اسی ضمن میں روس کا جغرافیائی تعارف ضروری ہے تاکہ اس بات کی وضاحت بآسانی ہو سکے کہ روس کا جغرافیائی حدود اربعہ کہاں تک ہے اور وسطی ایشیاء میں شامل ریاستوں کا روس (سابقہ سوویت یونین) سے جغرافیائی تعلق کیسا ہے۔

سوویت

سوویت روسی زبان کا لفظ جو انگریزی لفظ کونسل بمعنی مجلس کے مترادف ہے۔1905ء میں جب روس میں انقلاب برپا ہوا تو اس کے نتیجے کے طور پر پہلی بار مزدوروں کی سوویتیں قائم ہوئیں مگر یہ انقلاب اپنے مقاصد میں ناکام رہا۔روسی باشندوں کی اکثریت سلاوی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔یہ سلاوی قبائل نویں صدی عیسوی میں سکنڈے نیویا سے آ کر آباد ہوئے تھے اور ان ہی کی اولاد آگے چل کر روسی کہلائی گئی اور ملک کا نام ان کے نام پر روس پڑا (۱)

ماسکو کو پہلی مرتبہ آلتن کی منگول سلطنت میں اہمیت حاصل ہوئی۔زار روس کا اقتدار قائم ہونے سے پہلے ترکستان، قازقستان اور سائبیریا کا بڑا حصہ دریائے والگا اور آمو کی وادیاں، کریمیا اور اس سے ملحقہ حصے، شمالی قفقاز، داغستان اور آذربائیجان وہ علاقے تھے جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔اس لیے ان علاقوں کو بھی بعد میں روس میں شامل کر لیا گیا (۲)

(۱)۔ نبیل ملک، مسئلہ چیچنیا، ماضی، حال اور مستقبل، تحقیقی مقالہ، ۲۰۰۰ء ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور۔ص ۳۴

(۲)۔ جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۲۱

Scanned by CamScanner

سوویت یونین

سوویت یونین کا رقبہ 8600340 مربع میل تھا۔ آبادی 1976ء میں 25 کروڑ 67 لاکھ تھی۔ دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ماسکو ہے۔ زبان روسی ہے۔ مذہب، مسیحی فرقے، مسلمان، یہودی اور بدھ مت ہیں۔ سکہ روبل ہے۔ عظیم جسامت کے باعث مختلف علاقوں کی آب و ہوا مختلف ہے۔ کوہ قاف اور کوہ یورال اسے سائبریا سے جدا کرتے ہیں۔ سوویت یونین کے یورپی حصوں میں بھی پیداوار کے ویسے ہی خطے ہیں جیسے ایشیائی حصے میں ہیں۔ جنوب میں یوکرائن کا سیاہ مٹی والا علاقہ ہے۔ جارجیا اور کریمیا بھی اسی علاقے میں ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بحیرہ روم کی سی ہے۔ ملک میں سوشلسٹ نظام رائج ہے۔ تمام ذرائع پیداوار پر ریاست کا قبضہ ہے۔ ریاست ہر شخص کی تعلیم، روزگار اور علاج معالجے کی ذمہ دار ہے۔ شرح خواندگی سو فیصد ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کی مالک کمیونسٹ پارٹی ہے۔ سوویت یونین میں مندرجہ ذیل پندرہ خود مختار جمہوریتیں شامل تھیں۔ روس، یوکرائن، بیلارس، ازبکستان، کرغستان، جارجیا، آذربائیجان، لتھوانیا، مالدیویا، کرغز، تاجکستان، آرمینیا، ترکمانستان اور اسٹونیا۔(۱)

روس کے مغرب کی جانب ناروے، فن لینڈ اور پولینڈ، جنوب کے ایک جانب چین اور شمالی کوریا، دوسری جانب یوکرائن، جارجیا، آذربائیجان اور قازقستان مغرب میں ایسٹونیا، لتھونیا اور لٹویا ہیں جبکہ بحرا لکاہل اور بحیرا آرکٹیک کے منجمد ساحل روس کی مشرقی اور شمالی سرحدوں کا تعین کرتے ہیں۔

تقریباً سوویت روس کا ایک چوتھائی حصہ مسلم اکثریت پر مشتمل ہے۔ اگر ہم سائبیریا کو روس میں شامل کر دیں تو تقریباً روس کا آدھا حصہ مسلم اکثریتی علاقہ ہے۔ 1975ء میں روس کی کل آبادی بائیس کروڑ تھی اور ان میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً چار کروڑ تھی۔ 1913ء میں زار حکومت کے وقت مسلمانوں کی آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ تھی۔ 1960ء میں یہ تین کروڑ تک جا پہنچی۔ اب تقریباً روس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار کروڑ ہے۔ اور روس کی بقیہ آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ قابلِ ذکر تعداد ہے۔(۲)

---

(۱)۔ نبیل ملک، مسئلہ چیچنیا، ماضی، حال اور مستقبل، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے اسلامیات، ۲۰۰۰ء ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور۔ ص ۴۵

(2) .Geoffrey E Wheeler, Soviet and Chinese Policies in the Middle-East, the world Today Journal, London, Feb.1966, p 31.

Scanned by CamScanner

اگر فقط ترکستان ہی کو تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو ترکستان میں تجارتی کاروانوں اور قافلوں کی تاریخی گزرگاہیں ہیں۔اس میں وہ گزرگاہ بھی شامل ہے جس پر مارکوپولو نے سفر کیا تھا۔آذربائیجان ان کے علاوہ ایک الگ وسطی ایشیاء کی مسلم ریاست ہے۔جس کی سرحدیں ایران کے ساتھ ملتی ہیں۔(۱)

اناطولیہ یاایشیائے کوچک،وسطی ایشیاء کی طرح ترکوں کا اصلی اور قدیم وطن نہیں ہے۔یہ ترکوں کا وطنِ ثانی ہے۔شاید قدرت نے ترکوں کو نوسوسال قبل اس نئے وطن میں اس لیے پہنچا دیا تھا کہ ان کا وہ حشر نہ ہو جو ان کے دوسرے بھائیوں اور ہم وطنوں کا ارضِ توران میں (جو دیوارِ چین سے دریائے والگا تک پھیلی ہوئی ہے اور ان کا اصلی وطن ہے) ہونے والا تھا۔یہ تاریخ کا کتنا بڑا المیہ ہے کہ ایک عظیم قوم خود اپنے وطن میں آزادی سے محروم کردی جائے۔اگر ترکوں نے نوسوسال پہلے اپنے لیے اناطولیہ میں نیا وطن تلاش نہ کرلیا ہوتا تو آج دنیا کے پردے پر کوئی ترک قوم آباد نظر نہ آتی۔فی الوقت یہ تمام شہر ازبکستان کا حصہ ہیں۔ لیکن اشتراکی سوویت یونین نے زبان،نسل اور اقتصادی امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان علاقوں کی نئی حد بندی کر کے انہیں جمہوریتوں کا درجہ دے دیا اور ان جمہوریتوں کو سوویت یونین کا حصہ بنالیا گیا۔ایک دلیل یہ بھی دی گئی کہ ایسا "حکومت خود اختیاری" کے اصول کے تحت کیا گیا ہے اور یہ کہ اس کا فیصلہ خود لوگوں نے کیا ہے۔حالانکہ ان علاقوں پر سوریت روس کی سرخ فوج کے ذریعے قبضہ کیا گیا تھا اور بعض ممالک میں تو کیمونسٹ پارٹی بنی بھی نہ تھی۔(۲)

سولہویں اور سترہویں صدی میں زارِ روس نے قازق قبائل کو مجبور کرنا شروع کر دیا کہ وہ روس کا اقتدار تسلیم کرلیں اور اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مغربی ترکستان کے بہت سے حصوں پر قبضہ کرلیا۔زارِ روس نے ترکستان کا صوبہ قائم کر کے تاشقند کو دارالحکومت بنایا۔ 1887ء میں اینگلو روسی کمشن قائم کیا گیا جس نے افغانستان اور روسی ترکستان کے درمیان حدی متعین کیں۔ 1926ء میں روسی ترکستان کو پانچ حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔سوویت کیمونسٹ ڈکٹیٹرشپ کے تحت قومیتوں کی حکومتیں قائم کی گئی اشتراکی دورِ حکومت میں ان علاقوں کے وسائل کو ترقی دینے کی کوشش

---

(۱) کرامت علی خان،وسط ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز،لاہور،ص۲۳

(۲)۔ ثروت صولت،ترکی اور ترک،حصہ اوّل،(اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۱۳-۱۱ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور،پاکستان،ص۱۴

Scanned by CamScanner

کی گئی۔ سابقہ سوویت یونین سولہ جمہوری ریاستوں پر مشتمل تھا جن میں سے چھ بڑی اسلامی ریاستیں بھی شامل ہیں۔ جو کہ ازبکستان، قازقستان، آذربائیجان، ترکمانستان، تاجکستان اور کرغیزیا (کرغزستان) بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ رشین فیڈریشن میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد والگا ارال کے تاتاریوں اور جنوبی قفقاز میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد آباد ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد سائبیریا اور دوسرے علاقوں میں آباد ہے۔ کریمیا اور بحر اکاال کے جنوب میں تاتاری مسلمانوں کا علاقہ ہے۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد روسی کیمونسٹ حکومت نے سائبیریا اور دوسرے علاقوں سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا یہ بہانا بناتے ہوئے کہ دوسری جنگ عظیم میں ان تاتاری مسلمانوں نے جرمنی کی مدد کی تھی۔ بعد میں کریمیا بھی روس کی ایک اور ریاست بن کر سامنے آیا جس میں یوکرائن کے عیسائی قیدیوں کو لا کر آباد کیا گیا۔ (۱)

سوویت ترکستان

مغربی ترکستان یا سوویت ترکستان سے مراد تیان شان پہاڑی سلسلے اور کیسپین کے درمیان کا علاقہ جو سوویت روس میں شامل رہا ہے۔ اس میں قازقستان، کرغیزیا (کرغزستان)، ترکمانیہ، تاجکستان اور ازبکستان شامل ہیں۔

یہ علاقہ شمال مغرب میں ہموار ہے اور صحراؤں پر مشتمل ہے۔ جنوب مشرق میں سطح زمین بلند ہو کر پہاڑوں سے جا ملتی ہے دریا پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور صحراؤں میں کم ہو جاتے ہیں آبادی کی اکثریت مسلمان ہے۔ بیشتر کا ذریعہ معاش زراعت اور مویشیوں کی افزائش ہے۔ ان ریاستوں میں معدنیات کی فراوانی ہے۔ اشتراکی دور میں صنعتی ترقی ہوئی ہے۔ (۲)

چینی ترکستان

ایشیاء کے قلب میں واقع علاقوں کو مشرقی ترکستان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سوویت ترکستان سے لے کر صحرائے گوبی اور تبت تک پھیلا ہوا ہے۔ ایک جانب تیان شان کے بلند پہاڑ ہیں جن کی بلندی بیس ہزار فٹ ہے۔ چینی ترکستان، سینکیانگ صوبے میں واقع ہے۔ لوگ ترک نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور یوئی گر زبان بولتے ہیں، اکثریت مسلمان ہے۔ زراعت،

---

(1) Abdurakhman "The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" Published 1996 C. Hurst & Co Publishers Chapter 4,P.15

(۲)۔ کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، لاہور، ص ۲۲

Scanned by CamScanner

مویشیوں کی افزائش اور تجارت کرتے ہیں۔

افغان ترکستان

اس کے شمال میں آمو دریا اور شمال مغرب میں سوویت ترکستان واقع ہیں۔ افغانستان کے زیر حکومت آنے سے پہلے یہاں ازبک حکمران تھے۔ جنوبی ترکستان، افغانستان کے صوبہ مزار شریف پر مشتمل ہے۔ یہ علاقہ ازبک اور فارسی بولنے والوں پر مشتمل ہے۔ اس علاقے میں تانبہ، سیسہ، لوہا اور سونے کی کانیں ہیں۔ اس علاقے میں کوئی صنعت نہیں۔ اس علاقے سے گیس بھی دریافت ہوئی تھی جو سوویت روس کو فراہم کی جاتی رہی۔ اسی علاقے میں لاجورد پتھر خاصی مقدار میں دریافت ہوا تھا۔

قدیم مشرقی ترکستان

جہاں تک قدیم مشرقی ترکستان کا تعلق ہے وہ چین کے ماتحت رہا۔ نویں اور دسویں صدی میں اس علاقے میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مسلمانوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کرنے کی بار بار کوشش کی۔ 1872ء سے 1876ء تک چینی ترکستان تقریباً آزاد ہوگیا اور یعقوب بیگ نے یہاں حکومت قائم کرلی۔ لیکن اس کی موت کے بعد چین نے اس علاقے کا پھر سے کنٹرول حاصل کرلیا۔ چینی ترکستان اب ایک صوبے کی حیثیت سے چین میں شامل ہے۔ 1950ء میں چین پر اشتراکی قبضے کے بعد طویل مدت تک اس علاقے کا تعلق باہر کی دنیا سے منقطع رہا۔(۱)

چیچنیا

چیچن روسیوں کا دیا ہوا ان مسلمانوں کا نام ہے جو وسطی قفقاز میں دریائے سنجہ Sunja اور دریائے تیرک Terek کے جنوبی معاون دریاؤں کی وادیوں میں رہتے ہیں۔ چیچنیا کا ترکی تلفظ چاچان ہے۔ جبکہ عربی مصادر کے حوالے سے شیشان لکھا جاتا ہے اور مقامی تلفظ نخچیو یا ویخ ہے۔(۲)

چیچن لوگوں کی زبان انگش Ingush، بتزبی Batzbi, کستن Kistn زبانوں کے ساتھ مل کر ایک خاص گروہ کی تشکیل کرتی ہے جو داغستانی زبانوں سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے۔ چیچنیا کے شمال میں روس، شمال مشرق میں داغستان، جنوب میں

---

(۱)۔ کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، لاہور۔ص ۲۳

(2). Thomas W. Simons " Islam in a Globalizing World",Chap.2 Page, 8.

Scanned by CamScanner

جارجیا، مغرب میں اوسشیا اور انگشتیا ہے۔ چیچنیا کا کل رقبہ 7350 مربع میل ہے۔ آبادی بارہ لاکھ ہے اور اس کے دارالحکومت گروزنی ہے۔ سرکاری زبان شیشانی ہے۔ چیچنیا کی سرزمین کوہ قاف کے علاقے میں واقع ہے جو زیادہ تر پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہ علاقہ تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ روس کی تقریباً 90 فیصد تیل کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ روس کی زیادہ تر آئل ریفائنریز چیچنیا میں واقع ہیں۔ ریل کے ذریعے یہ روس کو آذربائیجان کے راستہ وسطی ایشیاء کی دوسری ریاستوں سے ملاتا ہے۔ دوسری طرف اس کا سلسلہ قفقاز کی دوسری ریاستوں کے ذریعے مشرقی یورپ سے قائم کرتا ہے(۱)

مسلمان آبادی کی تقسیم

سوویت یونین میں مسلمانوں کی آبادی تین بڑے حصوں میں تقسیم ہے۔ یہ وسطی ایشیاء، والگا ارال اور قفقاز پر مشتمل ہیں۔ پہلا حصہ افغانستان اور ایران کے جنوب میں پانچ مسلمان ریاستوں پر مشتمل ہے۔ یہ قازقستان، کرغیزیا (کرغزستان)، ازبکستان، ترکمانستان اور تاجکستان پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ دریائے ارال کے کنارے اور باشکیریا Bashkhiria اور والگا ارال کے پہاڑی سلسلہ پر آباد مسلمان آبادی کا ہے۔ اور تیسرا علاقہ بحرالکاہل اور بحیرہ کیسپین پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کی معلوم تاریخ کے مطابق سن 550ء سے قبل یہ علاقہ چینی سلطنت کا حصہ تھا جس کے بعد ترکی زبان بولنے والے قبائل نے دولت مند شہروں، تاشقند اور بخارا پر قبضہ کرلیا۔ 600ء میں تبت نے مشرقی ترکستان پر قبضہ کرلیا۔ بعد میں چین نے اس پر دوبارہ قبضہ قائم کرلیا۔

روس میں تقریباً اسی فیصد لوگ ترکی النسل ہیں اور ترکی زبان بولتے ہیں۔ قازقستان، کرغیزیا (کرغزستان)، ترکمانستان، آذربائیجان کے شمال میں قفقاز کے پہاڑی علاقے میں بسنے والے ترکی زبان بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ شمالی قفقاز، سائبیریا، Lithuani اور بیلارس کے علاقوں میں بھی ترکی زبان بولی جاتی ہے۔ باقی روس میں پندرہ فیصد مسلمان آبادی فارسی زبان بولتی ہے۔ (۲)

اس کے علاوہ کچھ علاقوں (داغستان، چیچنیا، انگوشیا، کاباردا، (Adizei) میں لوگ عربی زبان بھی بولتے ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ ترکی زبان سوویت روس میں مختلف لہجوں کے ساتھ بولی جاتی ہے۔ اسی لیے روسی حکومت نے

---

(۱) موسیٰ خان جلال زئی، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، مطبوعہ نگارشات، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۱۱

(2). Geoffrey E Wheeler, Soviet and Chinese Policies in the Middle-East, the world Today Journal, London, Feb. 1966,P 64.

Scanned by CamScanner

ترکستانی مسلمان آبادی کو لہجے کے اعتبار سے تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ترکستانیوں کے جذبہ حب الوطنی کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ایک ازبکستانی قازقستان، ترکمانستان اور آذربائیجان کے لوگوں کی زبان سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتا۔(۱)

وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں کو جب 1991ء میں آزادی کی نعمت میسر ہوئی تب وسطی ایشیاء سے مراد تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان، آذربائیجان اور قازقستان مراد ہیں۔ وسطی ایشیاء کی جغرافیائی ہیت کے بارے میں بحث سے پہلے ہم وسطی ایشیاء میں شامل ممالک اور علاقوں جغرافیائی اعتبار سے ذکر کرتے ہیں۔

سوویت روس کے خاتمے کے بعد وسطی ایشیاء کے وہ علاقے جن مین مسلمان اکثریت میں ہیں اور وہ تاریخی طور پر بھی ترکستان کے نام سے موسوم تھے۔ سوویت روس میں شامل جن مسلم ریاستوں یا جمہوریتوں کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں آذربائیجان، قازقستان، کرغیزیا، ترکمانیہ (ترکمانستان)، ازبکستان اور تاجکستان شامل ہیں۔ درحقیقت اشتراکی انقلاب سے قبل انتظامی اور سیاسی لحاظ سے ان علاقوں کی حد بندی قطعاً مختلف تھی۔ وسطی ایشیاء کے شہروں بالخصوص سمرقند، بخارا، خیوا اور قوقند کے علاقوں کے الگ الگ حکمران تھے اور ان کی حکمرانی ان علاقوں پر بھی تھی جو آج تاجکستان، کرغیزیا، قازقستان یا ترکمانستان میں واقع ہیں۔

سیاسی، جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے وسطی ایشیاء اور ترکستان میں بہت سارے علاقے شامل ہیں جو آج کے جغرافیائی حقائق سے بہت مختلف ہیں۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان کے جغرافیائی حدود کا تعین مخصوص حالات میں مخصوص جغرافیہ دانوں نے مختلف کیا ہے۔ سائبریا، شمالی داغستان، چین کے کچھ علاقے، سابقہ سوویت یونین کی پندرہ ریاستوں میں سے پانچ ریاستیں، بحیرہ کسپین، بوسنیا، جارجیا، افغانستان اور ترکی سے ملحقہ بہت سارے علاقے وسطی ایشیاء کو جغرافیائی اعتبار سے بہت وسیع رقبے کا حامل خطہ گردانتے ہیں۔(۲)

وسطی ایشیاء کی سیاسی اور جغرافیائی اصطلاح کے بارے میں اہلِ قلم باہم متفق نہیں۔ بعض اہلِ قلم کے ہاں ''وسطی ایشیاء'' ترکستان کے مترادف ہے یعنی ترکستان کوئی الگ خطہ نہیں ہے بلکہ وسطی ایشیاء ہی کو ترکستان کے نام

---

1). Geoffrey E Wheeler, Soviet and Chinese Policies in the Middle-East, the world Today Journal, London, Feb. 1966, P 63.

(۲) موسیٰ خان جلال زئی، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، مطبوعہ نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور، ص۱۶

Scanned by CamScanner

سے موسوم کرتے ہیں۔ کچھ دوسرے اہلِ قلم ''وسطی ایشیاء'' میں ترکستان کے ساتھ قفقاز کو بھی شامل کرتے ہیں۔ دورِ جدید کے علمی اور تحقیقی اداروں نے ''وسطی ایشیاء'' کی حدود میں بحیرہ کیسپین کے مشرق میں سابق سوویت یونین کی نو آزاد پانچ مسلم ریاستوں، سنکیانگ (عوامی جمہوریہ چین) اور افغانستان کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض حضرات ترکی اور ایران کو بھی ''وسطی ایشیاء'' کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ''وسطی ایشیاء اور ترکستان'' سے مراد بالخصوص وہ خطہ ہے جو سابق سوویت یونین کی نو آزاد پانچ مسلم ریاستوں، قازقستان، ترکمانستان، کرغیزستان، ازبکستان، تاجکستان کے ساتھ آذربائیجان پر مشتمل ہے۔(۱) کچھ اہلِ علم قفقاز، داغستان اور چیچنیا کے کچھ حصوں کو بھی وسطی ایشیاء اور ترکستان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

زیرِ نظر مقالے میں وسطی ایشیاء اور ترکستان سے مراد تقریباً سابقہ سوویت یونین اور موجودہ روس کی ان ریاستوں پر مشتمل خطہ ہے جہاں پر مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ انہی ریاستوں میں اسلامی احیاء کی تحریکیں اٹھیں اور اکیسویں صدی تک اس خطے کے مسلمانوں نے بالخصوص زار شاہی دور اور کمیونسٹ انقلاب کے بعد، کسی نہ کسی صورت میں اسلامی شعائر، تہذیب وتمدن اور اسلامی روایات کو قائم رکھنے کے لیے مالی، جانی اور علمی سطح پر کاوشیں کیں۔

(۱)۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، پاکستان میں ''وسطی ایشیا'' کا مطالعہ (کتابیات) انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۱۹۹۳ء اسلام آباد، ص ۱۹

Scanned by CamScanner

فصل دوم

وسطی ایشیاء میں اسلام کی آمد

Scanned by CamScanner

اسلام اور وسطی ایشیاء

وسطی ایشیاء میں اسلام کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ اسلام کی تاریخ۔ یعنی اسلام کے اوائل دور میں ہی یہ خطہ اسلام کے نور سے فیض یاب ہونے لگا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں مسلمانوں نے اس خطے کا رخ کیا اور یہاں پر فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن اس سے قبل چند مسلمان گھرانے باقاعدہ فوج کشی سے پہلے ہی اس خطے میں تجارت کی غرض سے سفر کر چکے تھے بلکہ کچھ خاندان یہاں قیام پزیر بھی ہوئے۔ اس کے بعد باقاعدہ اسلام سیاسی حوالے سے اس خطے میں داخل ہوا۔ وسطی ایشیاء میں اسلام اپنے اوائل دور میں ہی داخل ہو گیا تھا بلکہ خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام وسطی ایشیاء اور ترکستان میں داخل ہو رہا تھا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام اس خطے میں داخل ہوا۔ تاریخ ابنِ خلدون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام حضرت عمرؓ کے دور میں ہی وسطی ایشیاء میں پہنچ چکا تھا۔ اس بارے میں تاریخ ابنِ خلدون میں رقم ہے۔

''جس وقت نعیم رے کو فتح کر چکے تو فاروقِ اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ (سماکؓ بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد پر آذربائجان روانہ کرو) آذربائجان عتبہؓ بن فرقد اور بکیرؓ کو مرحمت ہوا تھا اور ان کے بڑھنے کی سمتیں بھی متعین کر دی گئی تھیں۔''

آذربائجان کے فتح ہونے کے بعد بکیرؓ نے خمس اور فتح کی بشارت دربارِ خلافت میں بھیجی اور یہ اجازت فاروقِ اعظمؓ عتبہ کو مفتوحات آذربائجان میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لئے ہوئے باب کی طرف بڑھے۔ بکیرؓ کی روانگی کے بعد عتبہؓ نے موجودہ فوج لے کر شہرزور اور صامعان پر چڑھائی کی اور ان شہروں کو لڑ کر جزیہ وخراج پر فتح کیا۔ ایک گروہ کثیر کردوں کا اس مقام کی لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد فاروقِ اعظمؓ کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا۔ اس کے بعد احنفؓ نے بلخ پر فوج کشی کی۔ اہلِ بلخ نے چار لاکھ اور بعض کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر مصالحت کر لی۔ احنفؓ نے بلخ پر اسید بن المتشمس کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے۔ چونکہ اہلِ خوارزم نے دریائے جیجون کا پل توڑ ڈالا اور کشتیاں ہٹا دی تھیں اس وجہ سے احنفؓ مجبور ہو کر بلخ واپس آئے۔ ربیعؓ بن زیاد حارثی کو ابنِ عامرؓ نے سجستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا ۱۹ھ میں مرزبان طوس نے سعیدؓ بن العاص اور عبداللہؓ کو (جس زمانہ میں یہ بصرہ میں تھے) لکھا تھا کہ تم

(۱) ابن خلدون، مقدمہ، ترجمہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، جلد اول، ص ۳۳۴

Scanned by CamScanner

میں سے جو قدرت و غلبہ رکھتا ہو خراسان پر آ کر قبضہ کر لے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام اپنے اوائل دور میں ہی وسطی ایشیاء تک پہنچ گیا تھا۔ پہلی صدی ہجری کے بعد وسط ایشیاء کے دشت اور قفقاز کے علاقوں میں مسلمانوں کا اثر اقتدار بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی عیسوی میں یعنی ابتداء کے سات سو سال بعد اس خطے میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ (۱)

پہلی مسجد کی بنیاد

قتیبہؒ بن مسلم نے ترکستان فتح کرنے کے بعد سمرقند میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ ترکستانی اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے کردار سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے تاہم دوسرے مفتوحہ ممالک کے مقابلے میں یہاں اسلام کی توسیع و اشاعت کی رفتار بے حد سست تھی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب جزیہ منسوخ کر دیا اور مسلمانوں کی توجہ جسموں کو محکوم بنانے سے زیادہ دلوں کی فتح پر مرکوز کی تو لوگ بھاری تعداد میں مسلمان ہونے لگے۔ جن علاقوں میں عرب آباد ہو گئے تھے وہاں یہ رفتار نسبتاً تیز تھی۔ داغستان نے تو بڑا گہرا اثر قبول کیا۔ عربوں کے ساتھ گہرے روابط کے نتیجہ میں ہشام بن عبدالملک کے عہد تک پورا داغستان مسلمان ہو گیا اور لوگ آنے والی صدیوں میں عربوں کے رنگ میں اس طرح رنگے گئے کہ عربی ان کی زبان اور عرب تہذیب ان کی تہذیب بن گئی۔ یہاں کے اکثر شرفاء یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ عربی النسل ہیں۔ عرب اس علاقے کو دربند کہتے ہیں۔

ولید کے مرنے پر سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو محمد بن قاسم فاتح سندھ اور موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس کی طرح قتیبہ بھی اقتدار کی کشمکش کا شکار ہو گیا جو ولی عہدی کے مسئلے پر سلیمان اور ولید کے درمیان ہوئی تھی۔ عبدالملک نے ولید کے بعد سلیمان کو تخت کا وارث بنایا تھا۔ ولید نے اسے محروم کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانا چاہا۔ سلیمان نے زمامِ اقتدار اپنے ہاتھ میں لیتے ہی ان لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے ولید کا ساتھ دیا تھا اور اس تجویز کی حمایت کی تھی۔ (۲)

---

(۱) ابن خلدون، مقدمہ، ترجمہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی،، جلد اول، ص ۳۳۵

(۲) امیر شکیب ارسلان: حاضر العالم الاسلامی (قاہرہ ۱۳۵۲) ص ۱۸۸

Scanned by CamScanner

حجاج بن یوسف انہی لوگوں میں تھا لیکن وہ خود مر چکا تھا اس لئے سلیمان کے غیض وغضب کی بجلی اس کے منظورِ نظر جرنیلوں پر گری۔ قتیبہ نے محمد بن قاسم اور موسیٰ بن نصیر کا حشر دیکھ کر بغاوت کر دی اور مارا گیا، وہ نہایت قابل جرنیل اور اعلیٰ منتظم تھا۔ قتیبہ کے قتل کے بعد وسط ایشیاء میں مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ اسی زمانے میں بنو امیہ نے نومسلموں پر جزیہ لگا دیا۔ جس سے سمرقند و بخارا کے نومسلم بھڑک اٹھے اور بغاوت کا پرچم بلند کر دیا۔ یہ بغاوت آناً فاناً چاروں طرف پھیل گئی اور ماوراء النہر کا سارا علاقہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آخر یزید بن مہلب نے بصد مشکل اسے دوبارہ فتح کر کے امن و امان سے ہمکنار کیا۔ جیسا کہ اسلام ریشم کی طرح پھیلا۔ وسطی ایشیاء میں اسلام اپنے اوائل ہی میں داخل ہو گیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ہرات، کابل اور کو ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں اسلام کو روشناس کروایا۔(۱)

چیچنیا میں اسلام

چیچنیا سے متصل قفقاز کا جنوبی علاقہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں یعنی ۱۸ تا ۲۴ ہجری تک مسلمانوں کے زیر تسلط آ چکا تھا۔ یہی نہیں بلکہ چیچنیا سے متصل شمالی قفقاز کا وہ علاقہ جو تقریباً دو سو سال سے داغستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کا مشہور شہر دربند بھی دو صحابیوں حضرت سراقہؓ بن عمر اور حضرت سلمان بن ربیعہؓ الباہلی کی مشترکہ جدوجہد سے اسلام کے زیرِ نگیں ہو گیا تھا۔ اس علاقہ قفقاز کی فتح میں بعض دوسرے صحابہ کرام یعنی عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ، بکیرؓ بن عبداللہؓ اللیثی، حبیبؓ بن مسلمہ، حذیفہؓ بن السید کا ذکر بھی عرب تواریخ میں آتا ہے۔ قفقاز کا علاقہ خلافتِ راشدہ اور پھر اموی و عباسی خلافت کے زیرِ نگیں رہا۔ حضرت عثمانؓ اور پھر اموی عہد میں خلیفہ اموی ہشام بن عبدالملک کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کے ہاتھوں ۱۰۵ھ میں یہاں مزید فتوحات ہوئیں۔(۲)

اسلام بشکل حنفی مسلک تیرہویں صدی میں داغستان اور کریمیا کی راہ سے چیچنیا میں داخل ہونا شروع ہوا۔ اس سے پہلے وہ ساتویں صدی عیسویں میں وسطی ایشیاء میں اپنے قدم رکھ چکا تھا۔ اٹھارہویں صدی کے وسط تک

---

(۱) ثروت صولت، ترکی اور ترک، حصہ اوّل (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۱۳ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، پاکستان، ص ۱۵

(۲) ندوی، ڈاکٹر سید رضوان علی، تحقیقات و تاثرات، ص ۲۸۔

Scanned by CamScanner

اس کا اثر ان علاقوں میں رہا۔لیکن یہ اثر سیاسی لحاظ سے کوئی اتنا زیادہ معتبر نہیں گردانا جاتا تھا۔کیونکہ سیاسی سطح پر اسلام ابھی بہت زیادہ طاقتور نہیں تھا۔اسی صدی کے اواخر میں نقشبندی صوفیاء کی بدولت تصوف کے قدم چیچنیا میں جم گئے۔ چیچنیا کے مغربی ہمسائیوں یعنی انگوشتیا میں بھی اسی عقیدے کا اثر انیسویں صدی کے نصف اول میں مستحکم ہوگیا۔اس وقت چیچنیا کے لوگوں کی ۹۸ فیصد تعداد حنفی مکتبہ فکر پر مشتمل ہے۔(۱)

وسطی ایشیاء (قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان) میں اسلام ساتویں صدی عیسوی میں داخل ہوا۔اس بارے میں مصنف ادیب خالد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

" some years after the Prophet Mohammed's death, Arab troops conquered the region, calling it the Ma Wara' al-Nahr (which means: "What is beyond the river", the Amu Darya, the old"Oxus"), and spread the new faith. By 875 Islam had become the official religion of the Samanid state, whose capital was the city of Bukhara,being independent of Bagdad, thecapital of the Abbasid CaliphaIslam was rooted in Central Asia as aform of continuity with old tradition Baba Tükles was a "friend of God"(2).

---

(۱) شہابی،فیض احمدی،مسلم دنیا،ش ۹۷۔۱۹۹۶ء،،ص ۴۹۱

(2). Khalid, Adeeb " Islam after Communism: Religion and Politics in Central Asia. Berkeley/Los Angeles, University of California Press,(2007) p. 22.

Scanned by CamScanner

قفقاز اور اس سے ملحقہ علاقوں میں اسلام ساتویں صدی عیسوی میں ہی پہنچ گیا تھا۔ قفقاز اور داغستان کے علاقوں میں اسلام کی آمد کے حوالہ سے مصنف عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔

"The Arabs penetrated into the Caucasus during their great initial wave of expansion in the 7th and 8th centuries. Awed by the variety of peoples living there, they called it Jebel al-Alsan--the Mountain of Languages." It was here, and northward into Dagestan, that the Arab invaders were most successful in effecting conversions to Islam. By the end of the 8th century, the entire eastern Caucasus was part of Dar-ul-Islam. It continued, at least nominally, to form part of the Persian Empire until the early 19th century. Other invaders from the north and east, such as the Seljuk Turks who arrived in the 11th century and the Mongols in the 13th, were absorbed into Persiaand the World of Islam". (1)

قفقاز کے علاقہ میں بھی مسلمانوں کا داخلہ خلافتِ راشدہ کے دور میں ہوا تھا۔ مسلمان قفقاز میں دو راستوں سے داخل ہوئے ایک ایشیاءِ کوچک اور آرمینیا کے راستے سے اور دوسرے آذربائیجان اور دربند کے راستے سے۔ یہ داخلہ حضرت عثمانؓ کے عہد (۲۴ھ تا ۳۵ھ) 645ء تا 655ء میں ہوا۔ جن بزرگوں نے قفقاز کو فتح کرنے میں حصہ

(1.) Abdurakhman"The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" C. Hurst & Co Publishers, 1996 Chapter 4,P.15

Scanned by CamScanner

لیا تھا ان میں حضرت حذیفہؓ بن یمان بھی شامل تھے۔

ساتویں صدی عیسوی میں یعنی جب پہلی مرتبہ اس خطے میں مسلمان آئے تو وسطی ایشیاء اور قفقاز کے شمالی علاقوں میں ترک قبائل آباد تھے اور یہاں ترکوں کی کئی حکومتیں قائم تھیں۔ حکمرانوں نے اس علاقے میں چینیوں کو شکست دے کر اپنی فتح کی یاد میں کئی کتبے منگولیا اور واخان کے مقام پر نصب کیے جو ترکی زبان کی پہلی ادبی تحریر سمجھے جاتے ہیں۔ یہ کتبے 725ء اور 735ء میں نصب کیے گئے تھے۔(۱)

داغستان اور قفقاز میں مسلمانوں کی آمد تقریباً ایک ہی زمانے میں ہوئی اور خلافت راشدہ کا زمانہ تھا ترکستان کے مشہور شہر (مرو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد ہی میں حنیف بن قیس کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 661/۴۱ھ تا 680/۶۰ھ کے دورِ حکومت میں ایک ممتاز صحابی حضرت حکم بن عمر غفاریؓ کے زیرِ قیادت پہلی مرتبہ دریائے آمو کو پار کر کے ماوراء النہر میں داخل ہو گئے۔ فتوحات کی یہ لہر برابر بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ ولید بن عبدالملکؒ 705ء تا 680ء (۸۶ تا ۱۱۱ھ) کے دور حکومت میں قتیبہؒ بن مسلم نے کاشغر تک کا سارا علاقہ فتح کر کے ترکستان کو ہمیشہ کے لئے اسلامی دنیا کا ایک حصہ بنا دیا۔ یوں اسلام اس خطے میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ داخل ہوا۔ کیونکہ آمو دریا اور والگا ارال کی وادی بھی وسطی ایشیاء میں داخلے کا ایک دروازہ تھی۔ کبار تابعین اور تبع تابعین ان علاقوں میں فوج کے ساتھ بھی پہنچے اور اس سے پہلے انفرادی سطح پر بھی کچھ علاقوں میں مسلمان اس یلغار سے قبل ہی پہنچ چکے تھے۔ یوں اسلام کی تاریخ جتنی پرانی ہے وسطی ایشیاء میں بھی اسلام کی آمد اور اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے۔(۲)

اسلام چونکہ اس خطے میں ابتداء میں ہی داخل ہوا۔ یہاں کے حالات اسلام کے حق میں انتہائی سازگار تھے۔ ایک نئے عزم اور ولولے سے جذبہ جہاد اور جذبہ اشاعتِ دین سے سرشار مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کی سربلندی کے لیے ان۔ قفقاز کے علاقہ میں بھی اسلام خلافتِ راشدہ کے دور میں ہیں داخل ہوا۔ مسلمان قفقاز میں دو راستوں سے داخل ہوئے۔ ایک ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے راستے سے اور دوسرے آذربائیجان اور دربند کے راستے

(1). ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p 65.

(۲) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، لاہور، ص،۲۶

سے۔ یہ داخلہ حضرت عثمانؓ کے عہد (۲۴ھ تا ۳۵ھ) 645ء تا 655ء میں ہوا۔ جن بزرگوں نے قفقاز کو فتح کرنے میں حصہ لیا تھا ان میں حضرت حذیفہؓ بن یمان بھی شامل تھے۔

اہلِ سمرقند کا قبولِ اسلام

۱۱۰ھ میں اشرس نے ابوالصیداء صالح بن ظریفؓ (بنوضبہ کے آزاد کردہ غلام) اور ربیعؓ بن عمران تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوتِ اسلام کی غرض سے روانہ کیا۔ انہوں نے اہلِ سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور بشرطِ اسلام جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا۔ بعد میں ۱۱۷ھ کو مروانؒ بن محمد کو گورنر آرمینیہ و آذربائیجان بنا کر بھیجا گیا''۔(۱)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام تقریباً پہلی صدی ہجری سے ہی اس وسطی ایشیاء میں پہنچ گیا تھا۔ اور نہ صرف تبلیغی حوالے سے اسلام کی اشاعت کی کوشش کی گئی بلکہ اسلام سیاسی اور معاشرتی سطح پر ایک نئی اور پرجوش قیادت کے ساتھ ایک نیا عزم و حوصلہ لے کر وسطی ایشیاء میں داخل ہوا۔

(۱) ابن خلدون، مقدمہ، ترجمہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، جلد اول، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، ص ۶۷۲

Scanned by CamScanner

فصل سوم

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کا ارتقاء

Scanned by CamScanner

فصل سوم

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کا ارتقاء

Scanned by CamScanner

اسلام کی اشاعت وتبلیغ

وسطی ایشیاء بہت جلد ہی اسلامی سلطنت کے زیر اثر آ گیا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں اسلام ہرات، بخارا اور کابل میں داخل ہوا۔ عباسی سلطنت کے عروج کے زمانہ میں ۲۴۷ھ تک، اسلامی دنیا سندھ اور فرغانہ سے لے کر قیروان تک عباسی سلطنت کے تحت تھی۔ وسط ایشیاء کے ممالک تاریخ کے اس دور میں خراسان اور ماوراء النہر کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ سامانی عہد میں یہ ممالک خوب پھلے پھولے۔ سامانیوں نے ان علاقوں پر ۲۶۱ھ تا ۳۸۹ھ تک (۱۲۸) سال حکومت کی۔ سامانی بادشاہ بلخ کے ایک فارسی النسل معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خلیفہ مامون الرشید اس خاندان کی ذہانت وفطانت سے بہت متاثر تھا اور اس نے ان کی حکومت کو سند عطا کر دی۔

ماوراء النہر کے مشہور شہروں میں فرغانہ، شاش، سمرقند، بخارا، فاراب، ترمذ، اشروسنہ، زمخشر اور جرجان تھے۔ خراسان اور ماوراء النہر کو "اقلیم مشرق " کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔ اسلام مشرق اور کریمیا کی طرف مرو سے ۵۰ ۷ھ کے بعد پہنچا۔ لق ودق صحرا میں اور کردستان میں سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں چودھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے درمیان صوفیاء کی بدولت پہنچا۔ حقیقت میں وسطی ایشیاء کے شہروں میں سمرقند اور بخارا اسلامی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے مرکز بن گئے جہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں مدارس اور مکاتیب کھل گئے جہاں پر طلبہ واساتذہ اسلامی تعلیمات سے فیض یاب ہوتے۔ بہت سارے مسلمان مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کے بعد تحصیل علم کے لیے سمرقند و بخارا کا رخ کرتے۔ (۱)

عرب تاجر اسلام کے نمائندے

بارھویں صدی کے دوران والگا ارال (ترکستان) میں اسلام اور تصوف عرب تاجروں کی صورت میں پھیلا۔ لیکن تصوف بطور خاص انیسویں صدی کے اواخر میں Il-Khans, جو کہ Halagu قبائل کے نائبین تھے انکی بدولت اسلام ترک سلطنت تک پہنچا دیا (۲)

---

(1) سفیر اختر، ڈاکٹر، وسطی ایشیاء کے مسلمان، ج ۳، شمارہ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۲۱

(2). ZAKARIA, Rafic " The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics", N.Y., Penguin, 1988, p63.

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء میں اسلام کے ارتقاء کے حوالے مصنف اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

" Muslim Societies in Central Asia have been transformed by he Soviet presence in the region. Arguing that the utopian Bolshevik project of remaking the world featured a sustained assult on Islam that destroyed patterns of Islamic learning and thoroughly de-Islamized public life, Islam became synonymous with tradition and was subordinated to powerful ethnonational identities that crystallized during the Soviet period. He shows how this legacy endures today and how, for the vast majority of the population, a return to Islam means the recovery of traditions destroyed under Communism. Islam after Communism reasons that the fear of a rampant radical Islam that dominates bothe Western throught and many of Central Asia's governments should be tempered by an understanding of the politics of antiterrorism, which allows governments to justify their own authoriarian policies by casting all opposition as extremist. Comparing the secularization of Islam in Central Asia to experiences in Turkey, the former Yogoslavia, and other secular Muslim

Scanned by CamScanner

states".(1)

وسطی ایشیا کے ترکی زبان بولنے خانہ بدوش قبائل نے 1073ء میں ترکستان پر بھرپور حملہ کر دیا اور اس علاقے پر قابض ہو گئے۔ چنگیز خانی لشکر نے تیرہویں صدی میں اس علاقے پر یلغار کر کے سارے علاقے کا تاخت و تاراج کر دیا۔ تیرہویں اور چودہویں صدی میں بخارا اسلامی شہر کی شکل اختیار کر گیا۔ اس سے قبل آٹھویں اور نویں صدی میں مسلمان عربوں نے بھی ترکستان کے مختلف علاقوں پر اقتدار قائم کرنے کی کوشش کی اور اس علاق میں اسلام کی تبلیغ کی۔

والگا ارال اور کرغزستان میں اسلام

وسطی ایشیاء اور شمالی قفقاز کے پہاڑی علاقوں میں اسلام آٹھویں صدی عیسوی میں آیا اور تمام علاقہ ماسوائے قازقستان کا شمالی علاقہ تمام کا تمام اسلامی حکومت کے زیر اثر تھا۔ ان علاقوں کے زیادہ تر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام روس میں وسطی ایشیاء اور قفقاز کے ذریعے داخل ہوا۔ والگا ارال کے تاتاریوں نے درمیانی عہد میں اسلام قبول کر لیا۔ تاتاری بنیادی طور پر ترکی زبان بولتے تھے اور ترکی النسل تھے۔ شمالی قازقستان اور کرغیزیا کے خانہ بدوش قبائل نے سولہویں اور انیسویں صدی عیسوی کے درمیان اسلام قبول کیا۔ Lithuania، سائبیریا اور بیلارس کے مسلمان ترک تاتاری تھے۔ وہ زارشاہی کے عہد میں ان علاقوں میں قیام پذیر ہوئے۔ مسلم اکثریت کے زیادہ تر علاقے زارشاہی دور میں سوویت یونین کے قبضے میں آئے۔ حتی کہ بیسویں صدی سے لے کر آج تک ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت جاری و ساری ہے۔ والگا ارال کے مختلف قبائل مثلاً مری، Mordvinian,Udmut اور Chuvas کے لوگوں نے اسی عہد میں اسلام قبول کیا۔(۲)

(1). Adeeb Khalid "Islam After Communism:Religion and Politics in Central Asia", Published by University of California Press,2007,p18

(2) Abdurakhman"The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" C. Hurst & Co Publishers, 1996 Chapter 4,P.15

Scanned by CamScanner

خراسان کا پہلا مسلمان گورنر

چونکہ اسلام آٹھویں صدی عیسوی سے وسطی ایشیاء میں پھیلا۔ابن مسلم خراسان کا پہلا گورنر تھا جس نے وسطی ایشیاء کے بہت بڑے علاقے کو اسلامی خلافت کے زیر اثر کیا۔آٹھویں صدی عیسوی کے آخری عشروں تک شمالی قازقستان کے علاوہ وسطی ایشیاء کے بہت سارے علاقے اسلامی حکومت میں کے تابع ہو چکے تھے۔اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی بھی ترویج وترقی ہوتی چلی گئی اوران علاقوں میں اس وقت تک عربی زبان ادبی، سائنسی اورانتظامی اعتبار سے ایک لازمی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔(۱)

سامانی خاندان کی حکومت

وسطی ایشیاء میں سامانی خاندان کی حکومت نویں اور دسویں صدی عیسوی کے درمیان قائم ہوئی۔ایران اور وسطی ایشیاء کے علاقے سامانی حکومت کے تحت تھے جس کا مرکز بخارا تھا۔اسی دور میں فارسی زبان اس خطے میں متعارف ہوئی اور اس کی ترویج و ترقی ہوئی۔ اسی دور میں فارسی کے مشہور شاعر فردوسی نے مشہور "شاہنامہ" لکھا۔تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی نے آٹھویں اور نویں صدی کی نسبت ترقی اور کامیابی کی نئی جہتیں متعین کیں۔ابن موسیٰ الخوارزمی نے ریاضی کی عربی شاخ متعارف کروائی۔اورالجبرا کی اصطلاح موسیٰ خوارزمی کی کتاب "الجبرا" سے ماخوذ ہے۔اس کے علاوہ اس نے جغرافیہ، فلکیات اور تاریخ کے میدان میں بھی حیران کن حد تک تحقیق کی۔مشہور ماہر طب ابوعلی ابن سینا نے بارہویں صدی عیسوی میں "کتاب القانون" تحریر کی۔اورانکی یہ کتاب مغرب میں اگلے چھ سو سال تک پڑھائی جاتی رہی۔ابونصر فارابی نے فلسفہ پر بہت نایاب کتابیں لکھیں۔ایک اور عظیم سکالر اور محقق البیرونی بھی اسی خطے سے پیدا ہوئے انہوں نے "تواریخ الہند" لکھی جس کو تاریخ کی کتابوں میں آج بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔یہ تمام درخشاں ستارے اسی خطے سے ہی پیدا ہوئے اور چہار دانگ عالم میں اسلام کی حقانیت اوراس کے دین فطرت ہونے کو ثابت کیا۔

---

(۱) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اورامکانات) جنگ پبلشرز، ص ۲۵

Scanned by CamScanner

امیر تیمور کی فتوحات

چودھویں صدی عیسوی میں تیمور خان مصر سے چین اور ہندوستان سے والگا ارال تک اپنی سلطنت وسیع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہرات اس کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ خاندانِ تیموریہ کے بعد کے آنے والے فرمانروا پندرھویں صدی کے آغاز تک کمزور ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ وسطی ایشیاء پر روسی تسلط کے وقت روس پر کسی بھی پر اثر اور طاقتور خاندان کی حکومت نہ رہی تھی۔ خاندانِ تیموریہ کے زوال کے بعد تین خاندان سیاسی حوالہ سے ابھر کر سامنے آئے۔ ان میں بخارا کے امیرات (Amirat of Bukhara,Khanat of kokond and Khanat of Khiva) خوقند اور خیوا کے امیرات شامل تھے۔ وسطی ایشیاء کے شمال میں قازقستان کے چار خود مختار قبائل (Ulu-jhuz,Ortajhuj, Kishi-jhuj and Bukai-jhuj) نے خود مختار حکومت کی۔ (۱)

اناطولیہ یا ایشیائے کوچک سے اسلام کا تعلق خلافت راشدہ کے زمانے میں ہی قائم ہو گیا تھا۔ عراق، شام اور ایران سے متصل ترکی کے وہ صوبے جن میں دیار بکر، ماردین، ارض روم، ملاطیہ، رہا (اُرفا) مرعش، غازعنتب، انطاکیہ، ادانہ اور طرسوس کے شہر واقع ہیں پہلی صدی ہجری کے اوائل ہی میں اسلامی مملکت کا حصہ بن گئے تھے۔ یہ شہر جلد ہی اسلامی تہذیب و ثقافت کے مرکز بن گئے۔ یہاں سرحدوں پر جو بڑی بڑی چھاؤنیاں قائم ہوئیں وہ زیادہ تر ترک فوجیوں پر مشتمل تھیں اور یہی وہ دور تھا جس میں مشہور عرب ادیب جاحظ نے ترکوں کے فضائل میں ''رسالہ فی مناقب الترک'' لکھا۔

پانچویں صدی ہجری یا گیارھویں صدی عیسویں کے اواخر میں جب ملازکرد کی جنگ (۴۶۳ھ) 1071ء کے نتیجے میں سلجوقی ترکوں نے پورے جزیرہ نمائے اناطولیہ پر قبضہ کر لیا اور یہاں ترکوں کے گروہ در گروہ آباد ہونا شروع ہو گئے تو مشرقی اور جنوبی اناطولیہ کی مسلمان آبادیوں کی وجہ سے ان کی آبادکاری میں سہولت ہو گئی۔ یہ صحیح ہے کہ ملازکرد کی فیصلہ کن جنگ نے اناطولیہ کو ترکوں کر وطن ثانی میں تبدیل کر دیا، لیکن اگر اس خطے کے ایک بڑے حصے

(1) .Komil Kalanove ,Antonio alonso,"SACRED PLACES AND "FOLK" ISLAM IN CENTRAL ASIA by Institute of Culture of Tashkent,No.17(May 2008) Page 6 .

Scanned by CamScanner

میں پہلے سے مسلمان آباد نہ ہوتے تو ترکوں کے لیے ایسا کرنا آسان نہ تھا۔ اناطولیہ کے چپے چپے میں صحابہؓ، اولیاء اللہ اور مجاہدین اسلام سے منسوب یادگاروں اور قبروں کی موجودگی اور ترکی کی عوامی کہانیوں اور لوگ گیتوں میں ان ہستیوں کو جگہ ملنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ ترکی کو ترکوں اور مسلمانوں کا وطن بنانے میں دوسری مسلمان اقوام کا بھی حصہ ہے۔ اور ترکی کو ترکوں اور مسلمانوں کا وطن بنانے کا عمل پہلی صدی ہجری میں شروع ہو گیا تھا۔ (۱)

سرزمین اور باشندے

وہ وسیع و عرض علاقہ جو مغرب میں ترکی کی سرحد اور بحر اسود کے ساحل سے مشرق میں مشرقی ترکستان (سنکیانگ) تک اور شمال میں سائبریا کے سٹیپ کے میدانوں سے جنوب میں ایران اور افغانستان کی سرحدوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں مغربی ترکستان، داغستان، شمالی قفقاز، ایدل اورال (والگا اورال) (۲) کریمیا اور سائبیریا کے مغربی اضلاع شامل ہیں۔ کل رقبہ فرانس سے سات گنا ہے۔ علاقہ کی وسعت کی مناسبت سے آب و ہوا اور زمین بھی متنوع ہے۔

عربوں کی ترکستان میں آمد

عرب اسلام کا پرچم لے کر ریگزار سے نکلے اور فارس کی سلطنت فتح کر کے ترکستان میں داخل ہوئے تو ان کے کئی خاندان یہاں آباد ہو گئے۔ قفقاز، سمرقند اور بخارا کے گردونواح میں آج بھی عرب خاندان پائے جاتے ہیں۔ اس طرح زیر بحث علاقہ گوناگوں نسلوں کا وطن بن گیا۔ سب باشندے نہایت بہادر، جفاکش اور ذہین ہیں۔ (۳)

خلافت راشدہ کے دور میں ارتقاء

خلافتِ راشدہ میں اسلامی اثر و رسوخ ترکستان اور وسطی ایشیاء میں بڑھا۔ اسلام کی آمد سے اس خطے کے

---

(1) ثروت صولت، ترکی اور ترک، حصہ اوّل (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۱۳ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، پاکستان، ص ۱۵

(۲) ایدل ایک دریا ہے جس کا نام روسیوں نے والگا (Volga) رکھ دیا۔ اورال کو ہمارے ہاں جغرافیے کی کتابوں میں یورال لکھتا جاتا ہے۔ ترکی تلفظ اورال ہے اور ہم نے اورال ہی لکھا ہے البتہ ایدل کے ساتھ قوسین میں والگا بھی لکھ دیا ہے۔ ایدل اورال وہ علاقہ ہے جو دریا ہے ایدل (والگا) اور کوہ اورال کے درمیان واقع ہے اور آجکال تاتاریہ جمہوریہ، باشکیریا جمہوریہ اور چوویشیا پر مشتمل ہے۔

(3) .Edward Allworth: "Central Asia, A Century of Russian Rule(New York, 1967),p10.

Scanned by CamScanner

جغرافیائی، تہذیبی، مذہبی، سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات تبدیل ہونے لگے تھے۔ اسلامی تہذیب وتمدن نے اس خطے کو یوں اپنے حصار میں لیا کہ یہ خطہ اسلام کی ترویج واشاعت اور اس کے احیاء کا سب سے بڑا ذریعہ بن گیا۔ اس حوالے سے مصنف Komil Kalanove بیان کرتا ہے۔

"In the eleventh year of the Hijrah, the armies of Islam moved eastward during the time of the Four Great Caliphs, and Arab vanguards advanced beyond the Oxus river in Turkestan. Islam had changed the life of the Arabs. They were no longer a desert people; now they had a new, a universal religion, new horizons for their aspirations, and new ideals in their hearts. Since these ideals and aspirations were akin to those which Turks had nurtured during the centuries since their origin, conversions soon began to take place".(1)

مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان تعلقات استوار ہونا شروع ہوئے اور ان میں تیزی امیر معاویہؓ کے دور میں اس وقت آئی جب انہوں نے دریائے Oxus عبور کیا اور ترکستان وافغانستان کو فتح کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں بھی داخل ہوگئے۔ ساتویں صدی عیسوی میں امیر قتیبہؒ نے بخارا، سمرقند اور اس سے ملحقہ علاقوں کو فتح کر لیا۔ اسلام کے وسطی ایشیاء میں داخل ہونے سے یورپ اور اہل سپین کو جو فائدہ ہوا اس کے بارے میں مصنف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

1.Komil Kalanove ,Antonioalonso "SACRED PLACES AND "FOLK" ISLAM IN CENTRAL ASIA" ,UNISCI Discussion Papers, Institute of Culture of Tashkent,No.17(May 2008) p 10.

Scanned by CamScanner

"This had fortunate results for the Western world, for in Samarkand the Arabs learned how to make paper and passed their skill on to Spain and Europe".(1)

اسلام اس خطے میں پورے زور وشور کے ساتھ داخل ہوا۔ اور ترکوں کی شکل میں اسلام کو وفادار مسلمان مل گئے۔ بہت سارے مدارس Transoxiana میں کھل گئے۔ جیسا کہ بغداد میں کھل گئے تھے ۔ان مدارس کے ذریعے ترکوں نے اپنے خطے کے لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی اور جسکی وجہ سے بعد میں علم وفضل، حکمت ودانائی اور تصوف وروحانیت میں بہت نامور لوگ پیدا ہوئے۔ ترکوں کا اسلام قبول کرنا پہلی صدی ہجری میں شروع ہوا اور ابھی تک ترکستان اور وسطی ایشیاء کے لوگ اسلام کے اس فیض کو محسوس کرتے ہیں۔ خاندان بنوامیہ کے دور میں اسلام کا اثر ورسوخ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لیکن بعد میں جب مسلمان لاپرواہیوں، محلاتی سازشوں اور تعیش پرستی میں پڑ گئے تو خراسان کے ایک ترک ابومسلم نے ترک علاقوں میں بنوامیہ کے اقتدار کو ختم کیا۔

مغربی ترکستان کی فتح

اسلام سب سے پہلے ساتویں صدی عیسوی (۲۲ھ) میں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فاتح عربوں کے ساتھ شمالی آذربائیجان میں داخل ہوا۔ عتبہ بن فرقدؓ اور بکیر بن عبداللہؓ اس فاتح فوج کے سردار تھے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں مسلمان اور آگے بڑھے اور داغستان اور مغربی ترکستان میں داخل ہوئے۔ تاہم اسلام کی حقیقی پیش قدمی کا آغاز ولید بن عبدالملک کے عہدِ حکومت میں ہوا۔ مسلمان افواج ۸۶ھ میں قتیبہ بن مسلم الباہلی کی کمان میں جیحون (آمودریا) عبور کر کے اندرونِ ملک میں بڑھتی چلی گئیں۔ بیکند، بخارا، سمرقند، خوارزم (خیوا) فرغانہ اور شاش (تاشقند) سرنگوں ہو گئے۔ ۹۶ھ میں کاشغر فتح ہوا اور خاقانِ چین نے اپنی سلطنت خطرے میں دیکھ کر صلح کر لی۔ اس طرح دس سال کی مدت میں پورا مغربی ترکستان فتح ہو گیا۔

1.ECICultural Magazine,published by ECO Cultural Institute,Tehran, Iran,p 51 .

Scanned by CamScanner

اسلامی تہذیب کے مراکز

اسی صدی کے اواخر تک مغربی ترکستان میں سمرقند، بخارا اور خوارزم اسلام کا مرکز بن گئے۔ مغربی ترکستان کی راہ سے اسلام مشرقی ترکستان (سنکیانگ) پہنچا۔ ترکستان اور قفقاز کو اپنی آغوش میں لینے کے بعد اسلام شمال میں ایدل اورال کی طرف بڑھا۔ ایدل اورال تاریخ کے آغاز ہی سے ترک باشندوں سے آباد رہا ہے پانچویں صدی عیسوی کے بعد اس ملک میں بلغاری ترک رہتے تھے، بعد ازاں ان کی جگہ قفقاز ترکوں نے لے لی۔ بلغار کا شہر جو دریائے ایدل اور دریائے کاما کے سنگم پر آباد تھا۔ اس مملکت کا دارلحکومت تھا۔(۱)

پہلا مسلمان

الماس سلجی خاں حاکم بلغار پہلا شخص تھ جو مشرف بہ اسلام ہوا۔ اس کی رعایہ نے بھی تقلید کی۔ ۹۲۱ء میں اس نے عباسی خلیفہ المقتدر باللہ سے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی خاطر اپنا سفیر دربارِ خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ نے تبادلے میں علماء وفضلاء کی ایک جماعت روانہ کی۔ خلیفہ نے الماس خاں کا نام جعفر بن عبداللہ رکھا۔ اسی عہد سے بلغار میں اسلامی تمدن وثقافت فروغ پانے لگا۔ اس طرح اسلام سائبیریا سے وسط ایشیاء تک زبردست تہذیبی وسیاسی قوت بن گیا۔ سوشلسٹ انقلاب سے پہلے ان تمام علاقوں میں ساڑھے تین کروڑ مسلمان آباد تھے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام اس خطے میں کس قدر آب وتاب سے چمکتا رہا۔ اور کتنے عرصے تک ان علاقوں میں اسلام کے حقیقی معنوں میں اثرات رہے۔(۲)

خوارزم شاہی سلطنت

ترکستان پر عرب ۱۷۵ برس (۹۶ھ تا ۲۶۱ھ) تک حکمران رہے۔ انتظامی اعتبار سے یہ علاقہ خراسان کے گورنر کے ماتحت تھا۔ ان کی جگہ سامانی خانوادے نے لی، جس کی سطوت کا ڈنکا ۲۶۱ھ سے ۲۹۵ھ تک بجتا رہا۔ پانچ صدی پر محیط اس مدت میں ترکستان نے ملت اسلامیہ کی دینی وسیاسی تاریخ میں عظیم الشان کردار ادا کیا۔ خوارزم شاہی

---

(۱) آبادشاہ پوری، روس میں مسلمان قومیں (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳۔ای، شاعالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)، ص ۲۶

(۲) ثروت صولت، ترکی اور ترک، حصہ اوّل، (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۱۳ اای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، پاکستان، ص ۱۸

Scanned by CamScanner

خاندان کی سلطنت عراق سے لے کر ایک طرف چین کی سرحد تک اور دوسری طرف کابل اور مغربی ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی ۔(۱)

تیموراوراس کے جانشین

۷۶۵ھ میں ایک نئی طاقت ور شخصیت تاریخ کے افق پر ابھری اور منگولیا سے لے کر بحر روم تک کے ممالک پر چھا گئی ۔ پہلے اس شخص نے ماوراء النہر پر قبضہ کیا، پھر شمالی ترکستان فتح کیا۔اس کے بعد اورال اور اس سے متصلہ اضلاع سائبیریا کی باری آئی اور لشکر زریں (Golden Hordes) کے خان کو شکست فاش دی ۔(۲)

تیمور کا کردار ان طالع آزماؤں کی نہایت عمدہ مثال ہے جنہیں اپنی شخصی عظمت و سربلندی کی خاطر کوئی بھی کام کرگزرنے سے دریغ نہیں ہوتا۔وہ مسلمان تھا جسے خود اپنے قول کے مطابق قرآن کریم سے گہرا شغف تھا،لیکن اس نے اپنے عزائم اور امنگوں کی آبیاری اور اپنی سطوت کو مسلط کرنے کے لئے بڑے بڑے جابر وسفاک غیر مسلم فاتحین کو بھی مات دی۔اس کردار کا دوسرا رخ بھی ہے تیمور نے وسط ایشیاء خصوصاً ترکستان کو نئی زندگی سے ہمکنار کیا۔دریاؤں پر بند تعمیر کئے، ان سے نہریں نکالیں۔ایک نہر کے ذریعے دارالحکومت سمرقند کو دریائے زرفشاں کا پانی مہیا کیا۔اس طرح کہ پورے شہر میں زیر زمیں ندیوں کا جال بچھا دیا۔ تباہ اور ویران علاقے آباد کئے اور عالیشان محلات، خوبصورت مساجد اور مدارس تعمیر کروائے۔ تیمور کا معمول تھا ، ہر فتح کی یادگار، عمارت کی شکل میں قائم کرتا۔ ہندوستان،اصفہان،شیراز اور دمشق سے مشہور معمار ساتھ لے کر گیا تھا۔(۳)

دورِاسلامی کے اثرات

اسلام نے اس علاقے کی زندگی اور تہذیب وتمدن پر گہرے نقوش ثبت کیے۔اس نے ترکستانیوں میں علم و تہذیب کی شمع روشن کی، انہیں فکری و دینی ہم آہنگی بخشی،قومی اتحاد کے لئے نسل ونسب کی بجائے نظریاتی اور تہذیبی بنیادیں فراہم کیں۔وہ نسلی اعتبار سے اگرچہ ایک تھے اور جب اپنے مسکن سے نکلے تو ایک ہی زبان بولتے تھے تاہم

---

(۱)۔ شاہ پوری،آباد،روس میں مسلمان قومیں،(اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳۔ای،شاہ عالم مارکیٹ،لاہور (پاکستان)،ص ۳۰

(2) Edward Allworth " Central Asia, A Century of Russian Rule"(New York, 1967),p.9.

(۳)۔ شاہ پوری،آباد،ص ۳۰

Scanned by CamScanner

امتدادِ زمانہ اور دوسری قوموں کے ساتھ اختلاط سے ان کی بولیاں الگ الگ ہو گئیں۔ اسلام نے انہیں ایک مشترکہ علمی زبان اور مشترکہ رسم الخط دیا۔ وہ مختلف نسلوں ہی میں بٹے ہوئی تھے، انہیں ایک نظریاتی برادری میں منسلک کیا۔ اس کے عوض اس علاقے، خصوصاً ترکستان نے ملتِ اسلامیہ کو نیا خون، طاقت ور ذہن واور زبردست صلاحیتوں کے حامل افراد دیئے جنہوں نے امت کی دینی، علمی اور سیاسی تاریخ کی تشکیل میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ سیاسی لحاظ سے اس سرزمین سے بڑے بڑے حکمران خاندان اور فوجی لیڈر اٹھے، عثمانی، سلجوقی، تیموری، سامانی، خاقانی، غزنوی، زنشیدی اور خوارزم شاہی اسی خاک سے تعلق رکھتے تھے۔

اسلامی خلافت کا دور

وسطی ایشیاء میں عربوں کا دورِ حکومت 715ء سے 775ء تک تقریباً ایک سو پچاس سال رہا۔ اسلامی خلافت کے تحت آ جانے کے بعد نہ صرف یہ کہ ترکستان کے وسیع و عریض خطے میں امن و امان قائم ہو گیا بلکہ لوگوں کی زندگیوں میں بھی انقلاب آ گیا ایک دوسری انقلابی تبدیلی جو عربوں کے دور میں آئی وہ یہ تھی کہ ترکوں نے قدیم عقائد ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ وسط ایشیاء کے ترک اور ایرانی باشندوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد دنیائے اسلام کی طرح وہاں بھی علم و ادب کا چرچا شروع ہو گیا۔ اس کے بعد سلجوقیوں نے وسط ایشیاء میں قدم رکھا۔ سلجوقی دور میں وسط اشیاء نے علم و ادب کے میدان میں نہایت ترقی کی تھی۔ آخر میں 1820ء میں وحشی منگولوں نے نہ صرف خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی بلکہ تہذیب و تمدن کی ان عمارات کو جس کی تعمیر مسلمانوں نے گزشتہ پانچ صدیوں میں کی تھی ڈھا دیا۔ منگولوں کی وسط ایشیاء میں ایک سو پچاس سال تک قائم رہی۔ اس تمام عرصہ میں وسطی ایشیاء جنگ و جدل کا شکار رہا۔ جس کے بعد انہوں نے آہستہ آہستہ آبائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ (۱)

مسلمانوں کا اثر و رسوخ

پہلی صدی ہجری کے بعد وسط ایشیاء کے دشت میں اور قفقاز کے علاقوں میں مسلمانوں کا اثرِ اقتدار بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی عیسوی میں اس خطے میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اس وقت

(1) شاہ پوری، آباد، روس میں مسلمان قومیں، (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳۔ ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)، ص ۳۱

(2) وسطی ایشیاء کے مسلمان، ج ۳، شمارہ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۲۰

Scanned by CamScanner

شرق میں دریائے ینیسی سے لے کر مغرب میں وسط یورپ تک اور شمال میں سائبیریا اور یورپی روس کے غیر آباد انتہائی شمالی علاقوں کو چھوڑ کر جنوب میں ایران کی سرحدوں تک یا تو سارا علاقہ براہ راست مسلمانوں کے زیرِ اثر تھا یا پھر مسلمان ریاستوں پر مشتمل تھا۔ یہ دور مسلمانوں کے عروج کا تھا۔ اسلام نے اس خطے میں جو پودا بویا تھا وہ اب درخت بن کر پھل دینے کے قریب تھا۔ ماوراء النہر کی صورت میں اسلام کو ایک مرکز نصیب ہوا جسکی وجہ سے اسلام فکری، نظریاتی، مذہبی، اخلاقی، اور سیاسی سطح پر مضبوط و مستحکم ہوا۔ اس استحکام کے عالمی افق پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ اسلام کو اس خطے نے نامور مشائخ، علماء، صوفیاء، مذہبی سکالرز، دانشور، قانون دان، سائنس دان، فلسفی، ریاضی دان، علومِ اسلامیہ کے ماہر، منطقی، اسماء الرجال، علم الکلام اور روحانی علوم کے اعلیٰ درجہ کے ماہرین دیئے۔ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد روس میں مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا جس طرح وہ عروج پر پہنچ چکے تھے اس طرح وہ بتدریج زوال پزیر ہوئے۔ روس اور وسطی ایشیاء میں رہنے والے مسلمان پانچ سو سال تک دفاعی جنگ لڑتے رہے۔(۱)

نامور محدثین اور فقہاء

دینی نقطہ نظر سے اس خاک سے نامور محدثین، علماء اور فقہاء پیدا ہوئے۔ مشہور محدث اور صوفی عبداللہ بن مبارکؒ، کتاب اللہ کے کے بعد صحیح ترین کتاب جامع بخاری کے مؤلف امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ، جامع ترمذی کے مؤلف امام حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ اور امام بجستانیؒ اسی سرزمین کے فرزند تھے۔ اس خطے میں ابتدائی اسلامی دور میں جو عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں ان میں مؤرخ ابن اثیرؒ اور ان کے دو بھائی، ابنِ تیمیہؒ شامل ہیں۔(۲)

اس کے علاوہ وسطی ایشیاء کے نامور محدثین میں سرفہرست "امام بخاریؒ" ہیں جنھوں نے علم کی خاطر اپنے وطن بخارا سے عراق، شام، حجاز اور مصر کا سفر کیا اور احادیث کی اسناد، متن اور رجالِ حدیث کے احوال جمع کیے اور ان کے حفظ اور ثقاہت کے بارے میں معلومات اکٹھا کیں۔ صحیح بخاری تصنیف ہوئی تو اسے بصرہ و بغداد، رے و خراسان، ماوراء النہر، نیشاپور میں اسے قبولِ عام حاصل ہوا۔ ہزاروں علماء اس سے مستفید ہوئے۔ امام بخاریؒ بخارا بدر کیے گئے

(1) وسطی ایشیاء کے مسلمان، مارچ-اپریل ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اسلام آباد، ص52

(2.) Audrey L. Altstadt, "The Azerbaijani Turks, Power and Identity under Russian Rule" Hoover Institution, Stanford, CA, 1992, pp. 1- 14.

Scanned by CamScanner

اور سمرقند کے ایک گاؤں خرتنگ میں ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ نیشاپور میں امام مسلم بن الحجاج نیشاپوریؒ "صحیح مسلم" کے حوالے سے مشہور ہوئے۔

فقہ کے میدان میں اس خطے نے نامور فقہاء کو جنم دیا۔ ان میں "ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی السمرقندیؒ" جیسے لوگ پیدا ہوئے، حدیث اور جرح و تعدیل میں بھی آپ نمایاں مقام رکھتے تھے، آپ نے شاش اور اسکندریہ (عراق کا ایک ساحلی شہر) کے سینکڑوں شیوخ سے تعلیم حاصل کی، پھر سمرقند کے قاضی ہو گئے، ۳۵۴ھ میں وفات پائی۔ اس خطہ کے "امام ابو بکر محمد بن المنذر نیشاپوریؒ" بھی معرفتِ حدیث کے ساتھ ساتھ اجتہادی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ۳۱۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس خطہ کے شافعی اور حنفی علماء بھی اسلام بلاد و امصار میں علم اور تفقہ کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ شوافع کے بڑے بڑے علماء میں "محمد بن علی القفال الشاشیؒ" قابلِ ذکر ہیں جو ماوراء النہر میں امامِ وقت سمجھے جاتے تھے۔ شافعی مسلک کی اشاعت میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے، فقہ و اصولِ فقہ میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ ۳۶۵ھ میں شاش میں آپ کا انتقال ہوا۔

''ابو بکر بن فورک'' بھی بہت بڑے اصولی معلم تھے، نیشاپور کے مدرسہ میں درس دیتے تھے۔ تقریباً سو کتابوں کے مصنف ہیں، ۴۰۶ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔ ''ابو بکر ابن حسین البیہقی الشافی'' کا تعلق نیشاپور کے قریب ''بیہق'' سے ہے، علم کی طلب میں ملکوں ملک پھرے۔ ''امام ابو منصور ماتریدی'' سمرقند کے ایک محلہ ماترید کی نسبت رکھتے تھے ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ (۱)

مفسرین اور مشائخ

مصر و عراق کی طرح اس خطہ میں بھی تصوف کو فروغ حاصل ہوا۔ مشہور صوفی ''شفیق بلخیؒ'' کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے جنہوں نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ پھر انہی ملکوں میں تصوف کی تحریک جاری رہی اور ''ابو حفص عمر بن سالم الحداد نیشاپوریؒ'' م ۲۷۰ھ، ''ابو تراب نخشبیؒ''، ابو علی الجوزجانیؒ، ابو بکر محمد بن عمر الحکیم الوراق ترمذیؒ، ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری (سلسلہ ملامتیہ کے شیخ)، اور ابو العباس بن القاسم بن مہدیؒ، شیخ ابو القاسم خواجہ بہاء الدین محمد

---

(۱) وسطی ایشیاء کے مسلمان، ج ۳، شمارہ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۲۰

Scanned by CamScanner

نقشبندؒ، خواجہ محمد پارساؒ، حضرت یعقوب چرخی ؒ اور امام شاملؒ جیسے صوفیہ اور زہاد پیدا ہوئے۔

مفسرین اور فقہاء میں محمد بن الفضل البخاریؒ، ابوالقاسم جاراللہؒ محمود بن عمر الزمخشریؒ، ابوبکر القفال الشافعیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن اسحاق المروزیؒ، علوم اسلامی کے ماہرین اور فضلاء میں امام فخرالدین رازیؒ، سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانیؒ، امام سرخسیؒ، ابواللیث سمرقندیؒ، ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہریؒ، ابوزید احمد بن سہل البلخیؒ، ابوعلی ابن سیناؒ، ابوالفتح ناصر ابن عبداللہ المطرزی الخوارزمیؒ، ابوعلی بن محمد العراقیؒ، ابن تغری بردیؒ، ابوالعباس احمد بن محمد فرغانیؒ، ابومنصور ماتریدیؒ، سکاکیؒ، جمال الدّین قرشیؒ، ماہرین ہیئت اور ریاضی دانوں میں ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ خوارزمیؒ اور الغ بیگ حبش الحاسبؒ جیسے نابغہ روزگار افراد پیدا ہوئے۔ بالکل آخری زمانے میں جبکہ ترکستان اور روس کے دیگر محکوم مسلمان علاقوں میں علمی و دینی زندگی چراغ سحری بن چکی تھی تا تاری علاقے میں روستوف ڈان کی خاک سے علامہ موسیٰ جار اللہؒ پیدا ہوئے وہ آخری نامور دینی و علمی شخصیت تھے جو اس مردم خیز خطے نے عالم اسلام کو دی۔(۱)

اس کے ساتھ ساتھ اس خطے نے بلخیؒ، سرخسیؒ، خوارزمیؒ، سمرقندیؒ، فارابیؒ، بخاریؒ، ترمذیؒ، صاغانیؒ، ابیوریؒ، قاشانیؒ، شاشیؒ، نیشاپوریؒ، مروزیؒ، نہرویؒ، فرغانیؒ، زمخشریؒ، صغدیؒ اور بیہقیؒ جیسے نامور علماء و مشائخ پیدا کیے۔ مختصر یہ کہ وسطی ایشیاء کی سامانی سلطنت نے اپنے فارسی مزاج کے باوجود عربی ادب، اسلامی علوم اور اسلامی فلسفہ کی وہ خدمات انجام دیں جنھیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ان علماء و مشائخ نے ملتِ اسلامیہ کے علمی و روحانی ذخائر میں زرّیں سرمائے کا اضافہ کیا۔ بخارا، سمرقند، مرو، ترمذ، بلخ، کاشغر اور ترکستان میں اسلام کی علمی بیداری کی تحریک کا مرکز اور مسلمانوں کے مجد و شرف کا آسمان تھے۔ اس مردم خیز خطے، اس کے علماء و مشائخ کے بارے میں شاعر نے کہا تھا۔

علماء الاسلام کانوا بدورا — وسماء البدور ترکستان

ان اردت الدنیا تری المجد فیها — قد اقیمت لصرحها الارکان

---

(۱)۔ شاہ پوری، آباد، روس میں مسلمان قومیں، (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳۔ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)، ص ۳۴

Scanned by CamScanner

او اردت الدّین الحنیف تجده   و ھو للبرّ والھدیٰ عنوان

وطن المسلمین دنیا و دینا   تتغنی بفضلھا الازمان

علماء ومشائخ اسلام چودھویں کا چاند تھے اور ترکستان ان چاندوں کا آسمان تھا۔ اگر تو دین کی خواہش کرتا تو تجھے یہاں مجد وشرف نظر آتا اس کے بلند وبالا قصر کے لئے عظیم ستون ایستادہ کر گئے تھے اور اگر تو دین حنیف کی تمنا کرتا تو وہ بھی تجھے یہاں ملتا۔ ترکستان نیکی اور ہدایت کا عنوان تھا، ترکستان مسلمانوں کا دینی و دنیوی وطن تھا۔ زمانے اس کی برتری کے گیت گاتے تھے۔

بخارا صدیوں سے اسلامی علم وفضل کا گہوارہ رہا۔ اس سرزمین نے اسلام کے جلیل القدر فرزندوں کو پرورش کیا۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (محدث اعظم) شیخ بیدار، امام محمد شیبانی، امام محمد البدمونی، محمد بن فضل، سید علی ہمدانی، مولانا قاضی سلطان، مولانا سیف الدین خوارزمی، شیخ نور الدین عبدالرحمٰن، مولانا محمد ہروی، شیخ شادی، شیخ خسرو، شیخ امیر حسین، مولانا جلال الدین خالدی، مولانا عبدالعزیز رحمہ اللھم اجمعین جیسے علماء وصالحین پیدا کیے۔ (۱)

ان کے علاوہ ہزاروں احباب علم معرفت اسی عروس البلاد سے تعلق رکھتے تھے اور یہاں سے اسلامی علوم و فنون کے چشمے پھوٹے۔ جو چہار دانگِ عالم کو سیراب کرتے گئے۔ تاتاریوں کے سیلاب نے اسی شہر کو تہہ وبالا کیا۔ بقول صاحبِ تاریخ بخارا ''آمدند۔ کندند۔ سوختند۔ کشتند۔ بردند ورفتند'' ''تاتاریوں کا طوفان بے پناہ آیا۔ اس نے بخارا کو اکھاڑا، جلایا، قتلِ عام کیا، لوٹا اور چلتے بنے۔'' تاتاری طوفان مدہم ہوئے ابھی نصف صدی گزرنے نہ پائی تھی کہ امیر تیمور جیسا فاتح اسی سرزمین سے اٹھا اور یورپ وایشیاء کی سلطنتوں کو تہہ وبالا کرتا ہوا دنیا پر چھا گیا۔ اسی امیر تیمور کے عہد میں خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے بخارا سے تین میل دور ''قصرِ عارفاں'' کی بنیاد رکھی اور خاک وخون میں پڑی ہوئی انسانیت کے زخموں پر روحانیت کا مرہم لگایا۔

---

(۱) بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۲۴۳

Scanned by CamScanner

خلاصۃ الباب

وسطی ایشیاء چونکہ جغرافیائی اعتبار سے یہ خطہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا اس لیے اقوامِ عالم کی بڑی طاقتیں ہمیشہ سے ہی اس خطے کو اپنے زیرِ تسلط لانے کے لیے کوشاں رہیں۔ اسلام کی آمد سے اس خطے میں جیسے بہار سی آ گئی۔ اسلام اپنے پیروکاروں کے لیے تو رحمت، اخوت، بردباری، شفقت، محبت اور امن وسلامتی کا پیغام تو لایا ہی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اردگرد کے علاقوں میں بھی آفاقی دین کے خوشنما اثرات مرتب ہونے لگے۔ لوگ دھڑا دھڑ اسلام کی طرف راغب ہونے لگے۔ خلافتِ راشدہ کے دور سے شروع ہونے والا یہ سفر اتنا کامیاب رہا کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز وسطی ایشیاء ٹھہرا۔ اسلامی تہذیب وتمدن کی اشاعت وحفاظت میں اس خطے نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ افقِ اسلام پر چمکنے والے ستاروں نے اپنے خطے میں اسلام کی مہمانداری کا حق ادا کر دیا اور اس خطہ کو اسلامی روایات، اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی شعائر کا مرکز بنا دیا۔ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ دنیا بھر سے علم وحکمت اور زہد وورع کے متلاشی لوگ حرمین الشریفین کے بعد وسطی ایشیاء کا رخ کرنے لگے۔ حجازِ مقدس کے بعد سمرقند، بخارا، بلخ ماوراء النہر کی صورت میں اسلام کے چشمہء ہدایت سے متلاشیانِ حق کے سینوں کو فیض یاب کرنے لگے۔

Scanned by CamScanner

باب دوم

وسطی ایشیاء میں تصوف (تعارف، تاریخ، ارتقا)

فصل اول

تصوف کا تعارف واہمیت

فصل دوم

وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ

فصل سوم

وسطی ایشیاء میں تصوف کا ارتقاء

Scanned by CamScanner

فصل اول

تصوف کا تعارف واہمیت

Scanned by CamScanner

تصوف کا تعارف و اہمیت

لغوی مفہوم

تصوف کے مادہ اشتقاق اور لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ کے باب میں علمائے کبار کے مختلف اقوال ہیں: اہل علم نے تصوف کے درج ذیل مادہ ہائے اشتقاق بیان کئے ہیں۔

قول اول الصفاء:

بعض علماء کے نزدیک تصوف کا مادہ اشتقاق الصفاء ہے جس کے معنی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں اس مادہ اشتقاق کی رو سے کسی شے کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی آلودگی سے پاک صاف کر کے اجلا اور شفاف بنا دینا تصوف ہے۔

شیخ ابوالفتح بستی تصوف کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

{ان التصوف كلمة اشتقت من الصفاء}(الشيخ ارسلان الدمشقي: ۳۹)

تصوف وہ کلمہ ہے جو صفا سے مشتق ہے جس کا معنی صفائی ہے۔

صاحب المنجد لفظ تصوف کی شرح بیان کرتے ہیں۔

{صفى اى تصفية الشئى و جعله صافيا(المنجد تحت ماده صفا)}

صفی سے مراد کسی شے کو صاف اور اجلا کر دینا ہے۔(۱)

حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری کے نزدیک:

{التصوف صفاء السر من كدورة المخالفة}(کشف المحجوب)

باطن کو مخالفت حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک و صاف کر دینے کا نام تصوف ہے۔(۲)

تصوف کا دوسرا مادہ اشتقاق ''الصفو'' بیان کی جاتا ہے جس کے معنی ''محبت اور دوستی میں اخلاص'' کے ہیں۔ جیسا کہ صاحب المنجد اس مادہ کی نسبت رقم طراز ہیں:

---

(۱) لویس معلوف الیسوعی، المنجد، مطبوعہ بیروت 1954ء

(۲) محمد طاہر، القادری، حقیقت تصوف، جلد اوّل، ص ۸۴، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز 2003ء، لاہور

Scanned by CamScanner

{الصفو هو الاخلاص فی المودة الصفی هو الصدیق المخلص}

(المنجد تحت مادہ صفو)(۱)

''الصفو'' کے معنی محبت میں اخلاص کے ہیں اور صفی سے مراد مخلص دوست ہوتا ہے۔اس مادہ کے اعتبار سے صوفی سے مراد وہ شخص ہے جس نے دنیا و آخرت اجر و جزا سے بے نیاز ہو کے محبوب حقیقی سے بے لوث محبت اور دوستی کا رشتہ استوار کر لیا ہو اور جس کی تمام تر مساعی کا محرک فقط رضائے الٰہی کی طلب ہو۔

قول الثانی ''الصوف''

تصوف کے باب میں تیسرا قول اس کے ''الصوف'' سے مشتق ہونے کا ہے جس کے معنی ''اون'' کے ہیں۔ باب تفعّل کے وزن پر تصوف کا معنی ہے۔اس نے اونی لباس پہنا۔

امام قشیریؒ کا قول:

{تصوف اذا لبس الصوف کما یقال تقمص اذا لبس القمیص }(الرسالة القشیریه: ۱۲۶)

تصوف (اس وقت کہا جائے گا) جب کسی نے صوف کا لباس پہنا جیسے کسی کے قمیص پہننے پر تقمص بولا جاتا ہے۔

بعض مردانِ حق نے قرونِ اولی میں اظہارِ تذلل، مجاہدہ اور غایت عجز و نیاز کی خاطر کھردرا اونی لباس پہنا چنانچہ اس اونی لباس کی مناسبت سے ان کو صوفی کا لقب ملا۔شیخ عیاض الدین فرماتے ہیں۔

چونکہ گزشتہ زمانے (قرون اولی) میں مردانِ حق (تذلل اور غایت عجز و انکساری کے باعث) اونی لباس پہننے لگے تھے اس لئے (اس مناسبت سے) ان کے اعمال و افعال کو ''تصوف'' کا نام دے دیا گیا۔(۲)

علامہ ابن خلدون کے نزدیک:

''تصوف صوف سے مشتق ہے کیونکہ اونی لباس اہلِ تصوف سے مختص تھا۔کہا گیا ہے کہ اون کی طرف نسبت اس اعتبار سے ہے کہ یہ لباس اسلاف متقدمین کو زیادہ مرغوب تھا کیونکہ یہ زہد و تواضع کے قریب تر ہے اور یہی وجہ ہے

---

(۱)۔ غیاث الدین، علامہ، غیاث اللغات، مطبوعہ لکھنو 1272ھ، ص:۱۱۳

(۲) محمد طاہر، القادری، حقیقت تصوف، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز 2003ء، لاہور، جلد اوّل، ص ۸۳

Scanned by CamScanner

کہ یہ انبیاء کا لباس بھی رہا ہے''۔(۱)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لفظ تصوف یونانی لفظ (صوفو) Sophos سے لیا گیا ہے۔لیکن یہ تصور بالکل غلط ہے۔اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لفظ عربی لفظ صوف سے ہی لیا گیا ہے۔جس کا مطلب اون ہے۔گیارھویں صدی میں علی ہجویری نے اس بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔(۲)

قول الثالث ''الصفہ''

بعض علماء کے نزدیک تصوف کا اشتقاق ''صفہ'' سے بھی کیا گیا ہے۔اس بارے میں شیخ ابوبکر اسحاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

{قال قوم انما سموا صوفية لقرب اوصافهم من اوصاف اهل الصفة الذين كانوا فى عهد رسول الله} (ایقاظ الھمم فی شرح الحکم،۱:۶)ایک گروہ کا کہنا ہے صوفیہ کی وجہ تسمیہ ان کا باعتبار اوصاف اصحاب صفہ سے قریب تر ہونا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھے۔

شیخ احمد الحسینی کے نزدیک:

{ انه من الصفة اذ جمله اتصاف بالمحامد و ترک الاوصاف المذمومة}

یہ صفہ سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام تر خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کے ترک کردینے پر مبنی ہے۔(۳)

---

(۱) محمد طاہر القادری،حقیقت تصوف،مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز2003ء،لاہور،جلد اوّل،ص۸۶

(2).ARBERRY, A.J. " Sufism An Account of the Mystics of Islam", London, Allen & Unwin, 1950, p35.

(۳) غیاث الدین،علامہ،غیاث اللغات،مطبوعہ لکھنو1272ھ،ص:۱۱۳

Scanned by CamScanner

تصوف کی اہمیت

تصوف دراصل رجوع الی اللہ اور معرفت خداوندی کا ایک ذریعہ ہے۔ حکم ربانی کے تحت تزکیہ نفس اور مادی، سفلی، شہوانی اور دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ کر من، دل اور روح کی پاکیزگی کا نام ہے۔ کیونکہ اس سے صفائے باطن وقلب نصیب ہوتی ہے۔

''شریعت دراصل قرآن وسنت پر مبنی اوامر ونواہی کا وہ نظام ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے عمل کو منضبط کرتا ہے جبکہ اس عمل کو احسنِ نیت اور حسنِ اخلاص کے کمال سے آراستہ کر کے اتباع شریعت کو درجہ احسان پر فائز کرنے کی سعی وتدبیر کا نام تصوف ہے''

متاخرین کی اصطلاح میں شریعت جزو متعلق باعمال ظاہرہ کا نام ''فقہ'' ہوگیا اور دوسرے جزو متعلق با عمالِ باطنہ کا نام ''تصوف'' ہوگیا اور ان اعمالِ باطنی کے طریقوں کو ''طریقت'' کہتے ہیں۔ پھر ان اعمال کی درستی سے قلب میں جو جلاء اور صفاء پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان واعراض (حقائق ولوازمات) بالخصوص اعمال حسنہ وسیئیہ، حقائق الٰہیہ صفاتیہ وفعلیہ بالخصوص معاملات بین اللہ اور بین العبد (یعنی جو معاملات اللہ اور بندے کے درمیان ہیں وہ) منکشف ہوتے ہیں۔ ان مکشوفات کو ''حقیقت'' کہتے ہیں اور اس انکشاف کو ''معرفت'' کہتے ہیں (۱) ''تصوف کے اصولِ صحیحہ قرآن وحدیث میں سب موجود ہیں''

شریعت تین جزو ہیں اول علم، دوم عمل، سوم اخلاص۔ یعنی جب تک یہ تینوں جزو نہ پائے جائیں امر شریعت متحقق نہیں ہوتا اور جب شریعت متحقق ہو جاہے یعنی یہ تینوں امور پائے جائیں تو رضائے الٰہی جو تمام دنیوی واخروی سعادتوں سے فائق واعلیٰ ہے خود بخود متحقق ہوگئی۔ شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن اور کفیل ہے اور کوئی ایسا مطلوب ومقصود نہیں جو شریعت سے الگ یا جدا ہو اور انسان کو اس کی ضرورت ہو۔ طریقت وحقیقت جو صوفیاء کی امتیازی شان ہے یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے لہذا دونوں کا مقصود تکمیل شریعت ہے اور دوسرا امر ہے شریعت کے علاوہ ہو۔ (۲)

---

(۱) تھانوی، مولانا اشرف علی، شریعت وطریقت (ترتیب) مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات، لاہور باب اص ۳۴

(۲) غلام سرور، نقشبندی، ارمغان امام ربانی، (مرتبہ)، شیر ربانی پبلی کیشنز، سمن آباد، لاہور، ص ۱۳۵

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر ناہید آغا تصوف کی اہمیت کے بارے میں رقمطراز ہیں

" The origin of the term Sufi has long been debated. One derivation is that of the suffe, or platform of the Mosque at Medina where the Companions of the Prophet met to explore the revealed knowledge of Muhammad".(1)

تزکیہ نفس

تصوف کو اگر مختلف مادہ ہائے اشتقاق کے حوالے سے دیکھا جائے تو ''الصفا'' مشتق سے دو طرح کی زندگی مراد ہے۔ جس کو اپنا کر قلب انسانی معصیت کی سیاہی اور اثم وعدوان کی آلودگیوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ آئینہ دل صاف و شفاف ہو کر فسق و فجور کے زنگ دور ہو جاتے ہیں۔ باطن سے غفلتوں اور نافرمانیوں کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں اور قلب صیقل ہو کر مہبطِ انوارِ الٰہی بن جاتا ہے (۲)

دل کی سیاہی اور آلودگی کا ذکر قرآن حکیم یوں کرتا ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (۳)

ہرگز ایسا نہیں بلکہ (اصل وجہ ان کی تکذیب کی یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس بارے میں فرماتے ہیں۔

''رین'' کا معنی ہے غلبہ (جیسے) کہا جاتا ہے شراب اس کے دل پر غالب ہو گئی جب شراب غالب آ جائے اور نشہ میں غرق کر دے تو معنی یہ ہوا کہ ان کے افعال بد کی وجہ سے ان کے دلوں پر تاریکیاں چھا گئیں حتی کہ ان کے دل حق و باطل کے مابین تمیز سے عاری ہو گئے''۔ (۴)

تصوف اصل میں روحانی حوالہ سے مشکلات اور حجابات کو دور کرنے کی ایک کوشش ہوتی ہے جو بندے اور اللہ کے

(1). ANGHA, Nahid "About Sufism", From principles of Sufism, February 1994,p85.

(۲) القادری، محمد طاہر، حقیقتِ تصوف، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز 2003ء، لاہور، ص ۸۷

(۳) المطففین، ۸۳:۱۴

(۴) ثناء اللہ پانی پتی، قاضی محمد، ، التفسیر المظہری، ، مطبع حیدر آباد، دکن انڈیا، ص ۲۲۲

Scanned by CamScanner

مابین ہوتے ہیں۔ان کو اخلاقیات کی معراج پر لے کر جانا ہی اصل مقصود ہوتا ہے۔ پس اس وجہ سے دل اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتا ہے اور بندہ اپنا روحانی مقام پالیتا ہے۔اس کی ابتداء تو مدینہ منورہ میں صفہ کے مقام سے ہوئی۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے اپنے چند صحابہ کو تزکیہ و تصوف کی تعلیم دی۔

الصوف (اونی لباس)

تصوف کا تیسرا مادہ ''الصوف'' ہے اگر اس کو صوف مانا جائے تو لغوی اعتبار سے تصوف کا معنی اونی لباس پہننا اور صوفی سے مراد اونی لباس پہننے والا ہو گا۔اونی کھردرا لباس پہننا دنیوی لذتوں اور جسمانی راحتوں سے کنارہ کشی کی علامت ہے اور اللہ کی بارگاہ میں غیات درجہ تواضع، انکساری خشوع وخضوع، عجز و نیازمندی اور تذلل کی دلیل ہے۔اونی لباس پہننا سنت انبیاء ہے جو خود نبی اکرم ﷺ سے بھی ثابت ہے(۱)

کچھ لوگوں کے نزدیک تصوف ایک یونانی لفظ صوفھ سے لیا گیا ہے لیکن غالب رائے یہی ہے کہ یہ عربی لفظ صوف سے لیا گیا ہے جس کا معنی اون ہے۔یا وہ لباس جو نبی کریم ﷺ، اولیاء اور دوسرے نیک لوگ عام طور پر پہنتے تھے۔اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Others derive the word from the Greek word for knowledge (sophos), but a more probable source is the Arabic word suf for wool, referring to the rough ordinary clothes often worn by prophets, saints, and many sufis. Other connotations include notions of'purity', 'method', or 'inner beliefs'. Regardless of these linguistic mysteries, 'the reality of Sufism is clear, for its paramount aim is felicity (sa'ada) which is determined by the knowledge of proximity to God'".(2)

---

(۱) القادری، محمد طاہر، حقیقتِ تصوف، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز 2003ء، لاہور، ص ۸۸

(2).R. James Ferguson "Meeting on the road" (CEWCES) Research Papers,,Bond University Press,1996,Queensland,Australia,p12.

Scanned by CamScanner

سنتِ انبیاء

صوف پہننا انبیاء کی سنت ہے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے

{مر باصخرة من الروحاء سبعون نبيا حفاة عليهم العباء يؤمون البيت الحرام}(۱)

''روحا'' چٹان کے پاس سے ستر انبیاء گزرے جن کے اوپر (اونی) چادریں تھیں پاؤں ننگے تھے اور بیت الحرام کی طرف جارہے تھے۔

صفہ

تصوف کو اگر ''صفہ'' سے مشتق مانا جائے تو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور دیگر علماء و مؤرخین کے مطابق اس کا رشتہ اصحاب صفہ سے جاملتا ہے جو مربی کائنات ﷺ سے براہِ راست تربیت یافتہ جماعت تھی۔ جن کی تعداد چار سو تک بیان کی جاتی ہے۔ یہ لوگ گھربار اور بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد تھے اور شب و روز بارگاہِ مصطفوی ﷺ سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے لئے مسجدِ نبوی ﷺ کے قریب ایک چبوترے پر قیام پذیر تھے۔ چونکہ عربی زبان میں چبوترے کو صفہ کہا جاتا ہے اس لئے اس چبوترے پر قیام کرنے والے اصحابِ صفہ کے نام سے مشہور ہوئے۔(۲)

قرآن مجید میں ان نفوس قدسیہ کے بارے میں یوں ارشاد ہوا۔

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْباً فِيْ الْاَرْضِ﴾(۳)

(اور جو خرچ کرتا ہے) ان فقراء پر جو اللہ کی راہ میں اس قدر مصروف ہیں کہ زمین میں معاشی جدوجہد کی استطاعت (فرصت) بھی نہیں رکھتے۔

لفظ صوفی کی ابتداء

صوفی کا لفظ کیسے استعمال میں آیا اس سلسلہ میں امام قشیریؒ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سعادت مآب میں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی فضیلت حضور اکرم ﷺ کی صحبت مقدس تھی کیونکہ اس سے

---

(۱) عوارف المعارف (مترجم) باب ۶: ۲۰۰)

(۲) القادری، محمد طاہر، حقیقتِ تصوف، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز 2003ء، لاہور، ص ۹۰

(۳) البقرۃ ۲: ۲۷۳

بڑھ کر کوئی فضیلت اور سعادت نہیں تھی اور اس شرف کے لحاظ سے ہم صحبت ہونے کے باعث انہیں صحابی کہا گیا۔ ان اصحاب رسول ﷺ کو جن دوسرے عہد کے لوگوں نے پایا اور دیکھا اور انکی صحبت کا شرف حاصل کیا ان کا نام تابعین رکھا گیا۔ اس کے بعد مختلف الحال لوگ پیدا ہوئے اور ان مراتب میں فرق آ گیا، اس وقت ان کو جو دین کے کام میں زیادہ متوجہ تھے زاہد و عابد کا نام دیا گیا۔ پھر یہ نئی بات ظہور میں آئی کہ مختلف فرقوں کا ظہور ہوا۔ مختلف فرقوں کے مدعی پیدا ہوئے اور ہر ایک مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ صرف وہی صاحب زہد و عبادت ہے۔ یعنی عابد و زاہد ہے۔ اس وقت اہلِ سنت کے خواص نے جو خداوند تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفوس کا احتساب کرتے تھے اور اپنے دلوں کو غصے کے طاری ہونے سے محفوظ رکھتے اور اپنے دلوں کی نگرانی کرتے، فرقوں کے اعتبار سے ناموں کو ترک کر کے اپنا نام صوفی رکھ لیا یعنی خود کو اہلِ تصوف کہنے لگے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو گیا تھا۔ (۱)

الصّف

تصوف کو اگر ''الصف'' سے مشتق قرار دیا جائے تو تصوف کی راہ کے سالک وہ صوفیہ اور سعادت نصیب نفوس مراد ہوں گے جن کے دل بارگاہِ ایزدی میں صف اول میں حاضر ہیں۔ یہی وہ روشن ضمیر لوگ ہیں جن کے دل دنیا ومافیہا کی محبت سے بے نیاز ہیں۔

تقاضا ھائے تصوف

(ت) سے مراد توبہ ہے اور وہ دو طرح کی ہے توبہ ظاہری اور توبہ باطنی۔ توبہ ظاہری یہ ہے کہ انسان قولاً و فعلاً اپنے تمام اعظائے ظاہری کو گناہوں اور برائیوں سے ہٹا کر اطاعت کی راہ اختیار کرے نیز خلاف شریعت اعمال سے توبہ کر کے اس کے احکام کے مطابق عمل کرے توبہ باطنی یہ ہے کہ انسان دل کو آلائشوں سے پاک رکھے اور شریعت کے موافق اعمال صالحہ کی طرف رجوع کرے پھر جب برائی نیکی سے بدل جائے تو ''ت'' کا مقام مکمل ہو گیا (یعنی اس کو کامل توبہ نصیب ہو گئی) توبہ گناہوں کی آلودگیوں سے اللہ رب العزت کے احکامات کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ظاہری اور باطنی طور پر رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اس بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

(۱) جامی، عبدالرحمٰن مولانا نفحات الانس، مترجمہ حضرت شمس، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۲۱

Scanned by CamScanner

﴿وَتُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعاً اَيُّهاَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۱)

''تم سب مل کر اللہ کے آگے توبہ کرلو تاکہ (تمہاری گزشتہ غلطیاں معاف کی جائیں) تم فلاح پا جاؤ''۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً﴾ (۲)

مسلمانوں کو اللہ کی بارگاہ میں سچی اور خالص توبہ کرنے کا حکم ہے کہ ایسی صاف ستھری توبہ کے پانی سے تمام گناہوں کی سیاہیاں دھل جاتی ہیں اور بندہ مومن کا دل اس کے ذریعے اس طرح پاک صاف اور ہر قسم کے زنگ سے مجلی و مصفی ہو جاتا ہے کہ معصیت و نافرمانی کا کوئی داغ دل پر باقی نہیں رہتا۔

ولایت کا ماحصل یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق الہیہ پیدا کرے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو اور جامۂ صفات بشریت اتار کر صفات الٰہی کا لباس پہنے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی بندے کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں پھر وہ میرے ہی واسطے سے سنتا، دیکھتا، بولتا، پکڑتا اور چلتا ہے، ماسوا اللہ اسے اپنے باطن کو پاک صاف کرو (جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اے حبیب پاک ﷺ فرما دیجئے حق آیا اور باطل کو مٹنا ہی تھا۔ پس مقام ''و'' حاصل ہو گیا۔

اس بارے میں قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿اِنْ اَوْلِيَآءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لاَ يَعْلَمُوْنَ﴾ (۳)

''اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں جانتی''۔

ایسے متقی افراد جو مقام ولایت کے حامل ہوتے ہیں وہ ایک طرف تو اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور دوسری طرف اللہ ان لوگوں کا دوست ہوتا ہے جس کو قرآن مجید نے ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے۔

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (۴)

(۱) النور،۲۴:۳۱

(۲) التحریم،۶۶:۸

(۳) الانفال،۸:۳۴

(۴) البقرۃ،۲:۲۵۷

Scanned by CamScanner

’’اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔‘‘

حدیثِ جبرائیل

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ، وَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَ تَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ. قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ، وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا؟ قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ. ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ‘‘.

---

(۱) الحديث رقم ۴۴: أخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الإيمان، باب: سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الإِيْمان وَ الإِسْلَامِ وَ الإِحْسَانِ وَ عِلْمِ السَّاعَةِ، ۱/۲۷، الرقم: ۵۰

Scanned by CamScanner

''حضرت عمر بن خطاب ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک شخص ہماری محفل میں آیا، اس کے کپڑے نہایت سفید، بال گہرے سیاہ تھے، اس پر سفر کے کچھ اثرات نمایاں نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ بالآخر وہ شخص حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے گھٹنے سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور اس نے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیے اور عرض کیا: اے محمد! مجھے بتائیں: اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور استطاعت رکھنے پر بیت اللہ کا حج کرے۔ اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں: ہمیں تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔ بولا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے عرض کیا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ ﷻ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو یہ جان لے کہ یقیناً وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا: اچھا اب مجھے (وقوع) قیامت کے (وقت کے) بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس مسئلہ پر سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا (یعنی جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تمہیں بھی معلوم ہے اور دوسرے حاضرین کے لئے اسے ظاہر کرنا مفید نہیں ہے۔) اس شخص نے عرض کیا: اچھا پھر قیامت کی علامات ہی بتا دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت یہ ہیں کہ نوکرانی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور برہنہ پاؤں اور ننگے بدن والے مفلس چرواہے اونچے اونچے محلات پر فخر کریں گے۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

Scanned by CamScanner

تصوف کی اہمیت

تصوف کی اہمیت کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تصوف من حیث المجموع کسی بھی مثالی اسلامی معاشرے کے لیے ناگزیر ہے کیونکہ اس میں معاشرے میں امن و آشتی پیدا ہوتی ہے اور انسان اپنے مقصدِ حیات کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان تعلق مضبوط و مستحکم رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں علمِ حدیث و اصول فقہ وغیرہ جدا جدا متمیز نہ تھے بلکہ پچھلے زمانہ میں قرآن و حدیث سے استنباط کر کے بہت سے علوم نکالے گئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام تجویز ہوا۔ اور ان کے واضعین کو سب نے امام مانا۔ حتٰی کہ امام شافعیؒ جیسے حضرت کو امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے تفقہ فی الدین کو دیکھ کر **الناس فی الفقه عیال ابی حنیفة** (لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں کہنا پڑا۔ امام بخاریؒ حدیث میں ایسے امام مانے گئے کہ آج تک ان کے تبحر فی الحدیث کا شہرہ ہے۔ اسی طرح تزکیہ باطن کی تعلیم دینے والے ایسے بزرگانِ دین گزرے ہیں کہ ان کو سب نے پیشوا مانا ہے۔ جیسے حضرت جنید بغدادیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ۔ اور جس طرح پچھلوں کو اگلوں کی تقلید و پیروی سے چارہ نہیں علم تصوف میں بھی بدوں اتباعِ طریقہ بزرگاں چارہ نہیں۔ گو ادنیٰ درجہ کا تزکیہ جو موجبِ نجات ہے۔ بدوں اتباعِ مشائخ بھی میسّر ہو سکتا ہے مگر وہ امر کہ مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اس کا حصول بدول صحبتِ کاملہ کے ممکن نہیں۔ جس طرح دیگر علوم مستخرجہ کا خاص نام ہو گیا جیسے علم فقہ اور علم حدیث، اسی طرح مشائخ کے اس مستخرجہ طریقہ کا نام تصوف ہو گیا۔ (۱)

ہمہ جہتی تصور

تصوف نے اسلام کے تمام پہلوؤں پر ایک مثالی کردار ادا کیا۔ عالمی فکری رجحانات کو انتہائی احسن طریقے سے پیش کیا۔ تصوف کے بنیادی خدوخال، اس کے نظریات اور عقائد بنیادی طور پر اسلام کی بنیاد پر ہیں۔ اور نہ ہی تصوف کی یہ تعلیمات کسی اور مذہب یا فرقہ سے لی گئی ہیں۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہر مذہب اور قوم کا کائناتی سچائی

---

(۱) تھانوی، مولانا اشرف علی، شریعت و طریقت (ترتیب) مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات، لاہور باب ا ص ۳۴

Scanned by CamScanner

کو بیان کرنے کا ایک اپنا انداز ہوتا ہے۔ یہ بات تسلیم کرنا بہت مشکل ہے کہ اسلامی تصوف میں غیر اسلامی یا غیر مذاہب کی کچھ چیزیں یا اختراعات شامل ہیں۔ اسلامی تصوف خالصتاً اسلامی ہے۔ اور یہ ابھی تک معرفتِ نفس اور معرفتِ الٰہی کے لیے ایک نادر چیز ہے۔ جس کی بنیاد قرآن و حدیث ہے۔ اور یہی وہ علم ہے جو آدمی کو حقیقی معنوں میں اپنی پہچان کرواتا ہے۔ ڈاکٹر ناہید آغا لکھتی ہیں۔

"Since all the principles that underlie the instructions of Sufis are based on the Koran, it is impossible to relate Sufism to any religion outside of Islam. Yet the search for true understanding and abstract knowledge of reality is a universal quest". (1)

اشاعتِ دین کا ذریعہ

تصوف اسلام کا ایک اہم جزو ہے جو کہ مسلمانوں کے بہت بڑے نمائندہ مکتبہ فکر کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا۔ اور اس سلسلہ ھائے تصوف نے وسطی ایشیاء کی سیاست اور اسلام کی اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تصوف دراصل اللہ اور بندے کے درمیان ایک تعلق کا نام ہے۔ اس کے بارے میں امام غزالی نے گیارھویں صدی میں بڑی تفصیل سے لکھا۔ (۲)

تہذیبوں پر خوشگوار اثر

تصوف نے جہاں عام فرد کو متاثر کیا اسی کے ساتھ ساتھ تصوف نے مختلف تہذیبوں پر بھی بڑے خوشگوار اثرات چھوڑے۔ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کی پہچان کو کلیتاً متاثر کیے بغیر ایک لطیف احساس پیدا کیا جس میں محبت و الفت کا عنصر نمایاں تھا (۳)

---

(1) ANGHA, Nahid "About Sufism", From principles of Sufism, February , 1991,p99

(2) IZUTSU Toshihiko "Sufism and Taoism: A Comparative Study of Key Philosophical Concepts," Berkeley, University of California Press, 1984.p 63

(3).ZAKARIA, Rafic "The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics" N.Y., Penguin, 1988, p103.

Scanned by CamScanner

اس کے ساتھ ساتھ سماجی و معاشرتی تفاوت کا خاتمہ کیا اور منصب مساوات پر سب کو متمکن کیا۔تصوف نے سخت قوانین پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ مقامی تہذیب و ثقافت پر ایک خوشگوار اثر چھوڑتے ہوئے وہاں کے مقامی لوگوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوا کہ اس کی وجہ سے انکی انفرادی یا ذاتی شناخت بھی متاثر نہیں ہوگی۔

چشمہ ھائے معرفت

وسطی ایشیاء اور ترکستان کے خطے کو اسلام نے بہت سارے علماء، فقہاء کرام، محدثین اور صوفیائے کرام دیئے جنہوں نے دین اسلام کو اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ چہار دانگ عالم میں پھیلایا۔تصوف نے ہر شعبہ ھائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو متاثر کیا۔اور ہر سطح پر اس کی پزیرائی ہوئی۔بہت سارے علاقے میں تصوف ایک ہر دلعزیز اور ابتدائی سطح تک کے لوگوں میں ایک تحریک کے طور پر سامنے آیا۔ جیسا کہ رفیق زکریا بیان کرتے ہیں

"The collapse of the Abbasid Caliphate led to the mushrooming of small states, but surprisingly the process did not impede Islam's onward march. The chief reason was the widespread popularity of Sufism, which is the name given to mysticism in Islam. With the decline of central power, the people turned in greater numbers to the sufis, men of God, who taught love and compassion as the way to spiritual salvation. The sufis fulfilled the need of the times by their stress on purity and piety and a relaxed attitude to form and ritual. They freed the faithful from the shackles of orthodoxy and inculcated in them love of God and His creatures with an abandon unknown to them before".(1)

تصوف کی اہمیت کے بارے میں ایک جگہ ابو محمد عبداللہ محمد بن الفاضل البلخی بیان کرتے ہیں

(1). ZAKARIA, Rafic "The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics" N.Y., Penguin, 1988, p103.

Scanned by CamScanner

"I wonder at those who cross deserts and wildernesses to reach His House and Sanctuary because the traces of His prophets are to be found there: why do not they cross their own passions and lusts to reach their hearts, where they will find the traces of their Lord?" That is to say, the heart is the seat of knowledge of God and is more venerable than the Ka'ba, to which men turn in devotion. Men are ever looking towards the Ka'ba, but God is ever looking towards the heart".(1)

تصوف اسلام کے بین الاقوامی تعلقات میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ مشائخ تصوف کے کردار اور انکی تعلیمات کی بدولت اسلام کی ترویج و اشاعت میں بہت مدد ملی۔ یہ بہت اہم ہے کیونکہ بنیادی طور پر یہ اسلام کا آفاقی، چنا ہوا اور قیمتی سرمایہ ہے جو کہ اسلام اور دوسری تہذیبوں کے درمیان رواداری کے نئے باب کھولتا ہے۔ وسطی ایشیاء میں تصوف بہت زبردست طریقے سے پھیلا۔ جیسا کہ اسلام ریشم کی طرح پھیلا۔ وسطی ایشیاء میں اسلام اپنے اوائل ہی میں داخل ہو گیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ہرات اور کابل کو ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں اسلام کو روشناس کروایا۔ تصوف بذریعہ اسلام چونکہ اسلام کے اوائل دور میں ہی وسطی ایشیاء اور ترکستان کی سرزمین میں داخل ہو چکا تھا بلکہ بعض علاقوں میں تو ان مشائخ کی آمد کے بعد لوگوں پر اسلام کی حقانیت آشکار ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف کی اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ ان مشائخ نے اسلام کے روحانی پہلو کو جس طرح اقوامِ عالم میں روشناس کروایا وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک بہت بڑا سبب بنا۔

(1) AL-HUJWIRI, Ali B. Uthman Al-Jullabi The Hashf Al-Mahjub: The Oldest Persian Treatise on Sufism, trans. Reynold Nicholson, London, Luzac and Company, 1976, Chapter III 'On Sufism', p37.

Scanned by CamScanner

تاجروں کے ذریعے داخل ہوا۔ ان لوگوں نے یہاں رہن سہن اختیار کیا۔ انکے اعلیٰ کردار اور اخلاق کی بدولت اس خطے کے لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ کفر والحاد کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے لیے یہ مشائخ مینارہ نور بن کر آئے۔ امام بخاریؒ، شیخ شفیق بلخیؒ اور اس طرح کے دوسرے مشائخ کے تذکروں سے اس بات کا اندازہ لگانا قطعاً کوئی مشکل نہیں کہ اسلام اپنے اوائل دور میں کافی حد تک ان علاقوں میں نفوذ پذیر ہو چکا تھا اور اس کے اثرات نمایاں ہونا شروع ہو چکے تھے۔ اس کے بعد مختلف سلاسلِ تصوف کو اس خطے میں فروغ ملا۔ خاص کر سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ اس خطہ میں زیادہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اسلام کی شمع کو روشن رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

فصل دوم

وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء میں تصوف

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں تصوف کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ اسلام کی تاریخ۔ اسلام جب اس خطے میں داخل ہوا تو تصوف بھی اسی خطے میں داخل ہو گیا۔ اگر ہم اسلام کی اشاعت و ترویج کے حوالے سے دیکھیں تو ہمیں وسطی ایشیاء کے بعض علاقوں میں یہ محسوس ہو گا کہ تصوف کی وجہ سے اسلام کو استحکام ملا۔ تصوف نے بطورِ خاص اسلام کو اس خطے میں متعارف کروانے اہم کردار ادا کیا۔

خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام اس خطے میں داخل ہو چکا تھا۔ سیاسی اور عسکری حوالے سے یہ بنو امیہ کے دور میں اسلام کو اس خطے میں اہم کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ لیکن مشائخِ تصوف اس سے بہت پہلے اس خطے میں اسلام کے سفیر بن کر اسلام کا فیض پہنچا رہے تھے۔ طاؤس یمانیؒ، داؤد بن دینارؒ، حبیب عجمیؒ، مالک بن دینارؒ، فضیل بن عیاضؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، ابراہیم بن ادھم جیسے مشائخ نے روحانی اعتبار سے اسلام کو اس خطے میں سیاسی اور جغرافیائی سطح پر اسلام کی آمد سے پہلے ہی اسلام کو متعارف کروایا تھا۔ اس کے بعد دوسری صدی ہجری میں تابعین اور تبع تابعین کی صحبتِ روحانی سے فیض یاب ہو کر مشائخِ عظام نے اس خطے کو اسلام کے حقیقی نور سے منور فرمایا۔

تصوف اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو پیش کرنے والے مشائخ و صوفیائے کرام نے اپنے عمل، کردار اور اخلاص کی بدولت مقامی افراد کے دل موہ لیے۔ اس طریقے سے تصوف نے عوام میں اپنی جڑیں مضبوط کیں اور محبت کا پیغام اس خطے میں پھیلایا۔ اسلام جوں جوں چہار دانگِ عالم میں اپنی ضوفشانیاں بکھیرتا گیا اس کے ساتھ ساتھ ہی اسلامی تصوف بھی خاموش سپاہی کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کے ساتھ رہا بلکہ بعض مواقع پر اس نے اسلام کی نظریاتی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور روحانی اقدار کو قائم رکھا بلکہ ان کی ترویج میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ چونکہ اسلام اپنے اوائل دور میں ہی اس خطے میں داخل ہوا۔ اس لیے تصوف بھی اسلام کی آمد کے ساتھ ہی وسطی ایشیاء اور ترکستان میں داخل ہو گیا۔ بلکہ ایک لحاظ سے تصوف نے اسلام کی بقاء اور اس کے احیاء میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ مشہور سلاسلِ تصوف کی تشکیل اور ترویج سے قبل تصوف ایک خاص نہج پر اسلاف اور اکابرین کی زندگیوں کا حصہ تھا بلکہ اسلام کا منتہائے کمال یہی ہے کہ رضائے الٰہی کا حصول اور مخلوق کے لیے خیر کا پیغام عام ہو۔ ان مشائخ نے شریعت کا دامن تھام کر طریقت کی تعلیم دی جس سے عوام میں حقیقت اور معرفت کے چشمے پھوٹے اور مقصدِ تخلیق انسانی کھل کر سامنے آیا۔

Scanned by CamScanner

مسلمانوں نے چونکہ اسلام کو ہر لحاظ سے جز و زندگی اور حرز جاں بنایا لہذا اکمال بندگی کے تقاضے پورے ہوئے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں انکی عبادتوں، ریاضتوں، اخلاص و عاجزی کو شرف قبولیت نصیب ہوا اور افق اسلام پر تابندہ ستاروں کی مانند ہدایت کے سرچشمے ٹھہرے۔ جنکی ضیاء پاشیوں سے دلوں پر کفر و الحاد اور مادیت پرستی کے زنگ اتر گئے اور اسلام کا اصل چہرہ روشن ہوا۔ جسکی روشنی چہار دانگِ عالم میں پھیل گئی۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان کے علاقے میں تصوف مسلمانوں کے ساتھ ہی داخل ہوا۔ چونکہ ان علاقوں میں اسلام پہلی صدی ہجری میں ہی داخل ہو چکا تھا لہذا تابعین اور تبع تابعین کی ان علاقوں میں آمد سے تصوف نے بھی اسلام کے روحانی پہلوؤں کی تکمیل کرنا شروع کر دی۔(۱)

وسطی ایشیاء کے مشائخ تصوف نے بین الاقوامی تعلقات اور روسی سیاست پر بہت گہرے اثرات ڈالے۔ وسطی ایشیاء میں اسلام اپنے ابتدائی دور میں ہی پہنچ گیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہی ہرات، کابل (افغانستان) اور بخارا میں تقریباً ساتویں صدی عیسوی میں پہنچ گیا تھا۔ یعنی اس کے ساتھ ہی تصوف بھی وسطی ایشیاء اور ترکستان میں پہنچا۔

وسطی ایشیاء کے بعض علاقوں والگا ارال اور ترکستان میں عرب تاجروں کی بدولت بارہویں صدی عیسوی میں پہنچا۔ اس صدی میں وسطی ایشیاء کے ان علاقوں میں پہنچنے والے مشائخ تصوف زیادہ تر سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔۔ لیکن بطور خاص تیرھویں صدی کے اختتام پر وسطی ایشیاء میں تصوف ایک (سلسلہ) کی حیثیت اختیار کر گیا۔(۲)

نقشبندی سلسلہ بارھویں صدی کی ابتداء میں کاشغر میں مشہور ہو چکا تھا۔ اس کے بعد خواجہ عبید اللہ احرارؒ نے وسطی ایشیاء میں اس سلسلہ تصوف کی نگرانی کی۔ بارھویں صدی عیسویں میں اسلام سلسلہ قادریہ کے ذریعے والگا ارال اور ترکستان میں عرب تاجروں کے ذریعے پہنچا۔ لیکن خاص طور ہر تیرھویں صدی عیسوی میں ہلاکو خاندان کے قبائل میں II.Khans, نے اسلام کو اس خطے میں پہنچایا۔ اسلام مشرق اور کریمیا، میں 750 ھجری میں پہنچا۔ اس کے صحراؤں، قازقستان میں سلطنت عثمانی

---

(1). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. " Mystics and Commissars: Sufism in the SovietUnion", Berkeley, University of California Press, 1985, p19.

(2). ZAKARIA, Rafic " The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics", N.Y., Penguin, 1988, p 89.

Scanned by CamScanner

کے دور میں چودھویں اور اٹھارھویں صدی کے درمیان پہنچا۔

کرغیز قبائل میں مقبولیت

تصوف بطور خاص کرغیز قبائل میں بہت مقبول تھا۔ وہ تصوف کے شوقین تھے انہوں نے انیسویں اور بیسویں صدی کے مسلمانوں کے لیے پرفتن اور پر ابتلا دور میں بھی تصوف کو اپنی پہچان بنائے رکھا اسلام کی اس جہت کو منگولوں اور سلطنت عثمانیہ نے بہت عروج بخشا۔ اسی وجہ سے تصوف نے اسلام کی وسطی ایشیاء کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں اشاعت کے سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ پہلے اس سلسلے کے ذریعے اور بعد میں مغل فاتحین کے ذریعے ہندوستان میں اسلام پھیلا۔(۱)

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلامی تہذیب وتمدن کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ ان علاقوں میں اسلام کی شمع روشن رکھنے اور اس کے ذریعے لاکھوں دلوں میں اللہ رب العزت کے الوہی پیغام کو پہنچانے میں صوفیاء کرام نے بہت کردار ادا کیا۔ اسلامی تشخص کی اشاعت اور بعد میں اس کی ترویج وتبلیغ میں ان صوفیہ ومشائخ نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان علاقوں میں تاتاریوں، منگولوں اور زاروں کے ظلم وستم کے باوجود اسلام روحانی اعتبار سے بالخصوص اور سیاسی اعتبار سے بالعموم اپنا وجود قائم رکھنے میں کامیاب ہوا۔

اسلام کے سیاسی، سماجی، معاشرتی، مذہبی اور روحانی تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء میں ان مشائخ نے اپنے تئیں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں وسطی ایشیاء میں مختلف سلاسل کے مشائخ اور صوفیہ وارد ہوئے۔ جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو دلوں میں راسخ کرنے اور مخلوق کا ربط خالق سے جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان میں سلسلہ قادریہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس خطے میں اسلام کے روحانی نظام کے احیاء اور ترویج کے ساتھ ساتھ اسلام کے سیاسی نظام کی مضبوطی اور اشاعت میں بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیہ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔(۲)

---

(1). ZAKARIA, Rafic " The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics", N.Y., Penguin, 1988, p 89.

(2) R. James Ferguson " Meeting on the road: Cosmopolitan Islamic culture and the Politics of Sufism (CEWCES) Research Papers,,Bond University Press,1996,Queensland,Australia,p 46

Scanned by CamScanner

مصر و عراق کی طرح اس خطہ میں بھی تصوف کو فروغ حاصل ہوا۔ اور تصوف مصر و عراق کی طرح اسلام کے اوائل دور میں داخل ہوا۔ تصوف کا رجحان بہت عام ہوا۔ کیونکہ ان مشائخ تصوف نے براہِ راست صحابہؓ و تابعینؒ سے اکتساب فیض کیا تھا لہذا یہ مشائخ افق تصوف پر نمودار ہوئے جنکے روحانی فیوضات سے چہار دانگِ عالم میں یہ نور پھیل گیا۔ مشہور صوفی شفیق بلخیؒ کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے جنہوں نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ پھر انہی ملکوں میں تصوف کی تحریک جاری رہی اور ابو حفص عمر بن سالم الحدادؒ نیشاپوری (م ۲۷۰ھ)، ابوتراب نخشبیؒ، ابو علیؒ الجوز جانی، ابو بکر محمد بن عمر الحکیم الوراق ترمذیؒ، ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوریؒ (سلسلہ ملامتیہ کے شیخ) اور ابو العباس القاسم بن مہدی جیسے صوفیاء پیدا ہوئے۔

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں تصوف اسلام کی آمد سے مشروط تھا۔ بلکہ بعض علاقوں میں تصوف کی وجہ سے اسلام کو نمائندگی ملی اور اسلام کی روشنی پھیلی۔ اس خطے میں تصوف کا تصور انڈیا، جنوب مشرقی ایشیاء، مشرقی یورپ اور افریقہ سے متاثر ہو کر اپنا دائرہ عمل پھیلاتا چلا گیا۔ اس کے بعد کرغیز قبائل جو کہ بعد میں کرغیزستان کہلائے ان علاقوں میں تصوف نے بڑی تیزی سے اپنے قدم جمائے۔ تصوف خاص طور پر کرغیز قبائل میں ہوا جو کہ تصوف کی نفسیاتی اور عزت نفس کی پہچان کے تصور کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوئے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے شروع میں ہوا۔ اس تصور کو روس، انڈیا، جنوب مشرقی ایشیا ، افریقہ اور مشرقی یورپ میں مقبولیت حاصل ہوئی۔

مشائخ تصوف کا وسطی ایشیاء کا سفر

یوں تو وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کے ذریعے سے تصوف پہلی صدی ہجری میں ہی پہنچ گیا لیکن اس کی ترویج و ارتقاء جاری رہا۔ بہت سارے مشائخ تصوف ان علاقوں کا سفر کرتے رہے اور باقاعدہ ایک جماعت کی شکل اختیار کر لی۔ مختلف سلاسلِ طریقت (قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ) کے مشائخ اس خطے سے وابستہ تھے۔ ان مشائخ کا اسلام کی تاریخ میں بہت نام اور مقام ہے۔ انہوں نے سسکتی ہوئی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھا اور ان کو ایک پر امن دین کی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا اپنے مولا کے ساتھ ٹوٹا ہوا تعلق جوڑا بلکہ اس کو مضبوط کیا۔ وسطی ایشیاء میں نقشبندی صوفیہ کی آمد اس تصوف کی ترویج کے بارے میں لکھتا ہے۔

"Central Asia produced the best-known statement of this preriod in classical fiqh about the relationship between government

Scanned by CamScanner

and the Shari's: The Conduct of Kings(Suluk al-muluk: 1512-14, in Persian) by Fadl Allah ibn Ruzbihan Khunji(Shiraz 1455- Bukhara 1521). He wrote at the Shaybani court at Bukhara. Khunji, born into a family of wealthy ' ulama under Aqqoyonlu patsonage, had studied under Dawani and began his careed as secretary to the Aqqoyonlu. He joind the Naqshbandi Sufi order, and was involved with politically influential Naqshbandi leaders in Transoxania. When the Shi'ti Safavids conquered his native When shaybani's son, 'Ubayd Allah, recaptured Samarqand, Khunji was asked to promote the cause of Sunni orthodoxy, and it was to this end that he compsed The Conduct of Kings. Khuni saw the Uzbeks as instruments of religious renewal in Central Asia. In the Conduct of Kings he went through the usual fiqh topics(The appointment of Judges, distribution of Alms and so only with special attention to jihad and the various categories of renegades and unbelivers. These were immediately relevant questions. Khunji based his reasoning on the Shafi'i and Hanafi Schools, sometimes combining them,sometimes stating them as legitimate alternatives, he used al-Mawardi and al-Ghazali a great deal ". (1)

---

(1) Antony Black " The History of Islamic Political Thought: From the Prophet to the Present to the Past,Published by&Routledge Taylor & Francis Group.p 186.

Scanned by CamScanner

بوسنیا اور مقدونیہ میں تصوف

سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں اس خطہ (بوسنیا اور مقدونیہ) میں جو پہلا صوفی تھا وہ سلسلہ نقشبندیہ کا تھا۔اس سلسلہ کے صوفیہ نے سنی علماء کو متحد کیا۔اور صحیح معنوں میں اسلام کو بوسنیا ہرز گوینیا میں قائم کیا۔اور بلکان کے علاقے میں عثمانی سلطنت کے دور میں نقشبندی سلسلہ کی تین مزید شاخیں بن گئیں تھیں جنہوں نے اس خطے میں اسلام کو پہنچایا۔

سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں بوسنیا اور مقدونیہ میں صوفیہ نے اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔انہوں نے سنی علماء کو متحد کیا اور بوسنیا اور اس کے علاوہ بلکان کے شہری علاقوں میں سلسلہ تصوف کو بہت پھیلایا۔اسی تناظر میں تصوف ایک بنیادی اور عوامی سطح پر ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔حالانکہ اس وقت عباسی خلافت داخلی انتشار کا شکار تھی۔جبکہ تصوف مسلسل اپنا فرض سرانجام دے رہا تھا۔جب سلطنت عثمانیہ پندرھویں اور سولھویں صدی میں یورپ تک پہنچی تو سلاسلِ تصوف بھی اس کے ساتھ ساتھ یورپ تک پہنچے اور وہ عملاً اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ان صوفیاء نے پہلے پہلے زوایہ (خانقاہ) یعنی مہمان نوازی اور اچھے اخلاق کے ذریعے لوگوں کو متاثر کیا بلکہ مقامی لوگوں کے داخلی انتشار کو بھی ختم کیا۔اور پہلی خانقاہ سراجیو میں بوسنیا میں 1463ء میں قائم کی۔یہ دو خانقاہیں سلطنت عثمانیہ کی مالی امداد اور سلسلہ نقشبندیہ کے تعاون سے مرحلہ تکمیل تک پہنچیں۔بعد میں اس علاقے میں سلسلہ تصوف کے فروغ کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

"Later, as imperial administration became more entrenched and the Islamic religious establishment more present, tekkes were built to cater to the spiritual needs of the dervishes and local populations".(1)

خواجہ عبیداللہ احرارؒ اور ان کے خلفاء نے عملی طور پر اسلامی تصوف کی صحیح معنوں میں نمائندگی کی۔ان میں قابلِ ذکر مولانا عبداللہ الٰہی (م۱۴۹۱ھ) جو کہ Serres (یونان) میں قیام پذیر تھے اور شیخ لطف اللہ جو اس خطے کے نامور صوفی تھے جنہوں نے اس خطے میں تصوف کے ارتقاء میں بہت اہم کردار ادا کیا۔اور زیادہ تر سکالرز کا اتفاق ہے کہ بوسنیا میں پہلے صوفی جو

(1). Zelkina, Anna "In Quest for God and Freedom: The Sufi Response to the Russian Advance in the North Caucasus", New York University Press.(2000),p 34

Scanned by CamScanner

آئے (عریان دیدیUyran Dedeاور تمسی دیدیTemsi Dede) بھی انہی اول الذکر صوفیہ کے شاگرد رہے ہیں

اٹھارھویں صدی عیسوی میں بوسنیا میں نقشبندی سلسلہ کی تجدید کا کام ایک صدی کے رکے رہنے کے بعد عبدالرحمٰن سری دیدیAbdur Rehman Sirri Dedeاور انکے خلفاء کے ذریعے ہوا۔ انکی وجہ سے اس خطے میں نقشبندی سلسلہ تصوف جڑیں پکڑ گیا۔ بلکہ انکے نقشِ قدم پر آج بھی اس خطے میں لوگ عمل کرتے ہیں۔(۱)

خلافتِ راشدہ کا دور

خلافتِ راشدہ کے دور ہی میں جب اسلام اس خطے میں آیا تو تصوف ایک بھرپور ذریعہ بن کر ان علاقوں میں مشائخ کی وجہ سے پھیلا۔ انہوں نے اپنے کردار، عمل، حسنِ نیت، اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ بشری صفات کی بدولت اس علاقے کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اور اس کے بعد اس خطے میں اسلام کے نامور صوفیاء کرام پیدا ہوئے جنہوں نے چہاردانگِ عالم میں اس کی ضوفشانیاں بکھیر دیں۔ آج بھی انکی تعلیمات لوگوں کے لیے لائق تقلید ہیں اور اس خطے کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان میں حضرت فضیل بن عیاضؒ جیسے جلیل القدر مشائخ کے فیض یافتہ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخیؒ کا نام سرِفہرست ہے۔ آپ بلخ کی ریاست کے بادشاہ تھے آپ کا نام ابراہیم اور کنیت ابو اسحاق ہے۔ آپ بلخ کے بادشاہ بھی رہے۔ مکہ معظمہ تشریف لے گئے وہاں حضرت سفیان ثوریؒ (م۱۶۳ھ) شیخ فضیل بن عیاس اور شیخ ابو یوسف غوبیؒ سے استفادہ کیا۔ ۱۶۱ھ یا ۱۶۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

اس کے بعد تصوف کی تاریخ میں جب ہم اس خطے کے مشائخ کے نام پڑھتے ہیں تو ان میں شیخ ابراہیم رباطیؒ کا نام بڑے ادب واحترام سے لیا جاتا ہے آپ کی بدولت اس خطے میں تصوف پہنچا بلکہ اس کی ترویج ہوئی۔ آپ حضرت ابراہیم ستنجہؒ کے مرید ہیں

وسطی ایشیاء کے مشہور مشائخِ تصوف

تیسری صدی ہجری میں شیخ ابراہیم آجری صغیرؒ کے نام سے شہرت پائی۔ آپ کا نام ابراہیم ہے کنیت ابو اسحاق اور شیخ آجری کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ ابو محمد جریری اور ابو احمد مغازلیؒ کے ہم عصر ہوئے۔ انتہائی سادہ اور

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، مترجم حضرت شمس،، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۸۵

Scanned by CamScanner

ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔شیخ ابراہیم آجری کبیر آپ ہی کے ہمنام ایک شیخ تھے جنہیں شیخ جنید بغدادی نے کبیر مشائخ میں سے متصور کیا ہے۔آپ کا وصال ۲۵۳ھ میں ہوا۔آجر پختہ اینٹ کو کہتے ہیں۔آپ اینٹیں پکانے کا کام کرتے تھے۔

شیخ فتح بن محجرف مروزیؒ، نام فتح اور کنیت ابونصر تھا۔آپ خراسان کے مشائخ متقدمین میں سے تھے۔مرو جو کہ خراسان کا ایک شہر تھا وہاں کے رہنے والے تھے۔شیخ عبداللہ ابن احمد حنبلؒ فرماتے ہیں کہ خراسان کی سرزمین سے فتح جیسا کوئی صاحبِ فقر وحال پیدا نہیں ہوا۔۱۵ شعبان ۲۷۳ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت شفیق بن ابراہیم البلخیؒ، نام شفیق کنیت ابوعلی ہے۔طبقہ اول کے مشائخ میں سے تھے۔صاحب حدیث بھی تھے۔امام زفرؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔بلخ کے مشائخ متقدمین میں سے ہیں۔حضرت حاتم اصمؒ کے استاد اور حضرت ابراہیم ادھمؒ کے ہمنشیں تھے۔قاضی ابو یوسفؒ (شاگرد امام ابوحنیفہؒ) کی مجلس میں حاضر ہوتے۔حضرت داؤد بلخیؒ یہ بھی بلخ کے رہنے والے تھے اور جلیل القدر مشائخ میں سے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوتراب نخشبیؒ، آپ کا نام عسکرین الحصین ہے لیکن ابوتراب نخشبی آپ کی کنیت ہے۔آپ خراسان کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔شیخ ابوعطاؒ رمصری اور حضرت حاتم اصمؒ کی صحبت و ہم نشینی کا فیض حاصل کیا۔شیخ ابوعبداللہ اور شیخ ابوعبید کے استاد ہیں۔۲۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔اسی سال حضرت ذوالنون مصریؒ نے انتقال فرمایا

حضرت احمد بن خضرویہ بلخیؒ، آپ کا نام احمد ابن خضرویہ ہے۔کنیت ابوحامد ہے طبقہ اولیٰ کے مشائخ میں سے ہیں۔خراسان کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔آپ کا مولد وطن بلخ تھا۔آپ شیخ ابوحرابؒ اور حضرت حاتم اصمؒ کے ہم صحبت رہے۔شیخ ابراہیم کو دیکھا تھا لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

حضرت ابویزید بسطامیؒ، آپ کا نام نامی طیفور تھا۔طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان۔آپ شیخ خضرانہ بن معاذ رازیؒ کے ہم عصر تھے۔شیخ شفیق بلخیؒ کو دیکھا تھا۔آپ کی وفات ۲۶۱ھ ہے۔

حضرت ابوعلی سندیؒ، آپ شیخ ابویزید بسطامیؒ کے استادوں میں سے تھے۔شیخ بسطامیؒ فرماتے تھے کہ میں نے ان سے فنافی التوحید کا علم حاصل کیا۔

---

(۱)۔جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس، ، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۸۷

Scanned by CamScanner

حضرت حاتم بن عنوان بن اصمؒ، آپ کا تعلق طبقہ اوّل کے مشائخ سے ہے۔ آپ کا نام حاتم اور کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ملک خراسان کے رہنے والے تھے۔ بزرگان بلخ میں سے آپ شقیق بلخیؒ کے ہم نشین رہے۔ ۲۲۷ھ میں بلخ کے مضافات میں ایک قصبہ واشجرد میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت ابوحمزہ خراسانیؒ، آپ دراصل نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کبار مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا انتقال ۲۹۰ھ میں ہوا۔

شیخ علی بن عبدالرحیم الصوفی الصیرفیؒ، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ نیشاپور کے صوفیہ متاخرین میں سے ہیں۔ سمرقند میں شیخ محمد فضل بلخیؒ سے فیضیاب ہوئے اور بلخ میں شیخ محمد حامدؒ، بغداد میں شیخ جنید و شیخ رویم، ابن عطاء اور شیخ جریری سے فیض حاصل کیا۔ آپ کو بکثرت احادیث یاد تھیں، آپ بہت ثقہ تھے۔ علم حدیث پر گہری نظر تھی۔ ۳۵۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ محمد بن فضل البلخیؒ، آپ کا نام محمد بن فضل اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ بلخ کے رہنے والے تھے۔ بلخ سے سمرقند تشریف لے گئے۔ سمرقند میں ۳۱۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوبکر ورّاق ترمذیؒ، آپ کا نام محمد بن عمرالحکیم ہے۔ آپ بلخ میں سکونت پذیر تھے لیکن اصل میں ترمذ کے رہنے والے تھے آپ کا مزار بھی ترمذ میں ہے۔ آپ مشہور محدث ابوعیسیٰ ترمذیؒ کے ماموں ہیں۔ خود بھی صاحبِ مسند تھے(۱)

شیخ ابوالقاسم حکیم سمرقندیؒ، آپ کا نام شیخ اسحاق بن اسماعیل ہے ابوالقاسم کنیت ہے اور اسی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ آپ مشائخ عظام میں سے ہیں۔ اور شیخ ابوبکر ورّاقؒ کی صحبت میں رہے۔ ۳۴۲ھ میں عاشورہ کے دن آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ ابوعلی جورجانیؒ، آپ کا نام حسن بن علی ہے۔ آپ خراسان کے مشائخ کبار میں سے ہیں اور اپنے وقت کے بے نظیر صوفی اور شیخ الطریقت تھے۔ آپ شیخ محمد بن علی ترمذی اور شیخ محمد بن فضیل بلخی کی صحبت میں رہا کرتے۔ اور

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس،، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۸۸

Scanned by CamScanner

آپ ان کے ہم عمر ہی تھے۔

شیخ محمد بن حامد الترمذیؒ، آپ کا نام شیخ محمد اور کنیت ابو بکرؒ ہے۔ آپ خراسان کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ شیخ احمد خضرویہؒ کا شرف دیدار آپ کو حاصل ہوا۔

شیخ ابو الحسن الصوفی القوشجیؒ، آپ کا نام علی بن احمد بن سہیل ہے۔ خراسان کے یگانہ جوانمردوں میں سے ہیں۔ ابو عثمان حیریؒ سے شرف ملاقات حاصل تھا۔ ۳۴۸ھ (۹۵۹ء) میں آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ ابو بکر رازی بجلیؒ، آپ کا نام محمد بن عبداللہ رازی ہے۔ کنیت ابو بکر سے مشہور ہوئے۔ نیشاپور میں قیام تھا خراسان کے اکابر مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی کے استاد ہیں۔ شیخ السلمی نے اپنی تاریخ طبقات الصوفیہ آپ ہی کے نام سے شروع کی ہے۔ آپ شیخ ابو بکر بیکندی کے شاگرد تھے۔

شیخ ابو عبداللہ داستانیؒ، آپ کا نام محمد بن علی داستانی ہے۔ شیخ المشائخ لقب ہے۔ آپ کا کلام نہایت ہی شائستہ ہے۔ آپ کی ارادت تین واسطوں سے شیخ عمی بسطامیؒ تک جو سلطان العارفین حضرت بایزیدؒ بسطامی کے برادرزادہ اور ان کے مرید ہیں پہنچتی ہے۔ ۴۱۷ھ (۱۰۲۶ء) میں آپ کا انتقال ہوا۔

خواجہ احمد بن مودود چشتیؒ، آپ بہت بلند پایہ مشائخ میں سے تھے۔ عشاقِ رسول ﷺ میں سے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ حضرت شیخ نے آپ کی بڑی تکریم کی۔ آپ کا سالِ ولادت ۵۰۷ھ (۱۱۱۳ء) اور سال وفات ۵۷۷ھ (۱۱۸۱ء) ہے۔

شیخ عموؒ، آپ کا نام احمد بن محمد بن حمزہ صوفی ہے۔ کنیت ابو اسماعیل ہے۔ آپ خراسان کے صوفیوں کے خادم تھے۔ شیخ ابو العباس نہاوندیؒ نے آپ کا لقب عمو رکھا تھا۔ شیخ ابو بکر فرّا کو انہوں نے نیشاپور میں دیکھا تھا۔ (۱)

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ، خواجہ عارف ریوگریؒ، خواجہ محمود الخیر فغنویؒ، خواجہ علی رامتینیؒ، خواجہ محمد بابا سماسیؒ، سیّد امیر کلالؒ، خواجہ محمد بابا سماسیؒ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے آداب طریقت کو آپ ہی سے سیکھا۔

حضرت قثم شیخؒ، آپ مشائخ ترک سے ہیں۔ خواجہ احمد یسویؒ کے خاندان میں سے ہیں۔ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندؒ نے فرمایا کہ جس شخص کو مشائخ ترک کی شناخت نہیں وہ البتہ ان کے طریقے سے بالکل نومید ہو

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۸۹

Scanned by CamScanner

جائے۔آخر زندگی میں بخارا کے جنگل میں پھرتے تھے۔

شیخ خلیل اَتا، حضرت خواجہ بہاء الدین کے ہم عصر تھے۔آپ ایک مدت کے بعد مملکت ماوراء النہر کے فرمانروا ہو گئے۔

خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندؒ، آپ کا نام محمد بن محمد بخاری ہے۔اور آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا سماسی کی طرف سے مقبول نظر اور فرزند ہونے کی نسبت حاصل ہے۔یعنی انہوں نے آپ کو اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔آپ کی نسبت اویسی تھی اور روحانی تربیت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے حاصل کی تھی۔

خواجہ علاء الدین عطارؒ، آپ کا نام محمد بن محمد البخاری ہے۔آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خلیفہ اکبر تھے۔۲۰ رجب بروز چہارشنبہ ۸۰۲ھ مطابق ۱۳۹۹ء انتقال فرمایا۔

خواجہ محمد پارساؒ، آپ کا نام محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاریؒ ہے۔آپ بھی خواجہ علاء الدینؒ کے خلفائے اعظم میں سے ہیں۔

خواجہ ابونصر پارساؒ، خواجہ حافظ الدین ابونصر محمد بن محمد الحافظی البخاریؒ نے علوم شریعت و رسوم طریقت کو اپنے والد بزرگوار کے مرتبہ تک پہنچا دیا تھا۔آپ نے ۸۶۵ھ مطابق ۱۴۶۰ء کو انتقال فرمایا۔آپ کا مزار بلخ میں ہے۔

خواجہ حسن عطارؒ، آپ خواجہ علاء الدین عطارؒ کے فرزند ہیں۔تمام ماوراء النہر و خراسان کے علاقے میں آپ کا تصرف طریقت و سلوک میں بہت مشہور تھا۔دوشنبہ بروز عید الاضحیٰ ۸۲۶ھ آپ کا انتقال ہوا۔آپ کے جسد مبارک کو شیراز سے قصبہ صفائیان میں لا کر دفن کیا اسی جگہ آپ کے والد ماجد کا مزار ہے۔(۱)

مولانا نظام الدین خاموشؒ، آپ خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ کے مرید ہیں۔آپ نے اول بار خواجہ بزرگ کو اپنے تحصیل علم کے زمانے میں بخارا کے ایک عالم کی صورت میں دیکھا تھا اس کے بعد آپ خواجہ علاء الدین کی صحبت میں پہنچے۔

مولانا سعد الدین کاشغریؒ، آپ آغاز حال میں تحصیلِ علوم کی طرف مشغول تھے۔کتب مستعملہ جمع کر لی تھیں

---

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس،، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۹۰

Scanned by CamScanner

اوران کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ آسودہ حال شخص تھے۔ جب تصوف کی راہ میں قدم رکھنے کا خیال پیدا ہوا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بالکل مجرد ہو گئے۔ اور مولانا نظام الدین خاموشؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مولانا حسام الدین شاشیؒ، آپ امیر حمزہؒ (فرزند امیر سید کلالؒ) کے مریدین میں سے تھے۔ بخارا کی قضاۃ کچھ عرصہ آپ کے سپرد رہی۔

شیخ ابوالحسن بُستیؒ، آپ بھی خواجہ یوسف ہمدانی کی طرح شیخ ابوعلی فارمدیؒ کے اصحاب میں سے ہیں۔ شیخ حسن سکاک سمنانیؒ، آپ شیخ ابوالحسن بستیؒ کے مریدوں میں سے ہیں۔

شیخ محمد بن حمویہ جوینیؒ، آپ کا نام شیخ محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ بھی شیخ ابوالحسن بستی کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔

عین القضاۃ ہمدانیؒ، آپ کا نام عبداللہ بن محمد میا نکلی ہے۔ کنیت ابوالفضائل اور عین القضاۃ آپ کا لقب ہے۔ آپ شیخ محمد حمویہؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ اور شیخ احمد غزالیؒ کی خدمت میں بھی عرصہ تک رہے ہیں۔ ان کے مرید ہیں۔

شیخ نجم الدین کبریٰؒ ی، آپ کا نام نامی احمد بن عمر خیوقی ہے اور ابوالجناب کنیت ہے۔ لقب کبریٰ ہے لیکن نجم الدین کے عرف سے معروف ہیں۔ آپ کو کبرٰی اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ایامِ شباب میں جب کہ آپ علوم متداولہ کی تحصیل میں مشغول تھے جس کسی سے بھی آپ مباحثہ و مناظرہ کرتے اس پر غالب آ جاتے پس آپ کو طامۃ الکبریٰ کہا جانے لگا یعنی بڑی بلا پھر لفظ طامۃ ساقط ہو گیا اور کبریٰ رہنے دیا گیا اور یہ لقب آپ کو معتبر جماعت نے دیا ہے۔

شیخ سعد الدین حمویؒ، آپ کا نام محمد بن المؤید بن ابی بکر بن ابی الحسن بن محمد بن حمویہ ہے۔ آپ شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے مرید ہیں۔ صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔

مولانا جلال الدین محمد بلخیؒ المعروف بہ مولانا رومیؒ، آپ کی ولادت ۶ ربیع الاوّل ۶۱۳ھ (جون ۱۲۱۶ء) کو بلخ میں ہوئی۔ منقول ہے کہ مولانا پانچ سال کی عمر میں صور روحانی، اشکال غیبی، کراما کاتبین، جنات اور ان خصوصی انسانوں کو جو قبہ ہائے بارگاہ عزت میں چھپے رہتے تھے دیکھ لیا کرتے تھے۔ وہ آپ پر ظاہر ہوا کرتے تھے اور ان کے ہم

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس،، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص۱۹۴

Scanned by CamScanner

شکل بن جایا کرتے تھے۔ مولانا رومیؒ مکہ معظمہ کے سفر میں نیشاپور پہنچے تو شیخ فریدالدین عطارؒ کی خدمت میں باریاب ہوئے شیخ نے اپنی کتاب ''مثنوی اسرار نامہ'' ان کو مراحمت فرمائی۔ مولانا ہمیشہ ''اسرار نامہ'' کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ (مطابق دسمبر ۱۲۷۳ء) غروب آفتاب کے وقت آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا شمس الدین محمد بن علی بن ملک داؤد التبریزیؒ، مولانا رومیؒ آپ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ آپ نے شب شنبہ ۱۰ رجب ۷۱۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، آپ خلیفۃ الرسول ﷺ ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے ہیں، تصوف میں آپ کی نسبت آپ کے عم محترم شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ہے۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صحبت میں بھی رہے۔(۱)

یہ وہ خاص الخاص مشائخ تصوف تھے کہ جنہوں نے اس خطے میں اسلام کی شمع روشن رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اسلام کے فکری، نظریاتی، علمی، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کی حفاظت کی اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے کردار اور عمل کے ذریعے اسلام کو اس خطے میں پھیلایا جبکہ کفر والحاد اپنی تمام تر ظاہری رعنائیوں کے ساتھ عوام کے ایمانوں کو کمزور کر رہا تھا اس کڑے وقت میں ان کبار و صغار مشائخ عظام نے اسلام کی اشاعت کا جھنڈا اٹھایا۔

(۱)۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس، ، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ص ۱۹۵

Scanned by CamScanner

فصل سوم

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں تصوف کا ارتقاء

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء میں اسلام چونکہ اوائل دور میں ہی داخل ہو گیا تھا۔اس کے ساتھ ہی تصوف کی تعلیمات مشائخ تصوف کی وجہ سے پہنچنا شروع ہوئیں۔بعض علاقوں میں باقاعدہ اسلامی لشکر کی ان علاقوں میں آمد اور فتوحات سے قبل ہی کچھ مسلمان تاجروں کی شکل میں اس خطے سے واقف ہو چکے تھے۔انہوں نے اپنے کردار، عمل، حسنِ نیت اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت یہاں کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔یہاں کی زبان پر دسترس حاصل کی اور یوں تصوف کا ارتقاء اس خطے میں عمل میں آیا۔جب ہم تصوف کے ارتقاء کی بات کرتے ہیں تو مجموعی طور پر چار مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے تاکہ اس کے تدریجی اور ارتقائی مراحل کا آسانی سے فہم وادراک ہو سکے۔

مرحلہ اولیٰ

اس میں عہدِ رسالت مآب ﷺ اور عہدِ صحابہ و تابعین میں تصوف اپنے ارتقائی عمل (Developmental Process) کے اعتبار سے پہلے مرحلے میں تھا۔اس میں زہد و ورع اور تقویٰ کا رنگ غالب تھا۔مردانِ حق اپنی باطنی زندگی کے جملہ مراتب و کمالات اسی طریق سے حاصل کرتے تھے اور خدا تعالیٰ سے قرب وحضوری کی نسبت بھی اسی طرح متحقق ہوتی تھی۔اس دور میں صحابہ کرام میں سے اصحابِ صفہ اور تابعین میں سے امام حسن بصریؒ، حضرت اویس قرنیؒ، امام زین العابدینؒ، سعید بن میسبؒ، طاؤس یمانیؒ، داؤد بن دینارؒ، سلیمان تیمیؒ، عامر بن عبداللہ تمیمیؒ اور محمد بن مکندرؒ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

مرحلہء ثانیہ

عہدِ تبع تابعین میں تصوف اپنی دوسری ارتقائی منزل میں داخل ہوا۔دوسری اور تیسری صدی ہجری میں جب اخلاص فی العمل کا زوال شروع ہوا اور محض فقہیت کی جانب میلان کی بنا پر شریعت کی جگہ تشرع نے لے لی تو اہل حق نے اخلاص فی العمل کی خاطر نفس کے مجاہدہ کی طرف رجوع کیا اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے تعلق باللہ کی نسبت پختہ کی جسکی وجہ سے انہیں انس ووحشت، مستی و بے خودی، کشف واشراف اور خوارق وکرامات کی صورت میں باطنی کیفیات حاصل ہوئیں اور انہوں نے یہ احوال، نکات واشارات میں بیان بھی کیے اس مرحلہء تصوف میں رابعہ بصریؒ، حبیب عجمیؒ، مالک بن دینارؒ، فضیل بن عیاضؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، ابراہیم بن ادھمؒ، بشر الحافیؒ، شیبان راعیؒ، ذوالنون مصریؒ، حارث المحاسبیؒ، بایزید بسطامیؒ، سری سقطیؒ، جنید بغدادیؒ اور سہل بن عبداللہ تستری وغیرھم کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء میں اسلام چونکہ اوائل دور میں ہی داخل ہو گیا تھا۔اس کے ساتھ ہی تصوف کی تعلیمات مشائخ تصوف کی وجہ سے پہنچنا شروع ہوئیں۔بعض علاقوں میں باقاعدہ اسلامی لشکر کی ان علاقوں میں آمد اور فتوحات سے قبل ہی کچھ مسلمان تاجروں کی شکل میں اس خطے سے واقف ہو چکے تھے۔انہوں نے اپنے کردار، عمل، حسنِ نیت اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت یہاں کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔یہاں کی زبان پر دسترس حاصل کی اور یوں تصوف کا ارتقاء اس خطے میں عمل میں آیا۔جب ہم تصوف کے ارتقاء کی بات کرتے ہیں تو مجموعی طور پر چار مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے تا کہ اس کے تدریجی اور ارتقائی مراحل کا آسانی سے فہم وادراک ہو سکے۔

مرحلہ اولیٰ

اس میں عہدِ رسالت مآب ﷺ اور عہدِ صحابہ و تابعین میں تصوف اپنے ارتقائی عمل (Developmental Process) کے اعتبار سے پہلے مرحلے میں تھا۔اس میں زہد و ورع اور تقویٰ کا رنگ غالب تھا۔مردانِ حق اپنی باطنی زندگی کے جملہ مراتب وکمالات اسی طریق سے حاصل کرتے تھے اور خدا تعالیٰ سے قرب وحضوری کی نسبت بھی اسی طرح متحقق ہوتی تھی۔اس دور میں صحابہ کرام میں سے اصحابِ صفہ اور تابعین میں سے امام حسن بصریؒ، حضرت اویس قرنیؒ، امام زین العابدینؒ، سعید بن مسیبؒ، طاؤس یمانیؒ، داؤد بن دینارؒ، سلیمان تمیمیؒ، عامر بن عبداللہ تمیمیؒ اور محمد بن منکدرؒ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

مرحلہء ثانیہ

عہدِ تبع تابعین میں تصوف اپنی دوسری ارتقائی منزل میں داخل ہوا۔دوسری اور تیسری صدی ہجری میں جب اخلاص فی العمل کا زوال شروع ہوا اور محض فقہیت کی جانب میلان کی بنا پر شریعت کی جگہ تشرع نے لے لی تو اہل حق نے اخلاص فی العمل کی خاطر نفس کے مجاہدہ کی طرف رجوع کیا اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے تعلق باللہ کی نسبت پختہ کی جسکی وجہ سے انہیں انس و وحشت، مستی و بے خودی، کشف واشراف اور خوارق وکرامات کی صورت میں باطنی کیفیات حاصل ہوئیں اور انہوں نے یہ احوال، نکات واشارات میں بیان بھی کئے اس مرحلہء تصوف میں رابعہ بصریؒ، حبیب عجمیؒ، مالک بن دینارؒ، فضیل بن عیاضؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، ابراہیم بن ادھمؒ، بشر الحافیؒ، شیبان راعیؒ، ذوالنون مصریؒ، حارث المحاسبیؒ، بایزید بسطامیؒ، سری سقطیؒ، جنید بغدادیؒ اور سہل بن عبداللہ تستری وغیرھم کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

Scanned by CamScanner

مرحلہ ثالثہ

یہ عہد چوتھی اور پانچویں صدی ہجری پر مشتمل ہے اس مرحلہ میں اہلِ کمال میں سے عوام تو حسب سابق شرعی اوامر و نواہی پر مکتفی رہے خواص نے باطنی احوال و کیفیات کو اپنایا۔ لیکن خواص الخواص اعمال و احوال سے گزر کر ''مقام جذب'' تک پہنچے۔ انہیں ذات حق میں محویت و استغراق نصیب ہوا اور توحید وجودی و شہودی میں فرق و امتیاز باقی نہ رہا۔ اس عہد میں شیخ ابو سعید خزازؒ، ابوالحسن خرقانیؒ، ابو علی رودباریؒ، ابولفرح طرطوسیؒ، ابو بکر شبلیؒ، ابوالقاسم القشیریؒ اور ابو عثمان المغربیؒ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔ امام غزالیؒ اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی دور کے اواخر میں ہوئے۔

مرحلہ اربعہ

یہ عہد چھٹی اور ساتویں صدی ہجری پر مشتمل ہے۔ اس دور میں صوفیہ نے باطنی واردات کے ذریعے حاصل شدہ تصورِ حقیقت کی نظری تشکیل کی اور تصوف کے حقائق پر بحث و تدقیق کا آغاز ہوا۔ نظریہ وحدت الوجود اس دور میں دلائل نظری کی بنیاد پر مرتب صورت میں نظر آیا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابن الفارض الحموی نے اپنی تصنیفات میں علم و حکمت کی ادق زبان میں اس تصور کو دلائل و براہین کے ساتھ بیان کیا۔

اب ہم تفصیل کے ساتھ تصوف کے ارتقاء پر نظر ڈالیں گے اور ان مشائخ کا مختصر تعارف بھی کرواتے جائیں گے۔ جنہوں نے اپنی روحانی بصیرت اور تائید خداوندی سے اس خطے میں اسلام کی شمع کو روشن کیا۔

نقشبندی سلسلہ کے ارتقاء اور اس کی بنیاد کے بارے میں مصنف لکھتا ہے

نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، قاسم ابن محمد ابنِ ابوبکر، امام جعفر الصادق، حضرت بایزید بسطامیؒ، ابوالحسن خرقانیؒ، شیخ بوعلی الفارمدی، یوسف ہمدانی، ابوالعباس القادر، عبدالخالق غجدوانی، عارف ریوگری، محمود الانجیر الافغنوی، علی الرامتینی، محمد بابا السماسی، سیر امیر کلال، شیخ بہاء الدین نقشبند بخاری، جنکی وجہ نسبت سے اس سلسلہ کو نقشبندی سلسلہ کہا جانے لگا۔ اس کے بعد نقشبندیہ مجددیہ جو کہ شیخ احمد سرہندیؒ کی وجہ سے مشہور ہوا۔ (۱)

(1). Abu-Manneh, Butrus "The Naqshbandiyya-Mujaddidiyya in the Ottoman Lands in the Early 19th Century",(1982)p 122.

Scanned by CamScanner

اس سلسلہ کو نقشبندی سلسلہ کہا جانے لگا۔ اس کے بعد نقشبندیہ مجددیہ جو کہ شیخ احمد سرہندیؒ کی وجہ سے مشہور ہوا۔(۱)

حضرت فضیل بن عیاضؒ، آپ طبقہ اوّل کے مشائخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو علی ہے۔ بعض لوگوں کی رائے کے مطابق آپ کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن لوگوں کی کثیر تعداد آپ کو خراسانی بھی کہتی ہے کیونکہ انکے بقول آپ کا مولد سمرقند ہے۔

اس کے بعد کے مشائخ تصوف جو کہ اس علاقے میں تشریف لائے ان میں خواجہ علاء الدین البخاری العطار، خواجہ یعقوب الچرخی، خواجہ عبیداللہ الاحرار، محمد الزاہد الولی، خواجہ محمد درویش، خواجہ الامکنگی، خواجہ محمد باقی باللہ، حضرت خواجہ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے نام شامل ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے سلاسل ہیں کہ جن کی شاخیں سلسلہ نقشبندیہ سے ملتی ہیں۔ ان میں اویسیہ، حقانیہ، حجازیہ، مجردیہ اور توحیدیہ سلاسل کے صوفیہ بھی وسطی ایشیاء میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں بلکہ آج تک کر رہے ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی میں تصوف

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز

آنجناب کا اسم گرامی طیفور ابن عیسیٰ بن آدم بن سروشان تھا۔ لقب سلطان العارفین اور کنیت ابو یزید تھی۔ آپ کے دادا نے جو ایک آتش پرست تھے۔ پہلے پہل اسلام قبول کیا۔ ولادت 146ھ بمطابق 763ء میں ہوئی۔ شہزادہ دارشکوہ قادری نے اپنی تالیف سفینۃ الاولیاء میں صاحب رشحات کے حوالے سے لکھا کہ کہ آپ کو حضرت امام جعفر صادقؒ سے اویسی نسبت تھی۔ حضرت ابو حفص یحییٰ معاذ رازی اور شفیق بلخی سے آپ کی ملاقاتیں رہی ہیں" الطبقات الصوفیہ" مؤلفہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ ہروی انصاری التوفی 480ھ میں آپ کا خصوصی تذکرہ ہے۔ پندرہ شعبان المعظم 261ھ بمطابق 864ء کو بعمر 73 سال بسطام میں وصال فرما گئے اور وہیں مرقدِ منور بنا۔(۱)

دسویں صدی عیسوی

تصوف نے بہت سے سکالرز اور صوفیہ پیدا کیے جیسا کہ امام فخر الدین رازیؒ (۹۲۵-۸۸۵)، ابن

(۱)۔ بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۲۵۳

Scanned by CamScanner

اس کے ادیبانہ اور فلسفیانہ رنگ سماجی اور معاشرتی سطح پر نظر آنے لگے۔ اس نے وسطی ایشیاء کے بہت بڑے حصے کو متاثر کیا جبکہ یہاں پر یونانیوں، عیسائیوں، Zoroastrianism، ہندوؤں، بدھ متوں اور چائنہ کی تہذیب کے اثرات بھی تھے لیکن اسلام اس دور میں ان سب پر حاوی ہو گیا۔ (۱)

گیارھویں صدی میں تصوف

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

اسم گرامی علی بن جعفر ہے۔ کنیت ابوالحسن۔ تصوف میں آپ حضرت خواجہ بایزید بسطامی کے اویسی ہیں۔ کیوں کہ آپ کی ولادت حضرت سلطان العارفین کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔ شیخ بوعلی سینا آپ کی زیارت کے لیے خرقان حاضر ہوئے 15 رمضان المبارک 425ھ بمطابق 1033ء میں خرقان میں وصال فرمایا جو کہ بسطام کے مضافات میں ایک پہاڑی علاقے کے گاؤں کا نام ہے۔ عمر پاک 73 برس پائی۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی (نفحات الانس) میں لکھتے ہیں کہ اپنے وقت کے یگانہ، غوث زمانہ، قبلہ وقت تھے۔ (۲)

تصوف میں آپ حضرت خواجہ بایزید بسطامی کے اویسی ہیں۔ کیوں کہ آپ کی ولادت حضرت سلطان العارفین کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔ رمضان المبارک 425ھ بمطابق 1033ء میں خرقان میں وصال فرمایا جو کہ بسطام کے مضافات میں ایک پہاڑی علاقے کے گاؤں کا نام ہے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ میری قبر بہت گہری کھودنا تاکہ یہ لاش میرے پیر و مرشد کی لاش سے نیچی رہے۔ عمر پاک 73 برس پائی۔ (۳)

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ

شیخ ابوسعید ابوالخیر نے ابوالحسن خرقانیؒ سے کسب فیض کیا اور ابوعبدالرحمٰن کے ہاتھوں سے خرقہ خلافت پہنا۔

---

(1). Shaykh Muhammad Hisham Kabban " Classical Islam and the Naqshbandi Sufi Tradition" . Islamic Supreme Council of America,(June 2004)p,6

(۲) جامی، عبدالرحمٰن مولانا نفحات الانس، ص ۲۷۶

(۳) بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل) مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۱۶۳

Scanned by CamScanner

اس لیے آپ کا شمار نقشبندی صوفیہ میں ہوتا ہے

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدیؒ

اسمِ گرامی فضل الدین محمد، کنیت ابوعلی اور وطن مالوف فارمد جو طوس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ جناب حضرت ابوالحسن خرقانی کے اویسی ہیں۔ بیعت آپ کی حضرت ابوالقاسم گورگانی طوسی سے بھی تھی۔ جنہوں نے آپ کو شرفِ خلافت اور دامادی سے نوازا۔ شیخ گورگانی کی وفات 450ھ بمطابق 1058ء میں ہوئی۔ ولادت آپ کی 434ھ بمطابق 1042ء میں ہوئی۔ آپ کے تلامذہ میں حجۃ الاسلام امام غزالی آپ سے بیعت تھے۔ وسطی ایشیاء میں تصوف کے ارتقاء کے حوالے سے ایک اور مشہور صوفی حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی بہت اہم ہے۔ وصال 511ھ بمطابق 1117ء میں طوس میں فرمایا اور وہیں مزارِ پرانوار بنا۔ (۱)

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ

اسمِ گرامی یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ ولادت 440ھ بمطابق 1048ء میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام ایوب تھا۔ اصل وطن ہمدان ہے شیخ ابواسحاق شیرازی سے تحصیل علوم کی۔ بیعت و خلافت آپ کی شیخ ابوعلی فارمدیؒ سے ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے خراسان، عراق، سمرقند و بخارا، بغداد اور اصفہان کے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور مروجہ علوم و فنون کے علاوہ علم حدیث کی بھی تکمیل کی۔ وصال ۲۰ رجب ۵۳۵ھ بمطابق 1140ء میں بعمر ۹۵ سال شہر مرو میں فرمایا (۱) آپ کے چار خلفاء تھے۔ ۱۔ خواجہ عبداللہ برقی، ۲ خواجہ حسن انداقی، ۳ خواجہ احمد یساوی، ۴ خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔

بارھویں صدی کے دوران والگا ارال (ترکستان) میں اسلام اور تصوف عرب تاجروں کی صورت میں پھیلا۔ لیکن تصوف بطور خاص انیسویں صدی کے اواخر میں ,Il-Khans جو کہ Halagu قبائل کے نائبین تھے انکی بدولت اسلام ترک سلطنت تک پہنچا دیا (۲)

---

(۱) بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نورالاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۲۴۳

(2). ZAKARIA, Rafic " The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics" , N.Y., Penguin, 1988, p63.

Scanned by CamScanner

اس لیے آپ کا شمار نقشبندی صوفیہ میں ہوتا ہے

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدیؒ

اسم گرامی فضل الدین محمد، کنیت ابوعلی اور وطن مالوف فارمد جو طوس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ جناب حضرت ابوالحسن خرقانی کے اویسی ہیں۔ بیعت آپ کی حضرت ابوالقاسم گورگانی طوسی سے بھی تھی۔ جنہوں نے آپ کو شرف خلافت اور دامادی سے نوازا۔ شیخ گورگانی کی وفات 50 ھ بمطابق 1058ء میں ہوئی۔ ولادت آپ کی 434ھ بمطابق 1042ء میں ہوئی۔ آپ کے تلامذہ میں حجۃ الاسلام امام غزالی آپ سے بیعت تھے۔ وسطی ایشیاء میں تصوف کے ارتقاء کے حوالے سے ایک اور مشہور صوفی حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی بہت اہم ہے۔ وصال 511ھ بمطابق 1117ء میں طوس میں فرمایا اور وہیں مزار پرانوار بنا۔ (۱)

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ

اسم گرامی یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ ولادت 440ھ بمطابق 1048ء میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام ایوب تھا۔ اصل وطن ہمدان ہے شیخ ابواسحاق شیرازی سے تحصیل علوم کی۔ بیعت وخلافت آپ کی شیخ ابوعلی فارمدیؒ سے ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے خراسان، عراق، سمرقند و بخارا، بغداد اور اصفہان کے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور مروجہ علوم وفنون کے علاوہ علم حدیث کی بھی تکمیل کی۔ وصال ۲۰ رجب ۵۳۵ھ بمطابق 1140ء میں بعمر ۹۵ سال شہر مرو میں فرمایا (۱) آپ کے چار خلفاء تھے۔ ۱۔ خواجہ عبداللہ برقی، ۲ خواجہ حسن انداقی، ۳ خواجہ احمد یساوی، ۴ خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔

بارھویں صدی کے دوران والگا ارال (ترکستان) میں اسلام اور تصوف عرب تاجروں کی صورت میں پھیلا۔ لیکن تصوف بطور خاص انیسویں صدی کے اواخر میں ,Il-Khans جو کہ Halagu قبائل کے نائبین تھے انکی بدولت اسلام ترک سلطنت تک پہنچا دیا (۲)

(۱) بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نورالاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۲۴۳

(2). ZAKARIA, Rafic " The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics" , N.Y., Penguin, 1988, p63.

Scanned by CamScanner

بارھویں صدی عیسوی

بارھویں صدی میں وسطی ایشیاء اور ترکستان کے علاقے میں اسلامی تصوف کی صحیح معنوں میں علمی تصویر پیش کرنے میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا بہت اہم کردار رہا ہے۔
تاریخی حوالہ سے وسطی ایشیاء میں تصوف نے اپنا ایک الگ اور مضبوط تشخص قائم رکھا ہے۔مختلف سلاسل اس خطے میں اسلام کی خدمت کے لیے سرگرم عمل ہوئے جن میں کبراویہ (Kubrawiya)، یساویہ (Yasawiya)، اور خواجگان نقشبندیہ شامل ہیں۔وسطی ایشیاء میں قادری سلسلہ کے صوفیاء اور معتقدین جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (1076-1166) کے پیروکار تھے جو کہ ایران کے گاؤں جیلان کے رہنے والے تھے انہوں نے اپنا اثر ورسوخ بڑھایا۔

مصنف ایک اور جگہ مشہور نقشبندی صوفی شیخ احمد یساویؒ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے

بادشاہ تیمور نے ایک حکم جاری کیا تھا کہ صوفیہ کے مقبرے بنائے جائیں مثال کے طور پر خواجہ احمد یساوی (م۱۱۶۷ء) اور انکے اوائل دور میں حضرت امیر کلالؒ (م۱۳۷۰ء) کے مقبرے شامل ہیں۔(۱)

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

نام عبدالخالق در لقب خواجہ جہاں تھا۔ والد کریم امام عبدالجلیل حضرت امام مالک کی اولاد سے تھے۔ غجداون جو مضافات بخار میں ایک بڑا شہر ہے۔ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ کی والدہ سلطانِ روم کی نسل سے تھیں۔والد ماجد عارف کامل تھے۔

آپ کے خلفاء میں خواجہ عارف ریوگری، خواجہ احمد صدیق، خواجہ اولیاء کبیر اور خواجہ سلیمان کرسنینی بہت معروف ہستیاں تھی۔

1.Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published 1999 University of South Carolina Press,ch.3,p560.

Scanned by CamScanner

آپ کا وصال ۱۲ ار بیع الاول ۵۷۵ھ بمطابق 1179ء میں غجدوان میں ہوا اور وہیں مزار پر انوار بنا۔

تیرھویں صدی میں تصوف

تیرھویں صدی عیسوی کے مشائخ جو کہ وسطی ایشیاء سے تعلق رکھتے تھے یا اس خطے میں تشریف لائے ان میں حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ جو کہ سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ

آپ کا نام عارف اور وطن مالوف بخارا سے اٹھارہ میل دور ایک گاؤں ریوگر ہے جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ یہ گاؤں غجدوان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ بیعت آپ نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے کی۔ آپ کی وفات یکم شوال ۶۱۶ھ بمطابق 1219ء میں ریوگر میں ہوئی اور وہیں مرقد پاب بنا۔ صاحب آپ کی تاریخ وفات 715ھ کو ہوئی۔(۱)

امام نجم الدین کبریٰ

کبراویہ (Kubrawiya) سلسلہ ھائے تصوف کے بانی شیخ امام نجم الدین کبریٰ (م 1221ء) تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ اپنے گاؤں کا دفاع کرتے ہوئے منگولوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس سلسلہ کے بہت سارے صوفیہ و مشائخ نے وسطی ایشیاء میں اسلام کے سیاسی اور معاشی پہلوؤں کو روشن اور قائم رکھا۔ ان میں سے ایک شیخ سیف الدین بھارزی جو کہ بخارا کے رہنے والے تھے انکا انتقال 1263ء کو ہوا۔ وہ منگولوں کے قبضہ کرنے کے بعد بھی اس خطے کی مشہور اور قابل احترام ہستیوں میں شمار ہوتے تھے۔(۲)

شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے خلفاء و مریدین کی بہت بڑی تعداد بخارا میں موجود تھی جس وقت سقوط بغداد ہوا۔ بھارزی نے بخارا شہر کو معاشی اعتبار سے مضبوط بنانے میں اور روحانی اقدار کو قائم رکھنے میں بہت اہم کردار ادا

(۱) ۔ بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نورالاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکتبہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۱۷۸

(2) . Kabbani, Shaykh Muhammad Hisham " The Naqshbandi Sufi way: history and guidebook of the saints of the Golden Chain". Kazi Publications, 1995, p 78.

Scanned by CamScanner

ہوا۔ بہارزی نے بخارا شہر کو معاشی اعتبار سے مضبوط بنانے میں اور روحانی اقدار کو قائم رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔حتیٰ کہ انہوں نے باقاعدہ چندہ اکٹھا کیا اور اس چندے سے مدارس قائم کیے۔حتیٰ کہ وہ منگول گورنر (Chingisid) کے پاس پہنچے اور خط وکتاب کے ذریعے بھی اس کے بخارا جیسے شہر پر حملہ کرنے سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔اس سلسلے کا اثر مغربی ازبکستان اور مشرقی ترکمانستان میں اس سلسلہ کا اثر ستارھویں صدی عیسوی تک رہا۔جبکہ اس دور تک سیاسی، معاشرتی، سماجی، مذہبی اور اقتصادی سطح پر اسلام کافی کمزور ہو چکا تھا۔اور اسلام کا سیاسی پہلو کافی حد تک کمزور ہو چکا تھا۔یساویہ سلسلہ ھائے تصوف کو ترک زبان اور تہذیب وثقافت سے قریب تر سمجھا جاتا ہے۔

چودھویں صدی عیسوی

اسلام مشرق اور کریمیا کی طرف مرو سے ۷۵۰ھ کے بعد پہنچا۔لق ودق صحرا میں، اور کردستان میں سلطنت عثمانیہ کے دور میں چودھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے درمیان صوفیہ کی بدولت پہنچا۔حقیقت میں وسطی ایشیاء کے شہروں میں سمرقند اور بخارا اسلامی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے مرکز بن گئے جہاں پر سیکنڑوں کی تعداد میں مدارس اور مکاتیب کھل گئے جہاں پر طلبہ واساتذہ اسلامی تعلیمات سے فیض یاب ہوتے۔بہت سارے مسلمان مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کے بعد تحصیل علم کے لیے سمرقند وبخارا کا رخ کرتے (۱)

بہت سارے مشہور اجل صوفیہ نے اپنی روحانی توجہات ومشاہدات کا مرکز اللہ تعالیٰ کو بنایا ہے۔اور وہ دنیاداری، سیاست اور جاہ وحشمت کو برا خیال کرتے تھے۔نتیجۃً خواجہ احمد یساویؒ اور انکے سلسلہ کا اثر دوسرے بالخصوص نقشبندی سلسلہ ھائے تصوف کی نسبت کم مضبوط رہا۔اسی وجہ سے یساوی سلسلہ کی شاخیں بڑی تیزی سے منظر سے غائب ہوگئیں۔اور یساوی سلسلہ کے مشائخ اور خلفاء بھی اپنا باہمی تعلق قائم نہیں کر پائے۔سوائے سولہویں صدی میں ماوراء النہر کے علاقے کے جو کہ دریائے سیر اور آمو کے نزدیک ہے۔وہاں یساوی سلسلہ کے مریدین کافی تعداد میں موجود تھے۔لیکن جب شیخ خواجہ احمد یساویؒ کا مزاج نقشبندی سلسلہ اور اس تحریک کے زیر اثر آ گیا۔یہاں تک کہ اٹھارھویں صدی میں یساوی سلسلہ وسطی ایشیاء اور

1.RASHID, Ahmed "The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?, Karachi, 1994, p8.

Scanned by CamScanner

خواجہ احمد یساویؒ

یساوی تحریک خواجہ احمد یساوی کی قیادت اور راہنمائی میں شروع کی گئی اس سلسلہ ھائے تصوف پر عمومی طور پر ترک زبان وثقافت کا اثر غالب تھا۔ اس سلسلہ کی قیادت خواجہ احمد یساوی نے کی جنکا انتقال قازقستان کے شہر ترکستان میں 1166ء کو ہوا۔ آپکی قبر پر ایک بہت بڑا گنبد اور مزار تعمیر ہونا شروع ہوا جس کی تکمیل بادشاہ تیمور کے عہد میں ہوئی (تیمور جوکہ تیمور لنگ کے نام سے بھی جانا جاتا تھا جوکہ 1370ء تا 1405ء تک زندہ رہا۔ خواجہ احمد یساویؒ کا مزار بہت مضبوط اور خوبصورت ہے۔

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ

آپ کا نام علی اور لقب عزیزان تھا چونکہ آپ اپنے نفس کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لئے عزیزان سے ملقب ہوئے۔ وطن رامتین ہے جو بخارا سے دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے بیعت اور خلافت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے تھی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر شیخ عبدالخالق غجدوانی کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس دور میں ہوتا تو حسین بن منصور حلاج کو تختہ دار پر نہ چڑھایا جاتا۔ مولانا جامیؒ لکھتے ہیں کہ آپ نے کپڑا بنانے کا پیشہ اپنایا ہوا تھا۔ آپ صاحب کمالات ومقامات بزرگ تھے کشف وکرامات بھی بے شمار ہیں مالک درجات وکمالات تھے اتفاقاتِ زمانہ سے قصبہ رامتین سے شہر یاورد میں تشریف لائے۔ اور ایک مدت تک وہاں اقامت گزیں رہے اور خلق خدا کی راہنمائی کرتے رہے جب خوارزم میں آتے تو ریاضت اور مجاہدات میں مصروف رہنے لگے۔ انہی مجاہدات وریاضات کی بدولت آپ اپنے وقت کے کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ اخلاق انتہائی اعلیٰ تھا۔ نہایت دھیمے مزاج سے بات کرتے ۔ لہجے میں تلخی نہ تھی۔ (۱)

آپکے خلفاء آپ کے صاحبزادے خواجہ، خورد، بابا سماسی، خواجہ محمد صالح بلخی، خواجہ محمد باوردی، خوارزمی، خواجہ محمد کلاہ دوز خوارزمی تھے۔ اہل خوارزآپ کو خواجہ علی یاوردی، اہل بخارا شیخ علی رامتینی اور صوفی آپ کو عزیزان کے نام نامی سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے خواجہ محمد اور خواجہ ابراہیم تھے۔ وفات ۷۱۵ھ

(1).Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published 1999 University of South Carolina Press,ch.3,p560.

Scanned by CamScanner

بمطابق 1315ء میں خوارزم میں ہوئی اور وہیں مرقد بنا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سوتیس سال تھی صاحب سفینۃ الاولیاء نے تاریخ وفات ۷۲۱ھ تحریر کی ہے۔(۱)

حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

اسم گرامی محمد لقب بابا سماس اور وطن سماس ہے جو رامتین سے ایک کوس اور بخارا سے تومیل کے فاصل سے پر یا یک گاؤں ہے۔خلافت آپ نے حضرت خواجہ عزیزان علی رامتین سے حاصل کی۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاء الدینؒ کو فرزندی کی نظر سے قبول فرمایا تھا یہ وہی ہیں کہ بار ہا ہندوان کے محل پر گزرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس زمین سے مرد کی خوشبو آتی ہے اور جلد ہی محل ہندوان محل عارفاں ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک دن حضرت امیر کلال کے مکان قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ خوشبو اور بڑھ گئی ہے شاید کہ وہ مرد پیدا ہو چکا ہے۔ جب اترے تو خواجہ بہاء الدین کی ولادت کے تین دن گزر چکے تھے بڑے صاحب کشف کرامات بزرگ تھے جذبات اور واردات الٰہیہ کے غلبہ سے اکثر وارفتگی طاری رہتی تھی۔(۱) آپ کے خلفاء میں خواجہ شمس الدین امیر کلال، حضرت محمود سماسی، خواجہ صوفی سوخاری اور مولانا علی دانشمند ہیں۔آپ کے ایک فرزند کا نام خواجہ محمود سماسی تھے جو آپ کے خلفاء میں سے تھے آپ کی وفات ۱۰ جمادالثانی ۷۵۵ھ بمطابق 1354ء موضع سماس میں ہوئی۔ جہاں آپ کا مرقد مبارک آج تک مرجع خلائق ہے۔

چودھویں صدی کے صوفیاء

مصنف قفقاز میں نقشبندیوں کے اثر ورسوخ کے بارے میں بیان کرتا ہے۔کہ اس علاقے میں اس سلسلہ ھائے تصوف کی ترویج چودھویں صدی عیسوی سے ہوئی۔اس کو نقشبندی حقانی سلسلہ تصوف بھی کہا جاتا تھا۔(۲) چودھویں صدی عیسوی کی ابتداء میں بہت سارے مسلمانوں کی تعداد خاص طور پر وسطی ایشیاء، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا میں ان صوفیاء کے ذریعے اسلام قبول کیا۔حتیٰ کہ وہ منگول جنھوں نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا تھا وہ بھی اسلام کے خادم بن گئے۔

(۱) ۔ بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نورالاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۱۸۰

1. Zeyno Baran " Understanding Sufism and its Potential Role in US Policy" Nixon Center Conference Report, March 2004,Page 21.

Scanned by CamScanner

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ

محمود نام تھا اور انجیر فغنہ میں پیدا ہوئے جو بخارا سے نو میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ گاؤں بخارا کے قبیلہ اسکنہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بیعت وخلافت آپ کی حضرت خواجہ عارف ریوگری سے تھی آپ کا وصال ۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ بمطابق 1315ء میں ہوا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے 717ھ میں وفات پائی۔ مرقد منور انجیر فغنہ میں بنا۔

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ

سیّد امیر کلال (م ۷۷۲ھ) حضرت خوجہ بہاء الدین نقشبندؒ (م ۷۹۱ھ) کے پیرو مرشد تھے۔ حضرت سید امیر کلال کی سوانح حیات پر مشتمل ایک رسالہ مولانا شہاب الدین نے ''آ گاہی سید امیر کلال'' کے نام سے لکھا ہے۔ مولانا شہاب الدین کی والدہ، سید امیر کلال کی پوتی تھیں یہ رسالہ ادبی اہمیت کے علاوہ تاریخی لحاظ سے بھی بہت اہم ہے اس رسالے سے پتہ چلتا ہے کہ امیر تیمو (م ۸۰۷ھ) اور اس کے امراء کو بھی سید امیر کلال سے عقیدت وارادت رہی ہے اور بہت سی مہمات میں سید امیر کلال، امیر تیمور کی رہنمائی بھی کرتے رہے ہیں

آپ سادات کرام سے تھے اور نسب حضرت امام موسیٰ کاظم تک منتہی ہوتا ہے آپ کی پیدائش قصبہ سوخار میں ہوئی جو بخارا سے چھ میل کے فاصل پر ہے۔ آپ کاشتکاری کیا کرتے تھے لیکن کوزہ گری میں بھی کمال حاصل تھا۔ بخارا میں اہل کوزہ گر کو کلالا کہا جاتا ہے اسے لیے امیر کلال کے لقب سے مشہور زمانہ ہوئے۔ آپ کا وصال بروز پنج شنبہ ۱۱ جمادی الآخر ۷۷۲ھ بمطابق 1370ء نماز فجر کے فقت اپنے مولد قصبہ سوخار میں ہوا اور وہیں مزار پرانوار بنا۔ (۱)

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ کے والد بزرگوار کا نام حضرت امیر حمزہؒ تھا جو صحیح النسب سیّد تھے۔ آپ موضع سوخار (سوخاری) بخارا میں رہتے تھے، جو قصبہ ساس (ساسی) سے چند فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کا پیشہ کوزہ گری تھا۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جنکے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حضرت سید امیر شاہؒ ۲۔ حضرت سید امیر شاہؒ

(۱) بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکتبہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۲۸۲

Scanned by CamScanner

۳۔حضرت سید امیر حمزہؒ ۴۔حضرت سید امیر عمرؒ

آپ کے خلفاء کی تعداد ایک سو چار مذکور ہے۔نامور خلفاء میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ(م ۱۳۸۸ء) تھے۔حضرت مولانا عارف دیگ گرانیؒ، آپ موضع دیگ گرانی کے رہنے والے تھے جو قصبہ ہزارہ کا گاؤں تھا اور بخارا سے چند فرسنگ دور تھا۔حضرت امیر کلال واشیؒ آپ کے اجلہ احباب میں سے تھے۔بخارا کے قریب گاؤں ''واش'' کے رہنے والے تھے جو یہاں سے تین فرسنگ دور ہے۔حضرت شیخ شمس الدین کلالؒ، آپ کے کبار احباب میں سے تھے۔آپ کے عقیدت مندوں میں حضرت شیخ وارزویؒ، حضرت شیخ محمد خلیفہؒ، حضرت مولانا بہاء الدین طواسیؒ، حضرت مولانا بدر الدین میدانیؒ، حضرت سلیمان کرمینیؒ، حضرت شیخ ایمن کرمینیؒ، حضرت خواجہ محمد واہکنویؒ، حضرت مولانا طاہرؒ، حضرت پہلوان محمود حلاج سمرقندیؒ تھے

حضرت امیر کلالؒ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ بیان کے بڑے بڑے احباب سے منقول ہے کہ ان کے خلفاء کی تعداد ایک سو چار تھی۔

عارف دیگ کرانیؒ، خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ، خواجہ جمال الدین دہستانیؒ، شیخ یادگارؒ، شیخ وارزویؒ، مولانا جلال الدین کبشیؒ، شیخ شمس الدین کلام، امیر برہانؒ، امیر شاہؒ، امیر حمزہؒ، امیر عمرؒ، مولانا طاہرؒ، مولانا محمد خلیفہؒ، مولانا بہاء الدین طواسیؒ، پہلوان محمود حلاج سمرقندیؒ، شیخ بدر الدین بدر میدانیؒ، خواجہ محمد واہکنویؒ، شیخ ایمن کرمینیؒ، مولانا سلیمان کرمینیؒ، مولانا حسام الدین الشاشیؒ، شیخ مبارکؒ، شیخ محمود سوزنیؒ، شیخ علی کدکیؒ، شیخ احمد خوارزمیؒ، مولانا عطاء اللہ سمرقندیؒ، مولانا مبارک کرمینیؒ، مولانا حمید کرمینیؒ، مولانا نور الدین کرمینیؒ، مولانا حسن کرمینیؒ، شیخ حسن نسفیؒ، شیخ حسام الدین نسفیؒ، شیخ علی خواجہ نسفیؒ، خواجہ محمود حمویؒ، مولانا سیف الدین کرمینیؒ، شیخ سید ساسیؒ، شیخ جلال یامائیؒ (۱)

پندرھویں صدی کے صوفیاء کرام

جب سلطنت عثمانیہ پندرھویں اور سولھویں صدی میں یورپ تک پہنچی تو سلاسلِ تصوف بھی اس کے ساتھ ساتھ یورپ تک پہنچے اور وہ عملاً اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ان صوفیاء نے پہلے پہلے زوایہ (خانقاہ) یعنی مہمان نوازی اور اچھے اخلاق کے

۱۔شہاب الدین، مولانا، آگاہی سیّد امیر کلالؒ، ترجمہ محمد نذیر رانجھا، الفتح پبلی کیشنز، راولپنڈی، ص۲

Scanned by CamScanner

کی۔یہ دو خانقاہیں سلطنت عثمانیہ کی مالی امداد اور سلسلہ نقشبندیہ کے تعاون سے مرحلہ تکمیل تک پہنچیں۔

بعد میں اس علاقے میں سلسلہ تصوف کے فروغ کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

"Later, as imperial administration became more entrenched and the Islamic religious establishment more present, tekkes were built to cater to the spiritual needs of the dervishes and local populations".(1)

حضرت سید بہاء الدین نقشبندؒ

اسم مبارک محمد بن محمد البخاری، کنیت بہاء الدین اور لقب نقشبند ہے سادات عظام میں حضرت امام حسن عسکریؓ کی اولاد مجاز سے تھے ولادت باسعادت ۴محرم ۷۱۸ھ بمطابق 1318ء میں قصرِ عارفاں میں ہوئی جو بخارا سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ قصر عارفاں آپ سے قبل قصر ہندواں کہلاتا تھا مگر آپ کے ورودِ مسعود کی وجہ سے قصرِ عارفاں کے نام سے مشہور ہوا۔(۲)

یہ تصور کیجئے کہ سلسلہ تصوف کی ہر ایک شاخ ایک ہی سلسلہ سے جڑی ہوئی ہے۔جب آپ نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے آپ کو اس سلسلہ کی تاریخ کے متعلق بتایا جاتا ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کے مشہور صوفیہ اور بانیان مثلاً حضر شاہ بہاء الدین نقشبند (م ۱۳۸۹) قصرِ عارفاں بخارا (ازبکستان) سے بارہ کلومیٹر دور جہاں پر آپ کا مزار اقدس ہے۔کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے۔اس میں اس سلسلہ کی وجہ شہرت نقشبند کے بارے میں بھی تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔آپ محرم ۷۱۸ھ میں عزیزاں علی رامتینی (م ۷۲۸ھ) کے عہد میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام زین العابدین ابن حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے اور سلسلہ طریقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منسلک ہے۔

حضرت امیر کلالؒ نے حضرت خواجہ نقشبند کی تربیت میں خصوصی توجہ فرمائی (۱) آپ ایک طرف تو حضرت

---

(1). Huseyin Abiva " A Glimpse at Sufism in the Balkans ,". Chicago, P33.

(۲) فاروقی، اقبال احمد پیرزادہ، رسائل نقشبندیہ، ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی،، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ص ٦

Scanned by CamScanner

امیر کلالؒ کے زیر تربیت تھے دوسری طرف آپ کو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کی اویسیت حاصل تھی ۔ آپ خواب میں براہ راست آپ کی مجالس فیض سے فیوض و برکات حاصل کرتے ۔ علماء بخارا آپ سے متعارف نہیں تھے مگر آہستہ آہستہ آپ کی شہرت علمی دنیا میں پہنچی ۔ مولانا حسام الدینؒ، خواجہ یوسفؒ نے علماء کرام کی ایک جماعت کو آپ کے کمالات سے آگاہ کیا۔(۱)

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نے آپ کو اپنی فرزندی میں لے لیا تھا اور پھر مزید تعلیم و تربیت کے لیے حضرت امیر کلال کے سپرد فرما دیا تھا جن سے آپ نے خلافت حاصل کی تھی ۔ کمخواب بانی کے پیشے کی وجہ سے آپ نقشبند کہلائی آپ خواجگان نقشبند کے سرخیل ہیں ۔ بخارا کے مولانا حسام الدین اصبلی اور مولانا حسام الدین شاشی بہت مشہور ہیں ۔ مولانا زین الدین ہراتی سے بھی آپ کی صحبت رہی ۔ آپ کے خلفائے کرام میں حضرت خواجہ علاء الدین عطار، حضرت خواہ محمد پارسا، حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی، حضرت مولانا یعقوب چرخی، شیخ سراج الدین پیرمستی، مولانا سیف الدین مناری بہت ممتاز بزرگان دین ہیں ۔ آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ بروز دوشنبہ بعمر ۷۳ سال ہوا۔ سن عیسوی 1388ء تھا۔

نقشبندی وجہ نسبت

آپ کے لقب نقشبند کی وجہ تسمیہ کے متعلق کئی روایت ملتی ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد مکرم کمخواب بانی کرتے تھے اور اس پر نقش نگار کرتے ۔ یوں آپ کا نام نقشبند مشہور ہو گیا۔ آپ ایک بار مولانا زین الدین ابوبکرؒ کی ملاقات کو تشریف لے گئے ۔ مولانا نے فرمایا ''حضرت ہمارے لیے بھی ایک نقش بنائیں ۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہم تو نقش لینے کے لیے آئے ہیں ۔ اس دن سے آپ کو نقشبند کہا جانے لگا''۔(۲)

(۱) جامی، عبدالرحمان، مولانا نفحات الانس، ص ۳۸۱

(۲) شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۳

Scanned by CamScanner

نقشبندی سلسلہ کی بنیاد

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے جس سلسلہ نقشبند کی بنیاد رکھی تھی وہ دوسرے سلاسلِ تصوف سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے الفاظ میں یہ سلسلہ اقرب، اسبق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اوّل، اجلّ، ارفع واکمل ہے۔(۱)

وصال

شاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اتوار، ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں سے خواجہ علاء الدین عطار، خواجہ محمد پارساؒ کے علاوہ میر سید شریف جرجانی، خواجہ علاء الدین غجدوانی، مولانا یعقوب چرخی، مولانا شیخ حنائدی، خواجہ شاہ مسافر خوارزمی، مولانا سیف الدین ساری وغیرھم جیسے اکابر صوفیہ موجود تھے

سلاسل تصوف میں نقشبندی سلسلہ کی ترویج میں خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ (1390-1318) اور اس سلسلہ کے پانچ صوفیہ نے تیرھویں صدی کے وسط میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ بخارا اور اس کے گردونواح میں یہ سلسلہ بڑی تیزی سے پھیلا اور نا صرف روحانی بلکہ بعد میں سیاسی حوالے سے بھی اس سلسلے نے وسطی ایشیاء میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ترک علاقوں تک بھی پھیل گیا۔ مصنف اس بارے میں لکھتا ہے۔

"Bukhara and its environs was one of the areas from which the ancestors of China's Muslim Hui community were forced to migrate eastwards by the Mongol conquerors in the thirteenth century".(2)

صلاح الدین بن مبارک البخاریؒ

صلاح الدین بن مبارک بخاری خواجہ علاء الدین عطار کے مرید تھے۔ خواجہ نے ان کا تعارف ۷۸۵م میں

---

(۱) ۔فاروقی، اقبال احمد پیرزادہ، رسائل نقشبندیہ، ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی،، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ص۱۰

(1).ARBERRY, A.J." Sufism: An Account of the Mystics of Islam", London, Allen & Unwin, 1950, p35.

Scanned by CamScanner

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے کروایا اور ان کی محفل میں چھوڑ دیا اس طرح انہوں نے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی صحبت سے بھی فیضان حاصل کیا تھا ان کی وفات کے بعد صلاح الدین نے ۷۹۱ھ میں اپنی معروف کتاب انیس الطالبین لکھنا شروع کی اور اس کا نام انیس الطالبین و روضۃ السالکین یا مقامات خواجہ نقشبند رکھا۔

حضرت خواجہ محمد پارسا بخاریؒ

خواجہ شمس الدین جلال الدین ابوالفتح محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری المعروف خواجہ محمد پارسا ہیں جو خواجہ بہاء الدین نقشبند (م ۷۹۱ھ) کے درجہ اوّل کے خلفاء اور سلسل نقشبندیہ کے اکابر پیشواؤں اور اعاظم صاحب تصنیف عارفوں میں سے ہوئے۔(۱)

آپ بخارا میں (۷۵۶ھ) میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ایک روایت کے مطابق آپ کا سنِ ولادت ۷۴۹ھ بتایا جاتا ہے(۱) آپ کا شجرہ نسب حافظ الدین کبیر محمد بخاری کے توسط سے حضرت عبداللہ بن حضرت جعفر طیارؓ تک جا پہنچتا ہے۔آپ جب خواجہ بہاء الدین نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انس سے ''پارسا'' کا لقب پایا۔رشحات عین الحیات کی روای کے مطابق خواجہ پارسا،خواجہ نقشبند کی صحبت پا لینے کے باوجود بابا شیخ مبارک بخاری، جو حضرت امیر حمزہ بن سید امیر کلال بخاری کے اکابر خلفاء میں سے ہیں کی مجلس میں جاتے رہے۔نیز خواجہ علاء الدین عطار (م ۸۹۲ھ) خواجہ پارساؒ نے پنی زندگی کا بیشتر حصہ بخارا ہی میں گزارا بعض فضلاء نے آپ کا مادہ تاریخ وفات ''فضل خطاب ۸۲۲ھ'' شمار کیا ہے۔(۲)

حضرت ایشاںؒ

وسطی ایشیاء میں تصوف جب پندرھویں صدی عیسوی میں پہنچا تو اس وقت کے مشہور صوفیہ میں حضرت ایشاںؒ کا نام سرفہرت ہے۔حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے ہمعصر سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ ولی کامل قطب الارشاد حضرت سید خاوند محمود المعروف حضرت ایشاںؒ اس زمانہ میں حضرت مجددؒ کے ہم نوا ہوئے اور اس الحاد کے اثرات کو

(۱)۔ خورشید حسن بخاری، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)،مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکّہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۷۰،

(۲) ۔محمد عارف اظہر، پروفیسر ایم اے، ماہنامہ نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) المکّہ پریس ۵ شارع فاطمہ جناح، اپریل ۱۹۷۹ء لاہور، ص ۷۷،

Scanned by CamScanner

زائل کرنے کے لیے بخارا سے یہاں تشریف لائے۔ حضرت ایشانؒ نے اپنے علم و معرفت کا سب سے پہلا مرکز اپنے مولد بخارا کو بنایا اور تشنگان حقیقت کو سیراب فرماتے رہے۔ یہاں علم و عرفان کی تعلیم کے بعد خطہ کشمیر کو فیض رسانی کا محور بنایا اور یہاں پر رافضیت کے طلسم کو اپنے تصرف سے توڑا اور سنت رسول ﷺ اور سنت صحابہؓ کا درس دیا۔ آپ کا اسم شریف خواجہ خاوند محمودؒ اور حضرت ایشاں لقب ہے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید میر شریف تھا۔ آپ کا شجرہ نسب خواجہ علاء الدین عطار نقشبندیؒ سے جو کہ خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند کے داماد اور خلیفہ اعظم تھے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت 971ھ میں ہوئی ایسی تاریخ نقوش لاہور نمبر نے بیان کی ہے''(۱)

آپ کی جائے پیدائش بخارا ہے۔ قرآن مجید آپ نے بارہ برس کی عمر میں حفظ فرمالیا۔ ''ہسٹری آف لاہور'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ'' آپ نے بخارا کے شاہی کالج میں تحصیل علم کیا اور سکالر بن کر نکلے

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد باطنی اور روحانی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ ملک سے طلب جستجو میں نکلے بخارا سے سمرقند تشریف لے گئے۔ شوق و جذبہ الٰہی سے حضرت خواجہ محمد اسحاق سفیدکیؒ کی خدمتِ اقدس میں حاصر ہو کر علومِ باطنی میں استفادہ و افاضہ فرمایا اور معرفت الٰہی حاصل کی۔ آپ کے مرشد کا اسم گرام محمد اسحاق دہ بیدیؒ رقم کرتے ہیں۔ مولانا لطف اللہ جن کی نسبت تین واسطوں سے قطب الاقطاب شاہ نقشبند خواجہ بہاء الدینؒ سے ہے روح مبارک سے فیض حاصل کیا اور خواجہ حاجی محمد قبادانی سے خرقہ خلافت و مشیخیت پہننے کا شرف حاصل فرمایا۔ آپ علم وفضل، زہد و تقویٰ، اتباع قرآن کریم وسنت رسول کریم ﷺ اور رفع بدعت میں یگانہ روزگار تھے۔ سمرقند ہی میں ہزاروں افراد نے آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ خود حکم بخارا شاہ زماں مرزا آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور بیعت کر کے حلقہ بگوشِ سلسلہ نقشبندیہ ہونے کا فخر حاصل کیا۔(۲)

سولھویں صدی عیسوی میں تصوف

سولھویں صدی عیسوی میں تصوف وسطی ایشیاء میں اپنے عروج و کمال پر تھا۔ ایک نئے عزم اور نئے حوصلے سے اس دور کے مشائخ نے اسلام کی سربلندی کے لیے کام کیا۔

(۱)۔محمد عارف اظہر، پروفیسر ایم اے، ماہنامہ نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) المکہ پریس ۵ شارع فاطمہ جناح، اپریل ۱۹۷۹ء لاہور، ص ۶۶،

(۲)ہسٹری آف لاہور، ص ۱۳۹

Scanned by CamScanner

امام ربانی حضرت مجدّ دالف ثانیؒ

امام ربانی حضرت مجدّ دالف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی فاروقی حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کے گھر ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء بوقت شب جمعہ شہر سرہند میں تولد ہوئے۔مولانا کمال الدین کاشمیری سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔کتب احادیث شیخ یعقوب کاشمیری سے پڑھیں۔حدیث کی سند قاضی بہلول بدخشانی سے حاصل کی اور علوم مروجہ میں یگانہ روزگار بن گئے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ سے تھی۔اسی زمانہ میں فیضی کی بے نقط تفسیر''سواطع الالہام'' کی آپ نے تصحیح کی۔تجدیدواحیائے دین کا پہلا سال تھا۔۱۰۱۳ھ بمطابق ۱۶۰۴ء میں آپ کو حضرت شاہ سکندر کیتھلی نے حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کا خرقہ مبارک پیش کیا جو حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق سے آپ کو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا۔مولانا سید زوار حسین مصنف''حضرت مجدد الف ثانی'' لکھتے ہیں کہ تجدید کے بارھویں سال ملاعبدالحکیم سیالکوٹی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تالیف''لطیف الاخبار الاخیار'' کے اختتامیہ میں لکھتے ہیں آپ کا سلسلہ ۲۸ واسطوں سے حضرت فاروق اعظمؓ تک جاملتا ہے ان کے الہامات ومبشرات بھی بکثرت ہیں مجھ کو آخری عمر میں آپ سے نسبت حاصل ہوئی اور آپ نے مجھے صفائی باطن عنایت فرمائی جو بے حدوبے شمار ہے۔نے ہمارے درمیان کوئی پردہ بشریت وحجاب باقی نہیں رہنے دیا۔(۱)

اس کے علاوہ پوری دنیا میں اس سلسلہ تصوف کی ترویج واشاعت کے حوالے سے شیخ احمد سرہندی (م ۸۲۷) کا نام قابل ذکر ہے۔تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ آپ کردستانی نقشبندی صوفی تھے جنکا مدفن دمشق میں ہے۔(۲)

وصال

۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۶۲۴ء بروز سہ شنبہ سرہند شریف میں آپ کا وصال ہوا۔

(۱)۔محمد عارف اظہر، پروفیسر ایم اے، ماہنامہ نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) المکّہ پریس ۵ شارع فاطمہ جناح، اپریل ۱۹۷۹ء لاہور، ص، ۶۸

(2).Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"ch.3,p56Published 199 University of South Carolina Press

Scanned by CamScanner

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات نے ایک عالم کو متاثر کیا، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ آپ ہی سے فیض یافتہ تھے۔ جس طرح آپ کا فکر برصغیر کی حدود وقیود سے گزر کر باہر کی دنیا میں پھیلا اسی طرح آپ سے متاثر ہونے والے مفکرین کے افکار بھی باہر کی دنیا میں پھیلے۔ یہ آپ کا اور آپ کی تعلیمات کا خاص امتیاز ہے۔ تعلیمات مجددیہ ہمہ گیر و عالم گیر ہیں۔ خصوصاً حرمین شریفین اور عرب ممالک میں یہ تعلیمات مقبول رہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند جانشین خواجہ محمد معصومؒ کی سفر حج کے دوران یمن و حجاز میں پزیرائی ہوئی۔ آپ کے نو لاکھ مرید اور سات ہزار خلفاء تھے۔ آپ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاریؒ کے ذریعے پیغام تصوف بخارا تک پھیلا۔ آپ کے چار ہزار خلفاء ہوئے۔(۱)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت خواجہ خواجگان عبدالخالق غجدوانیؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی اما عبدالجمیل ہے ان کا نسبی سلسلہ حضرت امام مالکؒ سے جاملتا ہے آپ کی والدہ محترمہ شاہان روم کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابتداءً تعلیم غجدوان میں ہی حاصل کی پھر علوم ظاہری کی تکمیل قاضی بخارا حضرت شیخ صدرالدینؒ سے کی۔ آپ ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۶ھ) کو اس دارفانی سے رخصت ہوئے (۲)

وہ محمد قاضی برھان الدین (م ۱۵۱۵ء) کو مرید کرنے کی غرض سے تاشقند سے روانہ ہوئے۔ جو کہ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے خلفاء میں سے ایک تھے۔ آ پکی شہرت عبیداللہ خان تک پہنچ گئی جس نے آپ پر انعام و اکرام اور تحائف کی بارش کر دی۔ اور بخارا میں اپنی رہائش کے نزدیک ان کے لیے ایک خانقاہ تعمیر کروائی۔ آپ آہستہ آہستہ تاجکیوں اور ازبکوں دونوں کے مرشد و رہنما بن گئے جن میں محمد سلطان جیبری (۱۵۶۳ء تا ۱۴۸۱ء) اور جانی بیگ سلطان جیسے نامور افراد بھی شامل تھے۔ جو کہ سلسلہ جیبریہ کے بانیوں میں سے تھے۔ نقشبندی امام ابوبکر احمد ابن سعد کے مزار کے متولی تھے جو کہ بخارا کے مغرب میں ایک گاؤں Sumitan کے نام سے جانا جاتا ہے۔ Janibegids نے سولہویں صدی کے وسط میں فضیلت کا یہ اعزاز حاصل کیا اور شیبانی عہد کے اختتام تک یہ قائم رکھا۔ جیسا کہ امام ابوبکر جو کہ دسویں صدی ہجری کے جیسا کہ امام ابوبکر، جو کہ دسویں صدی کے ایک مذہبی رہنما تھے اور خواجہ سعد (م ۱۵۸۹ء) جو کہ محمد سلطان جیبری کے بیٹے اور خلیفہ تھے انہوں نے خود Sumitan کے مقام پر

---

(۱)۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، مجدد دوراں (شیخ احمد سرہندیؒ)، ناشر، شیر ربانی پبلی کیشنز، سمن آباد، لاہور 2007ء، ص ۹

(۲)۔ ظہور اختر، قاضی، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۴۱۹

Scanned by CamScanner

بخارا کے کنارے پر واقع علاقے میں سلسلہ جبیریہ کی اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا۔(۱)

شیخ جلال الدین الکاسانیؒ

شیخ جلال الدین الکاسانی (م ۹۴۹ھ) سولہویں صدی عیسوی کے مشہور نقشبندی صوفی تھے جنہوں نے وسطی ایشیاء میں دوسرے نقشبندی صوفیہ کی طرح تصوف وروحانیت کو فروغ دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ان کا سلسلہ ہنر مند افراد، درمیانے درجے کے افراد، قصبوں اور دیہات تک پہنچ گیا۔ازبکستان میں شیخ احمد الکاسانی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔بعد میں بخارا میں آپ نے خانقاہ تعمیر کروائی۔جب بارق خان نے بخارا کا محاصرہ اٹھایا۔نقشبندیوں نے تیموری عہد میں بھی عوامی فلاح و بہبود اور عوام اللہ کا تعلق جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔اسی طرح اس سلسلہ نے ہندوستان میں بھی اسلام کی اشاعت میں بہت خدمات سرانجام دیں۔لیکن انہوں نے اپنے طور پر مغلیہ حکومت سے کوئی رعایت یا امداد حاصل نہیں کی۔مصنف اس بارے میں رقمطراز ہے۔

"A disciple of Muhammad Qadi(d.903/1497-98 or 921/1515 in Samarqand), a famous successor of Ahrar, Ahmad Kasani is also known as Makhdom-i Azam, Khwajagi Ahmad, and Maulana Khwajagi Ahmad b. Jala luddin. see Muhammad Ghawthi Mandawi, Gulzar-i-abrar,p.259, who gives his death date as 950/1543-44.(2)

"حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے پہلے کے نقشبندی مشائخ ملکی سیاست کے معاملات سے دور رہتے تھے اور ان کی زندگیاں مختلف امور میں صرف ہوتی تھیں۔اس سلسلہ کے مشائخ حصول معاش کے لیے جدوجہد فرماتے تھے۔حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی، گل کاری کا کسب فرماتے تھے۔رشحات میں ہے"بہ کسب گل کاری می پرداختہ اند واز آن ممر وجہ ماش می ساختہ" حضرت

---

(۱)۔محمد اقبال مجددی، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل) ص ۱۲۷، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور

(2). Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published 199 University of South Carolina Press Ch.3,p 62.

Scanned by CamScanner

خواجہ علی رامیتنی بافندگی کی صنعت فرماتے تھے اور حضرت سید امیر کلالا کوزہ گری کا کام کرتے تھے ان کے صاحبزادے حضرا میر شاہ صحرا سے نمک لا کر فروخت کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا. مشہور شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نقشبندی مشائخ میں سے تھے یہ بھی ثروت کلاں کے مالک تھے آپ کے روزمرّہ کے اخراجات سالانہ اندازہ سے ایک سو ہزار تھے (۱)

اس خطہ میں نقشبندی صوفیہ کے بانیوں میں شیخ احمد مجد وانی الکاسانی المعروف مخدوم اعظم (۱۵۴۲ء تا۱۴۶۱ء) کا نام سرفہرست ہے۔آپ کاسان سے تعلق رکھتے تھے۔آج کل کے علاقے Chust کے نزدیک شمالی فرغانہ نامی ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔جنہیں مخدومِ اعظم (۱۵۴۲ء تا۱۴۶۱ء) کہا جاتا ہے۔

The founder of one of these dynasties was Ahmad Khwajagi Kasani, also known as "Makhdum-i Azam"("The Great Master"; 1461-1542).As his nisba suggests, he hailed from Kasan, a town in northern Fergana near present-day Chust.(2)

شیخ احمد الکاسانی نے مشرقی ترکستان میں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔سمرقند میں شیخ محمد قاضی (م ۱۴۹۸ء) کے ایک مرید اور خواجہ عبیداللہ احرار کے ایک نامور خلیفہ احمد الکاسانی ہوئے ہیں جو مخدوم اعظم،خواجگی احمد اور مولانا خواجگی احمد بن جلال الدین کے نام سے جانے جاتے تھے۔محمد خواجگی مدنوی نے اپنی کتاب گلزارِ ابرار میں انکی تاریخ وفات **1543-44**ء درج کی ہے۔(۳)

خواجہ الکاسانی (مخدوم اعظم) نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ شمالی سمرقند کے دیہات **Dahbid** کے مقام پر گزارا جہاں پر ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔آپکی عظمت نقشبندی سلسلہ سے جڑی ہوئی ہے جو کہ شیخ الکاسانی نے کاشغر میں حاصل کی۔اگرچہ انہوں نے ذاتی طور پر اس علاقہ کا دورہ نہیں کیا۔انکو وہاں پر دوسری طرف ان نقشبندی صوفیہ نے بخارا میں شیخ الاسلام کی مسند پر متمکن ہوئے۔جیسا کہ سمرقند میں جو عزت اور احترام ان احراری صوفیہ و مشائخ کو ملا۔بعد میں یہ مسند انیسویں صدی میں جبریہ

---

(۱) تاریخ ایران از دور ہباستان تا پایان سدہ ہیجد ہم ترجمہ کریم کشاورز۔تہران ۱۳۴۶ء جلد دوم ص ۴۸۰)

(2).Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published 1999 University of South Carolina Press,ch.3,p68.

(۳) اقبال احمد فاروقی،رسائل نقشبندیہ،ترجمہ،مکتبہ نبویہ،گنج بخش روڈ،لاہور،ص ۸

Scanned by CamScanner

متمکن ہوئے۔خواجہ الکاسانی المعروف مخدوم اعظم نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سمرقند کے شمال Dahpid یا Dahbid نامی ایک گاؤں میں گزارا جہاں پر آج بھی ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔مصنف اس بارے میں رقمطراز ہے۔

" To return to Khawaja Kasani(Makhdum-i-Azam), he spent the greater part of his life in the village of Dahpid or Dahbid just north of Samarkand, where his tomb became the nucleus of a Shrine. His main importance lies in the Naqshbandi lodge and dynasty which this shaykh founded in Kashgar, hoever, although he himself never seems to have visited that region. Invited there by the Chaghatayid khan Abd al-Rashid Khan, Makhdum-i- Azam sent instead two of his sons as deputies, a step that was the first act in the remarkable expansion of Naqshbandi presence in Sinkiang and China herself".(1)

شیخ جلال الدین الکاسانی (م ۹۴۹ھ) سولہویں صدی عیسوی کے مشہور نقشبندی صوفی تھے جنہوں نے وسطی ایشیاء میں دوسرے نقشبندی صوفیہ کی طرح تصوف و روحانیت کو فروغ دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ان کا سلسلہ ہنرمند افراد، درمیانے درجے کے افراد، قصبوں اور دیہات تک پہنچ گیا۔ازبکستان میں شیخ احمد الکاسانی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔بعد میں بخارا میں آپ نے خانقاہ تعمیر کروائی۔جب بارق خان نے بخارا کا محاصرہ اٹھایا۔نقشبندیوں نے تیموری عہد میں بھی عوامی فلاح و بہبود اور عوام اللہ کا تعلق جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔اسی طرح اس سلسلہ نے ہندوستان میں بھی اسلام کی اشاعت میں بہت خدمات سرانجام دیں۔لیکن انہوں نے اپنے طور پر مغلیہ حکومت سے کوئی رعایت یا امداد حاصل نہیں کی۔

سولہویں صدی میں ماوراء النہر کے علاقے کے جو کہ دریائے سیر اور آمو کے نزدیک ہے۔وہاں یساوی سلسلہ کے

(1) Svat Soucek, ." A History of INNER ASIA" ,Published by Cambridge University Press,p 153.

Scanned by CamScanner

مریدین کافی تعداد میں موجود تھے۔لیکن جب شیخ خواجہ احمد یساویؒ کا مزاج نقشبندی سلسلہ اور اس تحریک کے زیر اثر آ گیا۔یہاں تک کہ اٹھارھویں صدی میں یساوی سلسلہ وسطی ایشیاء اور ترکستان کے علاقے سے کافی حد تک ختم ہو چکا تھا۔اسی سلسلہ کے معتقدین نے دوسرے شہروں میں بھی اس سلسلہ کی ترویج کے لیے کوششیں کیں شیخ سعد الدین کاشغری اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اس سلسلہ کی ہرات میں ترویج کی۔یہاں تک کہ ہرات سلسلہ نقشبندیہ کا مرکز بن گیا۔

فخر الدین علی بن حسین واعظ الکاشفیؒ

یہ سبزوار کے رہنے والے تھے۔شروع ہی سے نقشبندی سلسلے کی طرف مائل تھے چنانچہ خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے ملاقات کرنے کے لیے دو مرتبہ ہرات سے سمرقند گئے۔خواجہ عبیداللہ احرار کے مرید ہو گئے۔۹۳۹ھ میں وفات ہوئے۔(۱)

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کا تعلق بھی سلسلہ نقشبندیہ سے تھا۔مولانا جامی۔حاجی سعد الدین کاشغری کے مرید وخلیفہ تھے ب۔شواہد النبوت۔یہ کتب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کی مبسوط تاریخ ہے ۸۸۵ھ میں لکھی گئی۔

محمد برہان الدین سمرقندی عرف مولانا محمد قاضیؒ

محمد برہان الدین سمرقندی عرف مولانا محمد قاضیؒ (م ۹۲۷ھ) میں خواجہ عبیداللہ احرار کے مرید ہوئے اور ان کی خدمت میں بارہ برس تک رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا خواجہ احرار کے وصال کے بعد وہ تاشقند چلے گئے اور وہاں تاشقند کی تباہی کے وقت تک مقیم رہے۔اس کے بعد بخارا چلے گئے۔وسویوٹیوک خاندان کی دعوت پر تاشقند چلے گئے جہاں ۹۲۱ھ میں وفات پائی۔اس وقت آپ کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان تھی۔(۲)

سمرقند اور بخارا میں نقشبندیوں کا اثر و رسوخ

سمرقند اور بخارا میں نقشبندیوں کے اثر و رسوخ کے بارے میں مصنف بیان کرتا ہے

(۱) اقبال احمد فاروقی، رسائل نقشبندیہ، ترجمہ، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ص ۱۰

(۲) خورشید حسن بخاری، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل)، مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء المکہ پریس، ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، ص ۱۷۲

Scanned by CamScanner

اس خصوصی سہ جہتی تعلق کی تیسری سمت ان نقشبندی پیروں اور خوشحال لوگوں نے بخارا میں شیخ الاسلام کے منصب کو حاصل کرلیا۔ جس سے انکو عزت اور مرتبہ بھی ملا۔ جیسا کہ سمرقند میں خواجہ احرارؒ اور انکے پیشروؤں کو حاصل ہوا۔ اس منصب میں وہ کیا خاص بات تھی کہ موروثی طور پر وسطی ایشیاء میں انیسویں صدی عیسوی تک ان لوگوں نے اس کی طرف میلان اور رغبت رکھی خواجہ احرار اور انکے مریدین کے بارے میں مصنف بیان کرتا ہے

خواجہ احرارؒ اور انکے مریدوں نے سلاسلِ تصوف میں کوئی اجارہ داری قائم نہیں کی بلکہ اسلامی تصوف کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ نقشبندی صوفیہ نے سولھویں صدی میں اسلامی تصوف کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔

سترھویں صدی عیسوی کے صوفیہ

سترھویں صدی کے آغاز میں اس خطے میں دو بڑے سلاسلِ تصوف قادریہ اور Mevlevis نے تصوف کی اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ قادریہ سلسلہ کی ترویج میں ترکی سے تعلق رکھنے والے صوفی شیخ اسماعیل رومی (۱۳۶۱م) نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ 1660ء میں Prizren میں (شیخ حسن خراسانی)، Berat میں شاہ احمد تقی، Skopje میں علی سلطان تقی، سراجیو میں حاجی سنان تقی، Gasoutni میں تقی آف ویلکی بابا اور بہت سارے شہری علاقوں میں قادریہ خانقاہیں قائم ہوئیں۔ اسی طرح شیخ حسن کیامی بابا (م۱۶۹۱م) نے سلسلہ قادریہ کو اس خطے میں بہت مضبوط بنا دیا۔ اس کے علاوہ شیخ منصور جو کہ شمالی داغستان کے رہنے والے تھے، کنفا حاجی، امام شاملؒ جیسے ہستیوں نے اسلامی تصوف کو آگے بڑھایا (۱)

انیسویں صدی میں تصوف کا ارتقاء

انیسویں صدی میں والگا اورال اور شمالی قفقاز کے خطے میں صوفیہ اور سلاسل تصوف کے چیدہ چیدہ صوفیہ میں 1917ء سے پہلے ولید بن محمد الامین القرغالی (م۱۸۰۲ء) جنہوں نے فیض خان القابوح سے علم حاصل کیا۔ ولید نے کرغزیالی کی تیسری مسجد میں بطور امام و خطیب اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ اور بہت سے مشہور صوفیہ کی تربیت فرمائی جن میں عبیداللہ بن جعفر القزلوی (م۱۸۲۳ء)۔ عبیداللہ وہ پہلا صوفی تھا جسے قزلوی ایشان کے نام سے ,Kizlaw، الماث اور Praw میں پکارا گیا اور اس کے بعد ایک اور مشہور صوفی شیخ جعفر بن صالح القیاتقی al-Qulatqi جو کہ جعفر التہانی (م۱۸۶۲ء) کے نام سے مشہور

1.Zeyno Baran "Understanding Sufism and its Potential Role in US Policy" Nixon Center Conference Report, March 2004,p 14

Scanned by CamScanner

ہوئے۔خود انہوں نے انیسویں صدی میں اس خطے میں اپنا ایک الگ سلسلہ تصوف اپنے مرشد عبدالخالق البلغاری الباؔلی(م۱۸۶۲ء) کے ذریعے شروع کیا۔ان کے سب سے مشہور خلیفہ بہاء الدین Vaisov ہیں۔جو کے Vaisove تحریک کے بانی بھی تھے۔جنہوں نے استرخان میں اس سلسلہ کی ترویج کے لیے بہت کام کیا۔ان کے مریدین میں بعد میں عبدالناصر بن مرادعلی شیخ (م۱۸۷۴ء) جنہوں نے تصوف کی تعلیمات کو Astrakhan(استرخان) میں آگے بڑھایا،ان میں نجم الدین بن شیخ احمد البلغاری (م۱۸۹۵ء)اوران کے مرشد شیخ عبدالجبار بن عبدالسنان القازانی (م۱۹۰۵ء) بھی شامل ہیں۔

اسی طرح اس خطے میں تصوف کے ارتقاء کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Another major and enduring Sufi center was the village of Sterlibashevo in Ufa province. The founder of this center was Ni'matallah b. Biktimur al-Isterlibashi(1773-1844), who studied in Bukhara under Niyazquli at-Turkmani. He founded what was to become one of the most popular and ifnluential madrasas in the Volga-Ural region. His sons Harith and Harrath, studied in Bukhara under Niyazquli's son, 'Ubaydallah."(1)

جوکہ انیسویں صدی میں بہت حد تک پھیل گیا۔اس سلسلہ ھائے تصوف نے اسلام کی بقااوراس کے احیاء کے لیے بہت کام کیا۔اورخصوصاً اس صدی میں نقشبندیہ حقانیہ سلسلہ نے تصوف کووسطی ایشیاء میں قائم ودائم رکھنے میں بہت اہم کردارادا کیا ہے۔اس کے مطابق 1829ء کے اوائل میں شمالی قفقاز میں اس وقت چارامام تھے۔ان میں سے سب سے مشہورامام شامل تھے۔جنکو 1832ء میں منتخب کیا گیا تھا۔جنہوں نے روس کے خلاف مسلح جدوجہد کوایک نئی جہت دی۔اورایک کامیاب سلسلہ ھائے جہاد کی بنیادرکھی۔جیسا کہ عبدالقادر جوکہ قادری صوفی تھااس نے 1830ءتا1840ءکے درمیان مغربی افریقہ(نائجیریا

(1).Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published 1999, University of South Carolina Press,ch.3,p59.

Scanned by CamScanner

اورالجیریا) میں جہاد شروع کیا۔تصوف کے عملی اور جہادی رنگ کو بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ امام شامل کے طریقہ کار کی وجہ سے ان کے معتقدین کی بہت بڑی تعداد اسلامی شریعت پرسختی سے عمل کرنے والی تھی۔

بیسویں صدی میں تصوف

بیسویں صدی میں والگا ارال کے سب سے بڑے صوفی سلسلے میں 1917ء ولید بن محمد الامین Garghali(1802-3ء)ہوئے۔جنہوں نے فیض خاں الکابلی سے اکتساب فیض کیا۔ولید نے Qarghali میں تیسری مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔وہاں پر ان کے حلقہ اثر میں بہت معتبر شخصیات شامل ہوئیں۔بشمول عبیداللہ جعفر Garghalvi(1822-23ء)یہ پہلا شخص تھا جس نے اپنے ساتھ Garghalvi لکھوانا شروع کیا تھا۔اس کا حلقہ اثر Kizlavi کے دیہات اور بعد میں Almat اور Praw تک پہنچ گیا۔والگا ارال کی ایک اور معتبر شخصیت جعفر بن صالح Al-Qulatqi ہے جو کہ(1862ء) میں فوت ہوا۔اور جعفر(Ath-Thani کے نام سے مشہور ہوا۔اس نے اس سلسلہ کی نسبت ولید بی محمد الامین Al-Qarlghli(م1862ء) سے لیا۔اس کا مشہور مرید بہاءالدین یسیوو تھا جو کہ یساوی تحریک کے قائدین میں سے تھا لیکن اس کے بہاءالدین کے علاوہ بھی مرید تھے ان میں عبدالناصر، مرادعلی شیخ(م1874ء) جس نے سلسلہ نقشبندیہ کو کئی برس تک سیکھا اور پھر لوگوں میں اس سلسلہ کو پھیلایا۔اس کے مریدین میں ایک اور مرید نجم الدین بی شیخ احمد al-Baltayi(م1895ء) بھی تھے جو کہ ایک ولی، صاحب کرامت اور صاحب کشف بزرگ تھے۔یہاں تک کہ انہوں نے مزید اپنا سلسلہ کو بڑھایا اور اس سلسلے کو آگے بڑھانے میں شیخ عبدالجبار بی، عبدالمنان القازانی(م1905ء) تھے۔اس صوفی نے بھی اس سلسلہ کی ترویج میں بہت اہم کردار ادا کیا۔اس کے بانی نعمت اللہ بی Bi-Ktimur al-Isterlibashi(م1773-1844ء) تھے جنہوں میں بخارا میں Niyazqulis سے اکتساب فیض کیا۔انہوں نے والگا ارال کے سب سے بہترین مدرسے میں تعلیم حاصل کی۔اس کے بیٹے حارث اور حراث نے بھی بخارا میں Niyazquli's کے بیٹے عبیداللہ سے تعلیم حاصل کی۔(۱)

حافظ عمر ضیاء الدین داغستانی (۱۸۴۹ء تا ۱۹۲۰ء)

حافظ عمر ضیاء الدین داغستانی آفندی 1849ء میں داغستان کے صوبے چر کے (Cherkay) کے

(1). Dr. Mustafa, "E.S.R.C(Economic & Social Research Counil),Researsh Paper,Published on October 1998 ,p 3.

Scanned by CamScanner

گاؤں میاٹلی (Miatli) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب عبداللہ آفندی اپنے زمانے کے عالم تھے اور ایک مدرسے میں پروفیسر تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب آوار (Avar) ترکوں سے ملتا ہے۔ خاموش طبع اور انتہائی سخی تھے۔ عربی، فارسی، روسی اور ترک زبانوں کے ماہر تھے۔ امام شامل نے روسی استعمار کے خلاف جو جنگ کی آپ نے اس جنگ میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ اس کے بعد امام شامل کے بیٹے غازی محمد پاشا کی زیر قیادت آپ نے روسیوں کے خلاف (Causcasia) کے محاذ پر کئی سال تک حصہ لیا۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو آپ نے بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ استنبول میں بیس برس کی عمر میں سکونت اختیار کی اور حضرت احمد ضیاء الدین گومش خانوی (Hadrat Ahmed Ziauddin Gumush Khanewi) کی بیعت کی۔ جناب گومش خانوی نے ہی آپ کو ''ضیاء الدین'' کے لقب سے نوازا۔ آپ نے چھ ماہ کی مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد آپکو حافظ عمر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ نے 200,000 احادیث کو راویوں کے سلسلہ رواۃ کے ساتھ حفظ کیا۔ 1908ء میں آپ نے اپنی کتاب ''حدیث اربعین فی حقوق سلاطین'' (حکمرانی کے متعلق چہل احادیث) شائع کی۔ یہ کتاب خلافت اور حکمرانِ عثمانیہ کے دفاع میں لکھی تھی۔ 30 نومبر 1920ء تہتر برس کی عمر میں خانقاہ گومش خانوی میں آپکا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک سلیمانیہ مسجد (ترکی) کے قبرستان میں واقع ہے۔(۱)

انیسویں صدی میں روسی استعماریت کے خلاف انکی بے مثال جدوجہد ایک عظیم مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ نقشبندی صوفیہ نے شمالی قفقاز، داغستان اور فرغانہ وادی میں اسلامی تشخص کے بقا اور اس کی اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ وسطی ایشیاء کے علاوہ نقشبندی صوفیہ نے اپنا پیغام ترکی، افغانستان اور کردستان وغیرہ تک بھی بڑے احسن طریقے سے پہنچایا۔ داغستان میں تصوف نقشبندی صوفیہ کے مشہور صوفی سلسلے خالدیہ نقشبندیہ کی شکل میں عراق سے شیخ خالد البغدادی کی وجہ سے پہنچا۔ جہاں پر یہ سات نسلوں تک رہا اور آخر کار یہ مشرق وسطیٰ اور دمشق میں شیخ شرف الدین الداغستانی اور اس کے خلیفہ سلطان الولویہ شیخ عبداللہ الفیض الداغستانی اور پھر سائپرس میں انکے خلفاء نقشبندی حقانی، شیخ السید سلطان شاہ محمد نظام الدین حقانی القبرصی کے ذریعے پہنچا۔ مغربی اقوام اور دور دراز مشرقی علاقوں میں تصوف شیخ نظام کے چھوٹے صاحبزادے اور داماد شیخ

(۱)۔ اختر، اقبال احمد ڈاکٹر، (مرتبہ) جہانِ امام ربانی، مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ، اقلیم ششم، امامِ ربانی فاؤنڈیشن، کراچی 2005ء، ص ۱۳۸

Scanned by CamScanner

السید شیخ ہاشم قابانی اور انکے بھائی شیخ السید محمد عدنان قابانی اور اسی طرح دو اور شیوخ شیخ السید محمد عبدالکریم (نیو یارک، امریکہ) اور سید احمد امیر الدین البجیلانی الحسینی الحقانی الخواجگانی النقشبندی (ٹورنٹو، کینیڈا اور حیدر آباد انڈیا) میں ہے۔

نقشبندی مشائخ

وسطی ایشیاء کے چند مشہور نقشبندی صوفیہ کے بارے میں مصنف لکھتا ہے

فقیر محمد چوراہی، نور محمد چوراہی، شیخ جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی، شیخ علاء الدین صدیقی، مولانا امیر محمد اکرم اعوان، خواجہ میر درد، امام شامل، مولانا جامیؒ، شیخ ذوالفقار احمد، شیخ نظام القبرصی، عبداللہ فیضی الداغستانی، شیخ محمد ہاشم قابانی، پروفیسر صبغت اللہ مجددی، حاجی صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار، عبداللہ عیسیٰ نائیل دوغان، ایرانہ تاودیدیہ، ادریس شاہ، عمر علی شاہ، حضرت مولانا خالد بغدادی، حضرت مجدد عبدالوہاب صدیقی، شیخ فیض لاقطاب صدیقی، سید عبداللہ شاہ نقشبندی، محمد امین کفتارو، خالد البغدادی، ترگت اوزال، محمد زاہد کوتکو (ترکی میں نقشبندی صوفیہ میں سے ایک مشہور صوفی)، آفاق خواجہ، شاہد محمود خان محمدی سیفی شامل ہیں۔

اس خطے خصوصاً بلکان میں تصوف نے دوسرے دور میں جو زور پکڑا وہ پہلے دور کے فوری بعد ہی شروع ہو گیا۔ اس بارے میں مصنف یوں لکھتا ہے۔

" In the late 19th century the Khalidi branch that was established by Khalid al-Baghdadi made its way into central Bosnia as well as parts of Kosova and Macedonia. Here too does this branch continue to function (though to a very limited extent presently in Kosova and Macedonia)".(1)

انیسویں صدی میں سلسلہ قادریہ نے سلطنتِ عثمانیہ کے پورے دور میں اس خطے میں بہت لگن اور محنت سے اسلامی تصوف کی ترویج کی۔ دو قابلِ ذکر قادری صوفی جنہوں نے سلسلہ تصوف کی ترویج میں بہت اہم کردار ادا کیا ان میں

(1).RASHID, Ahmed "The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?", Karachi, OUP, 1994, p10.

Scanned by CamScanner

Muhammad Sezi اور حاجی قادری جو کہ البانیہ سے تعلق رکھتے تھے اور ترکی سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کر کے آئے تھے۔ حاجی قادری (م ۱۹۳۶) نے مشہور ترک قادری صوفی شیخ امین ترتوسی سے سند خلافت حاصل کیا۔

قفقاز میں تصوف کا ارتقاء اور اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے۔ پہلا قفقاز میں (آذربائیجان کے شمالی علاقے کے علاوہ) جس میں اسلامی تاریخ کے عظیم صوفی فلسفی امام غزالی نے بڑی کامیابی کے ساتھ رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

1866ء میں قفقاز میں روسی تسلط کے بعد اور مقامی مسلمان آبادی کو بڑی بے دردی سے کچلنے کے بعد شمالی قفقاز کے علاقے میں نقشبندیوں کی بجائے قادری سلسلہ ہائے تصوف کو پزیرائی ملی۔ اس دور کے مشائخ میں Eliskhan-Yurt, شیخ کنفا حاجی کے نام قابل ذکر ہیں جنھوں نے قادری سلسلہ کی ترویج کی۔ کنفا حاجی 1830ء میں چیچنیا کے ایک غریب خاندان uzden جلکوکشی (Kishi) بھی کہا جاتا ہے پیدا ہوا۔ ابھی وہ چھوٹا ہی تھا جب اس کا خاندان Eliskhan-yurt, کی طرف ہجرت کر گیا جہاں کنفا حاجی نے عربی اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ 9-1848ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں اس نے اپنے والد کی معیت میں پہلا حج کیا۔ اس سفر کے دوران اس نے قادری سلسلہ میں بیعت کی اور حج سے واپسی پر اس نے اس سلسلہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے کام کرنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ سلسلہ کی نسبت تھوڑا سا مختلف تھا۔ تزکیہ نفس اور مذہبی لگاؤ کے پیش نظر کنفا حاجی نے دنیاوی، سیاسی معاملات اور بالخصوص جنگی معاملات سے بالکل لاتعلقی ظاہر کر دی تھی۔ اسی دوران اس نے ذکر بالجہر کا ایک نیا طریقہ متعارف کروایا جس میں سماع کا عنصر پایا جاتا تھا۔ بہت سارے نقشبندی مریدین اور خلفاء نے کنفا حاجی کی بیعت قبول کی اور سلسلہ قادریہ میں شامل ہو گئے۔ (۱)

وسطی ایشیاء میں جہاں دوسرے سلاسل تصوف نے اسلام کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کیا جن میں چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ شامل ہیں وہاں پر سلسلہ قادریہ کے مشائخ وصوفیہ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ مصنف اس بارے میں رقمطراز ہے۔

"Generally the sufis in Central Asia represented the voices of the sedentary middle and lower classes; sufi economic interests therefore centered on the oasis populations-all of which contributed

1. Anna Zelkina " In Quest for God And Freedom" C. Hurst & Co Publishers,2000,page 40.

Scanned by CamScanner

to the ultimate collapse of the nomadic hegemony in Central Asia. Later, Timur(d.807/1405), the "founding ruler" of the Timurids, ordered the building of a spectacular tomb complex for the sufi Ahmad Yasawi(d.562/1166-67) and in his earlier years honored one of Baha uddin Naqshband's sufi guides, Amir Kulal(d.772/1370). next to whom the Timurid ruler chose to be burried. (1)

داؤد خان قاری اور تیکوف

داؤد خان قاری اور تیکووف (Namangan) میں 1980ء اور 90ء کی دہائی میں بہت مشہور ہوئے جب (Namangan) میں سیکولر سوچ پر پابندی تھی۔ ان کے عہد کے بارے میں مکمل تحقیق اور بحث کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ 1931ء میں (Namangan) میں پیدا ہوئے۔ انکے والد Ortiq-Khan کو 1937ء میں قتل کر دیا گیا۔ کم سن داؤد کی پرورش انکے دادا Eshon Knan Tura, نے کی جو کہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے پوتے کو صوفیاء کی ریاضات و عبادات (ذکر، سماع اور ذکر بالجہر) وغیرہ سے کروائی۔

ایک اور سلسلہ جس کے معتقدین وسطی ایشیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سلسلہ قلندریہ کہلاتا ہے۔ اس کو پھرتے ہوئے درویشوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگرچہ یہ سلسلہ دوسرے سلاسل کی نسبت اتنا مشہور نہیں ہوتا لیکن اس کے پیروکار اس خطے میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس خطے میں کچھ ایسے صوفیہ بھی تھے جو کہ خود آگاہی پر یقین رکھتے تھے اور انہوں نے باقاعدہ کسی سلسلے کی بیعت نہیں کی۔ لیکن انہوں نے تزکیہ نفس کے بعد الوہی پیغام اور معرفت کو عوام

(1). Martha Brill Ollcot "Carnegie PAPERS Sufism in Central Asia: A Force for Moderation or a Cause Politicization?Russian and Eurasian Program Number 84 May 2007,Washingtun Dc p 66.

(2).Centre for East-West Cultural and Economic Studies CEWCES Research Papers , Bond University Year 1996,Page 15.

Scanned by CamScanner

تک پہنچایا اور یوں لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔

سلسلہ حقانیہ

بیسویں صدی میں شیخ ناظم حقانی (پ 1922ء) نقشبندی حقانی سلسلہ ہائے تصوف کے پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔آپ نے روحانی تعلیم ترکی میں حاصل کی بعد میں کچھ عرصہ دمشق کے مشائخ کی صحبت میں بھی رہے۔انہوں نے شیخ عبداللہ داغستانی (م 1973ء) سے روحانیت میں اکتسابِ فیض کیا۔سائپرس میں آپ کو بھیجا گیا تاکہ عوام میں اسلامی تعلیمات اور اس کے کے روحانی پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔اس کے بعد آپ شام چلے گئے۔نقشبندی حقانی سلسلہ ہائے تصوف 1950ء کی دہائی سے مشہور ہوا۔شیخ ناظم حقانی نے مختلف ممالک کے تبلیغی دورے کیے۔

1973ء میں یہ سلسلہ بہت زیادہ شہرت حاصل کر گیا۔لندن میں آپ کے عقیدت مندوں نے روحانی تعلیمات اور محافلِ ذکر واذکار کے لیے ایک عظیم الشان اسلامی سنٹر قائم کیا ہے۔1980ء کی دہائی میں حقانی سلسلہء تصوف یہ دعویٰ کرتا تھا کہ پاکستان اور سری لنکا میں تقریباً بیس ہزار مریدین ہیں اور اس کے علاوہ پورے ایشیاء میں پھیل چکے ہیں۔سلسلہ کے ترجمان کے مطابق شیخ ناظم الدین حقانی نے امریکی ریاستوں اور کینیڈا کا دورہ پہلی مرتبہ 1991ء میں کیا اور دورہ کے نتیجہ میں تقریباً 10,000 افراد اس سلسلہ ہائے تصوف سے وابستہ ہوئے۔اسی سال شیخ ہاشم قابانی جو کہ شیخ ناظم الدین حقانی کے داماد ہیں اور خلیفہ بھی ہیں انہوں نے امریکہ کی مشرقی ریاستوں میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے بہت اہم کام کیا ہے۔امریکہ شمالی مشی گن اور شمالی کیرولینیا میں شیخ ہاشم کے زیرِ اثر تقریباً 23 کے قریب مساجد ہیں جہاں پر اسلام اور روحانیت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔(۱)

---

1. International Institute (ISIM) for the study of islam in the modern world,Newsletter 4,December 1999,The Netherlands,,page14.

Scanned by CamScanner

خلاصۃ الباب

اسلام کے ابتدائی دور میں اس خطے میں داخل ہونے والا تصوف اس خطے کے لوگوں کے لیے ایک نعمت ثابت ہوا۔ کفر والحاد کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی اس خطے کی عوام کے لیے یہ مشائخِ تصوف تازہ ہوا کا جھونکا بن کر آئے۔ ان مشائخِ تصوف نے اپنے کردار، بلند ہمتی اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت اس خطے کی عوام کے دل موہ لیے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلام کی ایسی تصویر پیش کی کہ جس پر ساری امتِ مسلمہ نازاں ہے۔ خانقاہوں کو آباد کیا اور جب خانقاہوں سے نکل کر کفر و طاغوت کو للکارنے کا موقع آیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر رسمِ شبیری ادا کی اور باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق کی آواز کو بلند کیا۔ تمام سلاسلِ طریقت کے مشائخ نے اس خطے میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ سلسلہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، مجددیہ، رضویہ، حقانیہ، اویسیہ وغیرھم ان سلاسل کے مشائخ نے اپنی ذات کی نفی کر کے امت کے وسیع تر مفاد کے لیے اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا فریضہ جاری رکھا۔

Scanned by CamScanner

باب سوم

اشتراکی انقلاب کے بعد اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے مشائخِ تصوف کی کاوشیں

Scanned by CamScanner

فصل اول

اشتراکی انقلاب اور اس کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ

فصل دوم

اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ کی سیاسی اور مسلح جدو جہد

فصل سوم

اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ کی علمی ،فکری اخلاقی

وروحانی جدو جہد

Scanned by CamScanner

فصل اول

اشتراکی انقلاب

اشتراکیت (کمیونزم) لاطینی زبان کے لفظ ''کمیونس'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشترک کے ہیں۔ کمیونزم کو اردو میں اشتمالیت اور عربی میں اشرعیہ کہتے ہیں۔

فیروز اللغات میں اشتمالیت کا مطلب برابر ہونا، مساوی ہونا اور مشترک ہونا ہے۔

اردو انسائیکلو پیڈیا میں کمیونزم کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

''ایک انقلابی تحریک جس کی اساس مشہور فلسفی MARX کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں باقاعدہ اور منظم اشتمالی جامعیت وجود میں آ ہی جو مارکسی نظریات کی مبلغ تھی۔ اشتمالی فلسفہ حیات نجی ملکیت اور طبقاتی امتیازات کے خلاف تھا اور تمام دولت و پیداواری مسائل کو ریاست کے قبضہ و تصرف میں دینے کا حامی ہے۔(۱)

ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

" Communism is a term that have several meanings. It can be a form of government, an economic system, a revolutionary movement a way of life, or a goal, or ideal communism also a set of ideas about how and why history moves, and what direction it is headed".

مندرجہ بالا تعریفات سے جو مفہوم نکلتا ہے اس کے مطابق کمیونزم سے مراد ایک ایسا معاشرہ یا نظام جس میں زمین، فیکٹریاں اور مشترکہ وسائل جو کہ حاصل ہوتے ہوں یا زمین سے نکلتے ہوں وہ مشترک ملکیت ہیں۔ لوگ مشترکہ طور پر یہ کام کرتے ہیں۔ ہر شخص کی قابلیت کے مطابق کام لیا جاتا ہے اور اسے اس کی ضروریات کے مطابق دیا جاتا ہے۔(۲)

---

(۱) اردو انسائیکلو پیڈیا، ص ۱۲۹

(۲)۔ نبیل ملک، مسئلہ چیچنیا، ماضی، حال اور مستقبل، تحقیقی مقالہ برائے ایم۔ اے علوم اسلامیہ، ۲۰۰۰ء ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص ۲۸

Scanned by CamScanner

روس میں کمیونزم

روس میں کمیونزم کے پیروؤں کی پہلی جماعت 1882ء میں قائم ہوئی یہ گروہ Emanicipation of Labour کے نام سے مشہور ہوا۔یعنی مزدوروں کو سرمایہ دارانہ نظام سے نجات دلانے والا گروہ۔اس گروہ نے کارل مارکس اور انجلز کی تصانیف کا ترجمہ کیا اور ان تراجم کی خفیہ طور پر اشاعت کی۔1895ء میں Lanno (لینن) نے سینٹ پیٹرز برگ میں مارکسی کارکنوں کو مجتمع کر کے ایک مجلس بنائی جس کا نام جدو جہد کرنے والی مجلس "Leage of struggle forth Emanicipation of working Class" یعنی طبقہ عمال کی نجات و خلاصی کے لئے جدو جہد کرنے والی مجلس۔3 جنوری 1905ء کو سینٹ پیٹرز برگ کے ایک بڑے کارخانے کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔اس ہڑتال کا بہت زیادہ اثر ہوااور تمام شہروں کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی اور ساتھ ہی سیاسی نظام کی اصلاح، مزدوروں اور کسانوں کی فلاح کے لئے ایک ارضی نامہ زار روس کو روانہ کیا۔9 جنوری کی صبح کو مزدوروں کا ایک عظیم الشان جلوس زار کے محل کے سامنے جمع ہوا۔زار نکولس نے مجمع پر گولی چلا دینے کا حکم دیا۔دو ہزار مزدور مارے گئے۔اس قتل عام نے ہر طرف غیض و غضب کی آگ بھڑکا دی۔ہر طرف ہڑتالیں شروع ہو گئیں۔کسانوں نے زمینیں ضبط کر لیں اور ان کے محلات کو آگ لگا دی۔1905ء میں روس اور جاپان کی جنگ میں روس کو پے در پے شکستوں کا سامنا ہوا۔مختلف محاذوں پر شکستوں سے روسی عوام کو اندازہ ہو گیا کہ زار روس کی حکومت کھوکھلی ہو چکی ہے۔کسانوں اور مزدوروں کی بغاوت اور جنگ میں پے در پے شکستوں کے باعث زار روس نے گھبرا کر ایک قرارداد منظور کی جس میں روسی عوام کو تحریر و تقریر کی آزادی کے ساتھ مجلسِ قانون ساز کی منظوری بھی دے دی۔جسے ''ڈیوما'' کا نام دیا گیا۔جس کی رکنیت کے لئے انتخابات کا طریقہ متعین کیا گیا۔(۱)

کمیونسٹ انقلاب کی بنیاد

1904ء میں روس کو جاپان کے ساتھ جنگ میں شکست ہوئی۔اس شکست کے فوری بعد وسطی ایشیاء سمیت روس کے مختلف مقبوضات کے اندر آزادی کی تحریکوں نے زور پکڑ لیا۔1914ء میں پہلی جنگِ عظیم جس میں روس کا

(۱)۔نبیل ملک،مسئلہ چیچنیا،ماضی،حال اور مستقبل،تحقیقی مقالہ برائے ایم۔اے علوم اسلامیہ،۲۰۰۰ءادارہ علوم اسلامیہ،جامعہ پنجاب لاہور،ص ۲۸

Scanned by CamScanner

ملوث ہونا، اس کے لئے بہت بڑی تباہی کا باعث بنا۔ 1915ء کے موسمِ خزاں تک دس لاکھ روسی باشندے جنگ میں مارے جا چکے تھے۔ 1917ء میں ولادی میر لینن کی قیادت میں کیمونسٹ انقلاب برپا ہوا۔ زار نکولس اور اس کے تمام افرادِ خانہ کو قتل کر دیا گیا۔ 1922ء میں یونین آف دی سوویت سوشلسٹ ریپبلکس (USSR) کا قیام عمل میں آیا، پہلی کیمونسٹ روسی حکومت وجود میں آئی۔ روسیوں کی زیرِ قیادت یہ سوشلسٹ سلطنت 8 دسمبر 1991ء تک قائم رہی۔ اس کے کل رقبے کا 76 فیصد علاقہ روسی تھا اور آبادی کے 52 فیصد افراد روسی نسل پر مشتمل تھے۔(۱)

18 فروری 1917ء میں پیٹرو گراڈ کے ایک کارخانے میں ہڑتال ہوئی۔ 20 فروری کو تمام بڑے کارخانوں میں ہڑتال ہوئی۔ 20 فروری کو تمام بڑے کارخانوں نے ہڑتال کر دی۔ 23 فروری کو لوگ جمع ہو کر بھوک و جنگ اور زار روس کی حکومت کے خلاف مظاہرہ کرنے لگے۔ 24 فروری کو ہڑتالیوں کی تعداد دو لاکھ ہو گئی۔ 27 فروری کو مسلح افواج نے مزدوروں پر گولی چلانے سے صاف انکار کر دیا۔ سپاہیوں اور نے مل کر زارِ روس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔

کمیونسٹ پارٹی کا قیام

روس میں اقتدار پر قبضہ کے لیے رسہ کشی شروع ہوگئی۔ اقتدار جمہوری پارٹی کے اعتدال پسند گروہ کے ہاتھ آیا۔ کیونکہ لینن اور سٹالن ملک میں نہ تھے۔ 13 اپریل کو لینن روس واپس آیا اور عارضی حکومت کی دی گئی آزادیوں سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے اپنی پارٹی کا نام معاشرتی جمہورئین کی بجائے ''کیمونسٹ پارٹی'' رکھا۔ 18 اپریل کو حکومت نے جنگ جاری رکھنے کا اعلان کیا تو کیمونسٹ پارٹی نے حکومت کی اس پالیسی کے خلاف مظاہر شروع کر دیئے۔ 22 اور 23 اپریل 1917ء کے مظاہرے میں ایک لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔ جنرل کارنیلو نے محاذ جنگ سے واپسی پر انقلابی تحریک کو کچلنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔(۲) 25 اگست 1917ء کو کارنیلو نے پڑوگراڈ میں کیمونسٹ پارٹی کی طاقت اور انقلاب کو ختم کرنے کے لئے اپنی فوج کو حرکت دی۔ کیمونسٹ پارٹی نے بھی مزدورون کو ہتھیار بند کرنا شروع کر دیا۔ پڑوگراڈ کے چاروں طرف خندقیں کھودی جانا شروع ہوگئی۔ ریل کے تمام راستے بند ہو گئے۔ اشیائے

(۱) عطاء الرحمٰن، سوویت یونین کا زوال نظریہ، عمل، ردِعمل، ص ۲۳۷

(۲) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات)، جنگ پبلشرز، ص ۲۰

Scanned by CamScanner

صرف ملنا مشکل ہوگئی۔ کسان بددل ہو گئے تو لینن نے کمیونزم کے بنیادی اصولوں میں ترمیم کر دی اور 1920ء میں جدید معاشی پالیسی اختیار کی بنیادی اصولوں میں تبدیلیاں کر دی گئیں۔ آخر کار تحریر و تقریر کی آزادی اور مارکیٹ اکانومی کے نفاذ کے شور نے کمیونزم کی اور سوویت یونین کی بساط لپیٹ دی۔

ریکس۔ اے وپڈا اپنی کتاب میں انقلاب روس کے بارے میں لکھتا ہے۔

" The Russian Revolution of 1917 was a series of concurrent and over lapping revolutions: the popular revolt against the old regime; the workers' revolution agianst the hadrships of the old industrial and social order; the revolt of the soldiers against the old system of military service and then against the war itself; the peasants' revolution for land and educated cociety for civil rights and a constitutioinal parlimentary sysytem; the revolution of the non-Russian natiolalities for rights and self-determination; the revolt of most of the population against the war and its seemingly endless slaughter ".(1)

روس میں شہنشاہیت کا تختہ الٹ تو ان کے ساتھ بظاہر وہ نظام بھی تہ و بالا ہو گیا جسے روسی قوم نے تقریباً ایک ہزار برس میں پروان چڑھایا اور زارانِ روس جس کے بہترین نمائندے تھے۔ روس کے نئے حکمرانوں نے بظاہر پرانے نظام کو ادھیڑ ڈالا، پرانے دستوری اور معاشی و معاشرتی ادارے تباہ کر دیے، افکار و تصورات کی ایک نئی دنیا خوشنما اصطلاحات کے ساتھ وجود میں آ گئی اور ایک نیا نظام قائم ہو گیا۔ اس انقلاب نے بظاہر اس قوم کی پرانی زندگی کی بساط لپیٹ دی لیکن درحقیقت اس کی نفسیات، اس کے مزاج، اس کی سوچوں اور عزائم میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ اس کے اندر جو نئے حکمران ابھرے ان کے چہرے اور جو نظام انہوں نے قائم کیا اس کی ہیئت بے شک نئی تھی لیکن

(1) .Rex A .Wade" The Russian Revolution, 1917" , Cambridge University Press 2005,P269.

Scanned by CamScanner

روح، مزاج اور عزائم زاروں ہی کی طرح سامراجی تھے۔ زارانِ روس دنیا پر بازنطینی عیسائیت کے نام پر چھا جانے کے اقدامات کرتے رہے تھے، یہی ان کی زندگی کا مقصد اور سلطنت کا ہدف تھا۔ ان کی داخلی اور خارجہ پالیسیاں اسی ایک محور پر گردکرتی تھیں اب بازنطینی عیسائیت کی جگہ کیمونزم نے لے لی جو روسی فلسفی نکولائی بردیایف Nikolay Berdvav کے بقول روس کے تصورِ مسیح موعود کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

سوویت نظام اپنی فریب کن سوشلسٹ اصطلاحات، دلکش نعروں، تعمیر و ترقی کے دلآویز گیتوں اور خوبصورت پروپیگنڈے کے باوصف غلامی کے اس نظام سے کہیں زیادہ گھناؤنا ہے کہ وہ نظام افراد تک محدود تھا، یہ اجتماعی غلامی کا نظام ہے۔ ایک بار کوئی قوم اس کے چنگل میں گرفتار ہو جاتی ہے تو اس سے بچ کر نکل بھاگنے کا کوئی راستہ اس کے آگے نہیں رہتا۔ مسلمان اسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔(۱)

روسی استبداد کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ اور مسلمانوں کو درپیش مشکلات

اشتراکی انقلاب سے قبل بھی مسلمان کے ساتھ زار شاہی دور میں کوئی اچھا سلوک نہیں ہوا۔ تمام طاغوتی طاقتیں ان کے خلاف تھیں اور انہوں نے سامراجی ہتھکنڈوں کی بدولت جبر و استبداد کا ہر حربہ مسلمانوں کے خلاف آزمایا لیکن وہ اسلام کو کلیتاً اس خطے سے ختم نہیں کر سکے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کسی نہ کسی شکل میں اس خطے میں موجود رہی گو کہ اس اسلامی تشخص کی بحالی میں اسلام کے پلیٹ فارم پر بہت سارے علماء، دانشور، مذہبی اسکالرز اور عامۃ الناس کی بہت بڑی تعداد موجود تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس اسلامی تشخص کی بحالی میں مشائخ تصوف کا کردار سب سے اہم رہا ہے کیونکہ جبر و استبداد کے اس دور میں جب مسلمانوں پر ہر طرح کی پابندیاں لگا دی گئیں۔ آزادیء رائے تک چھین لی گئی۔ مسلمان ہونے کا اظہار تو درکنار اس کے خفیہ رکھنے کا بھی جب کبھی معلوم ہو جاتا تو اس کو نشانِ عبرت بنا دیا جاتا۔ اس خطے کے مسلمانوں کے لیے اشتراکی انقلاب کے بعد کے یہ 70 برس انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ ایک طرف روس اس خطے کے اطراف میں توسیع پسندانہ عزائم کے ساتھ شب خون مارنے میں مصروف تھا دوسری طرف اس کی نگاہ ان چھوٹی مسلمان ریاستوں کے قدرتی وسائل اور ان سے حاصل ہونے والے تجارتی محاصل پر تھی۔

---

(۱) شاہ پوری، آباد، مسلم امہ سوویٹ روس میں، ص ۲۶۳

Scanned by CamScanner

ایسے میں زار شاہی دور کی نسبت اشتراکی انقلاب ایک امید کی کرن کی صورت نظر آیا کہ شاید اب مسلمانوں پر ہونے والے ان مظالم میں کمی آئے گی جو کہ وہ خاصے عرصے سے سہتے آرہے تھے۔ لیکن سیاسی حوالے سے کمزور ہونے کی وجہ سے وہ اس قابل نہ رہے تھے کہ روسی استبداد کا مسلح جدوجہد کے ذریعے مقابلہ کر سکتے۔

اشتراکی انقلاب بھی فریب نظر ثابت ہوا اور مسلمانوں نے یہ جان لیا کہ اس خطے میں اگر اسلامی تشخص کی بحالی مقصود ہے تو انہیں متحد ہو کر مصلحت انگیزی کے ساتھ اپنے دین اور شعائر اسلامیہ کو بچانے کی خاطر سیاسی منظر نامے سے ہٹ کر زیر زمین رہ کر اسلام کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ لہذا انہوں نے مصائب سے پر اس دور پر آشوب میں اپنے مذہب، تشخص، اقدار، روحانیت کی شمع فروزاں رکھی۔ اس کے لیے انہوں نے علمی، فکری، نظریاتی، اخلاقی، ادبی، اعتقادی سطح پر کفر و الحاد کے جبر و استبداد کا مقابلہ کیا اور روحانی حوالے سے مشائخ نے اس خطے کے مسلمانوں میں نور ایمان کے جوہر کو قائم رکھا۔ (۱)

روس کی وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مداخلت

سولہویں صدی کے وسط میں قازان فتح کرنے کے بعد روسی آگے بڑھتے رہے اور 1900ء میں انہوں نے پامیر آ کر دم لیا۔ پہلے پہل تو احساس یہ ہوا تھا کہ روسی اپنے پیش روؤں سے بہتر ہوں گے۔ وہ اہل کتاب تھے لیکن انہوں نے وسط ایشیا کے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سولہویں اور بیسیوں صدی عیسوی کے درمیان انہوں نے مسلمانوں کے مزید علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ روس نے وہ تمام طریقے اپنائے جو منگول فاتحوں نے آزمائے تھے۔ بلکہ وہ ان سے زیادہ ظالم اور جابر نکلے۔

دراصل روسی استعمار نے اٹھارویں صدی کے آخر ہی سے وسطی ایشیاء کے ان علاقوں کو جنہیں ترکستان کہا جاتا تھا اور وہاں اہم زرعی اجناس مثلاً کپاس، گندم، ریشم، کھالیں، پھلوں وغیرہ کی بہتات تھی روس میں ضم کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ کیونکہ یورپ کے دوسرا استعماری ممالک کی طرح وہ بھی اپنے مقبوضات میں وسعت پیدا کر کے اپنے ملک کو مالدار بنانے کا خواہش مند تھا۔ برطانیہ، ہالینڈ، پرتگال اور فرانس نے تو سترہویں صدی عیسوی سے ہی تجارت کے بہانے مقبوضات کی تلاش شروع کر دی تھی تا کہ اپنے مال ک فروخت کے لئے منڈیاں تلاش کی جاسکیں۔ تاجروں

(۱) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۳۱

Scanned by CamScanner

کی شکل میں آنے والے لوگوں نے جب دیکھا کہ افریقہ اور ایشیاء میں تجارت کے ساتھ ساتھ یہاں کی حکومتوں کو بھی زیر کیا جاسکتا ہے تو انہیں نوآبادیاتی نظام میں زیادہ فائدہ نظر آیا۔(۱)

زارِ روس کے مظالم

رقبہ کے لحاظ سے زارِ روس کی سلطنت کا ایک تہائی حصہ مسلم اکثریت پر مشتمل تھی۔ چنانچہ زارِ روس کی سلطنت بھی مسلمانوں کے وجود سے ہمیشہ خوفزدہ رہی اور اس ڈر اور خوف کو دور کرنے کے لئے اس نے مسلمانوں کو ختم کرنے کی پالیسی پر سختی سے عمل کیا۔ روسی حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ ناروا اور ظالمانہ سلوک شروع کیا۔ ان کی مساجد شہید کی گئیں۔ ان پر مذہبی پابندیاں عائد کیں اور مسیحی مبلغوں کو دور دراز علاقوں میں روانہ کیا۔ روس کی اس پالیسی کو تاریخ نے روسیا لکھا ہے۔

اقتدار کے حصول کے لیے روسیوں کے اوچھے ہتھکنڈے

کہیں مکر و فریب کہیں سازش، کہیں رشوت اور کہیں بزور ان علاقوں کو محکوم بنالیا گیا۔ جب حکمرانی ہی مل گئی تو پھر ان علاقوں کی لوٹ کھسوٹ سے کو روک سکتا تھا۔ روس نے جب وسطی ایشیا میں مداخت شروع کی تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ روس کے بے زمین کسانوں کو ان علاقوں میں آباد کرنا شروع کر دیا اور ان کی آبادکاری کے لئے باقاعدہ سرکاری سطح پر حکومت روس نے ایک تنظیم قائم کر دی۔

مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

" Soviet authorities had experimented with the near total suppression of Islam in the region, closing over 800 mosques and 400 religious colleges. Mazars were demolished, converted into state museums, or made inaccessible. Only after more than 30 years, in

(۱) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۲۱

(۲) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات)، جنگ پبلشرز، ص ۵۷

Scanned by CamScanner

1978, Soviet authorities in the Caucasus allowed under 40 mosques to reopen and staffed them with less than 300 registered ulema". (1)

انیسویں صدی میں وسطی ایشیا کے تمام علاقوں پر روسی کسان آ موجود ہوئے۔اسی طرح روس نے بعض علاقوں پر قبضے کے بعد اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لئے اور وسائل کے مکمل استحصال کے لئے 1868ء کے بعد سے بڑی سرعت سے ریلوں کا نظام قائم کرنا شروع کر دیا اور ان مسلمان علاقوں کو روس کے ساتھ ملا دیا گیا۔

تجارتی فوائد

روسیوں کا مقصد دوہرا تھا۔ ایک تو خام مال کی ترسیل اور روسی مال کی برآمد اور دوسرا ضرورت پڑنے پر آسان فوجی نقل وحمل۔ چنانچہ زمینوں پر آباد کاروں کے علاوہ ریلوے سسٹم میں کام کرنے والے روسی نسل کے باشندوں کی خاصی تعداد بھی ان علاقوں میں آباد ہوگئی۔ پھر روسی حکمران کسی سے ناراض ہوکر اسے روس بدر کرتے تو وہ بھی ان علاقوں میں بھیج دیا جاتا۔بعض علاقوں کے روس میں شامل کئے جانے سے قبل وسطی ایشیا سے جو اشیاء برآمد ہوتی تھیں ان میں دستکاریاں خصوصیت کے قابل ذکر تھیں۔لیکن روس کے قبضہ کے بعد مدنیات کو نکالنے اور کپاس کی کاشت کو توسیع دی گئی۔ کپاس کی کاشت کے لئے روس کے کئی تجارتی اور صنعتی اداروں نے سرمایہ کاری کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کپاس کی پیداوار بڑھ گئی۔ 1888ء تا 1890ء کے تین سالوں میں کپاس کی پیداوار میں تین گنا اضافہ ہوگیا اور 1915ء تک یہ اضافہ 18 گنا بڑھ گیا۔ان علاقوں میں پیدا ہونے والی کپاس سارے روس میں پیدا ہونے والی کپاس سے کہیں زیادہ تھی۔ یہ ساری پیداوار روسی تاجر اور صنعت کار لے جاتے تھے۔

کپاس کے علاوہ دوسری زرعی اجناس پھل، ریشم، گوشت اور ڈیری کی مصنوعات جو روس برآمد کرتا تھا اس کا اسی فیصد انہی علاقوں سے لیا جاتا تھا۔ 1917ء کے اشتراکی انقلاب سے قبل وسطی ایشیاء میں زارشاہی دور گزرا جو کہ اپنی تمام ترسفاکیوں، ظالمانہ نظام حکومت اور جابرانہ رویّوں کے باعث تاریخ میں اچھے الفاظ میں نہیں لکھا

---

1. David Damrel " The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya" Arizona State University, Tempe. Originally published in Religious Studies News, Sep. 1995, Vol. 10, No. 3., p. 10.

Scanned by CamScanner

گیا۔ جب بھی وسطی ایشیاء کی تاریخ لکھی جائے گی یا لکھی گئی تو اس عہد کو سیاہ عہد کے نام سے ضرور جانا جائے گا۔ بنیادی طور پر اس خطے میں روسی استبداد کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا۔ کیمونسٹ انقلاب بھی مسلمانوں کے لیے کوئی امید یا امن و آشتی کا پیغام نہیں لایا۔ بلکہ اس دور میں مسلمانوں پر ظلم و ستم زار شاہی دور سے بھی زیادہ بڑھ گئے۔ زار شاہی دور میں مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا جاتا تھا لیکن کیمونسٹ انقلاب کے بعد مسلمانوں کو ہر حوالے سے تنگ کیا گیا۔ ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے گئے۔ سیاسی، مذہبی، اخلاقی، روحانی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے انکو تکالیف پہنچائی گئیں۔ یوں اس کیمونسٹ انقلاب نے زار شاہی دور سے چار ہاتھ آگے جا کر اسلام کی بیخ کنی اور اسلامی تشخص کو مٹانے کی ہر ممکن سعی کی۔(۱)

وسطی ایشیاء میں اسلام کی روز بروز اشاعت اور اس کے احیاء میں روسیوں کی طرف سے جو روکاوٹیں ڈالی گئیں وہ اگر سماجی، معاشی، معاشرتی، علمی، اخلاقی، مذہبی اور روحانی لحاظ سے زار شاہی دور سے بھی زیادہ تھیں۔ پچاس ملین آبادی پر مشتمل یہ اسلام کے پیروکار جن کو ہر ممکن حد تک ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اشتراکی انقلاب کے بعد بھی ان مسلمانوں نے اپنے مذہبی تشخص کی جنگ جاری رکھی۔ 1917ء کے انقلاب کے بعد بالشویک حکومت نے مذہب اور حکومت کو جدا جدا کرنے کے لیے ایک پروگرام بنایا۔ اور تمام مذہبی گروہوں کے خلاف آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کے لیے ایک پالیسی بنائی گئی۔ جس کا مرکزی نکتہ مسلمانوں کے اداروں کا خاتمہ تھا۔ مسلمان اس مذہب دشمن پالیسی کو سمجھ رہے تھے کہ جس کی آڑ میں مساجد، اسلامی شرعی عدالتیں اور مذہبی مدارس کو بند کر دیا گیا اور محکمہ اوقاف کے زیرِ اثر مدارس اور خانقاہوں کو بند کر دیا گیا۔ اس پالیسی کا سب سے خطرناک پہلو بسماچی تحریک 1918ء کی شکل میں شروع ہوا۔ اس انقلابی تحریک میں صوفی مجاہدین (وہ افراد جو مختلف سلاسلِ طریقت سے وابستہ تھے) انہوں نے بے جگری سے اشتراکی نظام کے خلاف جنگ لڑی۔ گو کہ اس تحریک کو طاقت سے اور انتہائی بے دردی سے کچلنے کی کوشش کی گئی اور اس کو کمزور کر دیا گیا لیکن یہ تحریک 1928ء تک جاری رہی۔

انقلابِ روس کے بعد کچھ عرصے تک روسیوں کے مظالم میں بظاہر کمی آئی لیکن یہ بھی انکی ایک حکمتِ عملی کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد اس کیمونسٹ حکومت نے زار شاہی دور کے مظالم کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ اتنے بڑے خطے میں

---

(۱) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات)، جنگ پبلشرز، ص ۲۳

Scanned by CamScanner

مسلمانوں کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا یا انہیں ایک مخصوص علاقے میں جلاوطن کرنے کی سازشیں بھی کی گئیں۔

لینن کی مسلمانوں کے خلاف پالیسی میں تھوڑی سی نرمی اس وقت آئی جب کچھ کیمونسٹ پارٹی کے مسلمانوں نے لینن کی توجہ اسے امر کی طرف مبذول کروائی کہ ان جابرانہ پالیسیوں کی بدولت اس خطے کے مسلمان زیرِ زمین اکٹھے ہو رہے ہیں۔اور خفیہ طریقے سے اپنے تشخص کی بقا کے لیے ایک مضبوط اور مربوط لائحہ عمل ترتیب دے رہے ہیں۔تب کچھ دیر کے لیے یہ Anti Islamic Compain (اسلام دشمن تحریک) روک دی گئی۔اور مسلمانوں کے درمیان اشتراکی حکومت پر اعتماد قائم کرنے کی خاطر اوقاف کی مساجد، مزارات اور مذہبی مدارس مسلمانوں کے سپرد کر دی گئیں۔اور اسلامی شرعی قوانین پر جزوی طور پر عمل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ان مزارات و مساجد کو 1925ء میں قومی تحویل میں لے لیا گیا۔مسلم عہدیدار جو کہ اشتراکی انقلاب سے پہلے مختلف فورمز پر نمائندگی کر رہے تھے ان کو ان کے عہدوں پر بحال کر دیا گیا۔لیکن یہ بھی عارضی ہوا۔(۱)

پراپیگنڈہ مہم

روسی ذرائع ابلاغ اور ایجنسیوں نے باقاعدہ مسلمانوں کے خلاف بالعموم اور سلاسلِ تصوف کے خلاف بالخصوص پروپیگنڈا مہم کا آغاز کر دیا۔ان کو بڑے نازیبا الفاظ سے پکارا اور لکھا جانے لگا۔معاشرتی سطح پر انکو ظالم، بے ایمان اور چور جیسے الزامات سہنا پڑے۔اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

" His uprising in Daghestan was suppressed In 1925, but the Soviets, branding the Sufis "bandits," "criminals" and "counter-revolutionaries," continued to arrest, execute and deport the "zikrists" almost up to the outbreak of WWII, The brotherhoods braved the crackdown as they always had: the shaykhs disappeared

(1). Zeyno Baran,"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" The NixoCenter , 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,71

Scanned by CamScanner

deep into the mountains, the murids organized their zikr assemblies in private homes, and the orders ensured their secrecy through the double bond of spiritual initiation and tight-knit clan loyalty ". (1)

قید و بند کی صعوبتیں

کمیونسٹوں نے ان علاقوں پر قبضے کے بعد مسلمانوں کو جس طرح تہہ تیغ کی اور جس بربریت کا مظاہرہ کیا پرانی نسل کے زندہ لوگ اس کے ذکر سے بھی لرز اٹھتے ہیں۔ جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے انہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں پابجولاں سلاسل کر کے سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں پہنچا دیا گیا جہاں سے کوئی زندہ واپس نہیں آیا۔ سٹالن دور کے ان لاتعداد ظلم خانوں میں جس طرح اشتراکیت مخالف لوگوں کو اذیت و عقوبت کا نشانہ بنایا جاتا تھا ان کی داستانوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ 1930ء کے بعد تقریباً ساٹھ برس تک مسلمانوں میں یہ حوصلہ اور سکت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ ماسکو کی اشتراکی حکومت کے خلاف حرف شکایت بھی زبان پر لا سکیں۔ اس طویل عرصے میں ان کا رابطہ بیرونی دنیا سے منقطع تھا۔ یہی نہیں دوسری جنگ عظیم کے دوران ان علاقوں کے لوگوں کو جبری طور پر فوج میں بھرتی کر کے ناکافی لباس، ناکافی ہتھیاروں اور ناکافی فوجی تربیت کے ساتھ جنگ میں مرنے کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔

گھروں کی تلاشی اور اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کی ضبطی

کمیونسٹ انقلاب کے بعد چند ہی برسوں میں مسلمانوں کو ازلی دشمن سمجھتے ہوئے ان کے خلاف روا ہر ظلم کو جائز قرار دے دیا گیا۔ مسلمانوں کا قتل عام کر دیا گیا اور جو رہ گئے انہیں اسلام کے مطابق زندگیاں گزارنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ خفیہ ایجنسیوں نے ان کا جینا مشکل کر دیا۔ گھر گھر تلاشی کی مہمات شروع کی گئیں۔ مذہبی اجتماعات پر پابندیاں لگا دی گئیں۔ مساجد کو بند کر دیا گیا۔ گھر گھر کی تلاشی لے کر جتنا بھی مذہبی مواد تھا اس کو ضبط کر لیا

---

(1). David Damrel," The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya Department of Religious Studies at Arizona State University, Tempe. Originally published in Religious Studies News, Sep. 1995, Atlanta, GA, p 10,

Scanned by CamScanner

گیا اور بہت سارے لٹریچر کو جلا دیا گیا۔ تمام اسلامی سکولوں کو بند کر دیا گیا۔ اور عربی زبان و ادب کی جگہ لاطینی رسم الخط کو زبردستی نافذ کر دیا گیا۔ مسلمانوں کے خلاف جابرانہ رویہ دوبارہ 1930ء میں شروع کر دیا گیا۔ مساجد کی تعداد کو کم کر دیا گیا اور طلبات کو بھی مانیٹر کیا جانے لگا۔ تمام بڑے اور چھوٹے مدارس اور اسکولوں کو بند کر دیا گیا۔(1)

اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

" All madrassas and all institutions of secondary or higher Islamic learning closed in the late 1920s. Two Islamic institutes with a very distorted and shortened curriculum began again from 1952 on a tiny scale. Education in Arabic continued only in secret or (after a thorough period of government scrutiny) at the Oriental Institutes of Moscow, Leningrad and a few other places. As a result, the ulema diminished substantially; for example, in Bukhara, the number went down from 45,000 at the time of the Russian revolution to 8,000 in 1955".(2)

مسلمانوں کی نسل کشی اور جلاوطنی

شمالی قفقاز اور داغستان میں بالخصوص اور بقیہ وسط ایشیائی ریاستوں میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی وہاں پر بالعموم کمیونسٹ سوچ رکھنے والے حکمرانوں نے مسلمانوں پر جبر و بربریت کی انتہا کر دی۔ ویسے تو قفقاز اور داغستان میں بسنے والے مسلمانوں کا قتل عام پیٹر اعظم کے دور سے شروع ہو گیا تھا۔ لیکن کمیونسٹ انقلاب کے بعد تو مسلمانوں کے صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ 1937-38ء کے دوران اس علاقے میں ایک لاکھ تیس ہزار افراد موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ ان میں اساتذہ اور سٹالن مخالف کمیونسٹوں کی بھاری تعداد بھی شامل

(1) شاہ پوری، آباد، مسلم امہ سوویت روس میں، ص 115

(2). Zeyno Baran,"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" The NixoCenter , 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,71

Scanned by CamScanner

بیس ہزار افراد موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ ان میں اساتذہ اور سٹالن مخالف کیمونسٹوں کی بھاری تعداد بھی شامل تھی۔ قتل و غارت گری کی نہ ختم ہونے والی یہی وہ مہم تھی جس نے چیچن انگوش کے کیمونسٹ لیڈر حسن اسرائیلوف کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا اور وہ 1940ء میں سوویت حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ بغاوت سے پہلے اس نے سوویت حکومت کے نام ایک خط لکھا جس میں اعلان کیا: ''سوویت حکومت میری قوم کو نہ کے گھاٹ اتارنے میں مصروف ہے کبھی انہیں جاگیردار کہتی ہے، کبھی انہیں چور اور کبھی ملا گردانتی ہے۔ لہذا میں نے اپنی قوم کی آزادی کے لئے جنگ کا فیصلہ کر لیا ہے''۔ حسن اسرائیلوف کے گوریلا دستے جمہوریہ کے بیشتر علاقے پر قابض ہو گئے مگر وہ سوویت فضائی حملوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ چار سال تک سوویت فوجیں پورے علاقے کو تاراج کرتی رہیں۔ 25 جون 1949ء کو کریملن سے یہ اعلان جاری ہوا کہ چیچنیا، انگشتیا کے کچھ غدار جرمن ایجنٹوں کے اکسانے پر سرخ فوج کے خلاف لڑتے تھے، اس لئے چیچنیا انگوشتیا جمہوریہ توڑ دی گئی اور اس کے باشندے سوویت یونین کے دوسرے علاقوں میں بسا دیے گئے ہیں۔ روسیوں نے اس علاقے کی عوام کو جلاوطن کیا۔ جن کیمپوں میں جلاوطن چیچنیوں اور تاتاریوں کو ٹھہرایا گیا وہاں گرمی سردی سے بچاؤ کا کوئی انتظام تھا نہ صحت کی سہولیات اور نہ مناسب خوراک کا بندوبست ان سے شب و روز کان کنی اور ریلوے لائنوں کی تعمیر کا کام لیا جاتا تھا۔ ان کٹھن حالات اور انتظامیہ کی سختیوں کے خلاف کیمپوں میں بار بار بغاوت ہوئی لیکن ان کو بے رحمی سے کچل دیا گیا۔ اس طرح ہزاروں افراد ان بیگار کیمپوں میں غریب الوطنی میں مارے گئے۔(1)

دوسری جنگ عظیم کے بعد بالخصوص کیمونسٹ حکومت نے مسلمانوں کے خلاف جبر و بربریت کا بازار گرم کیا اور انکو زبردستی جلاوطن کیا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" During WWII, when disturbances occurred in Chechnya in 1940 and again in 1943, Stalin responded with astonishing brutality that bordered on genocide.

Accusing them of still unproven collaboration with Nazi

Scanned by CamScanner

nationalities, including the whole Chechen and Ingush populations, to special camps in Central Asia. All told, more than a million Muslims from the Caucasus were deported, with tremendous loss of life. By some estimates one third to one-half of the population of Chechen-Ingushetia alone-well over 250,000people-disappeared after the republic was liquidated in February 1944".(1)

مسلمانوں کا قتل عام

مسلمانوں کا قتل عام اور جلا وطنی کی گئی۔اس سے پہلے ایسی مثال بابل کے حکمران بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی گرفتاری اور جلا وطنی کی ملتی ہے۔ایک اندازے کے مطابق سات آٹھ لاکھ چیچنوں کو سائبیریا اور قازقستان بھیجا گیا تھا۔چار ہفتوں کے اذیت ناک سفر میں کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا تک نہ دیا گیا۔چنانچہ ۲ لاکھ اڑتالیس ہزار افراد راستے ہی میں دم توڑ گئے۔چیچن لوگوں کی زمینوں اور گھروں پر قازاق اور یورال کے روسی آ بسے۔

1916ء میں خوقند کی پوری آبادی کو تہ تیغ کیا۔1930ء کے عشرے میں دس لاکھ سے زائد لوگوں کو قتل کر دیا۔1937ء میں پندرہ لاکھ مزدوروں کو زندہ درگور کر دیا گیا۔1943ء میں دس لاکھ سے زائد چیچان، انگوش کراش، بلقان اور کریمیائی لوگوں کو جلا وطن کر دیا گیا۔1781ء اور 1914ء کے درمیان دس لاکھ سے زائد تاتاری مغربی قفقاز سے عثمانی سلطنت کی جانب جلا وطن کر دیئے گئے۔(۲)

اسلامی شعائر کی تضحیک

اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا گیا اور اسلامی تہذیب و تمدن کی تمام تر نشانیوں کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی

---

(1). David Damrel," The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya Department of Religious Studies at Arizona State University, Tempe. Originally published in Religious Studies News, Sep. 1995, Atlanta, GA, p 10,

(۲) غفاری، انوار، "چیچنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی، اور عالم اسلام" ہفت روزہ المنبر فیصل آباد، ج ۴۵، ش ۴۷-۴۸، دسمبر ۱۹۹۹ء، ص ۱۲

Scanned by CamScanner

اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا گیا اور اسلامی تہذیب و تمدن کی تمام تر نشانیوں کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی
مساجد بند کر دی گئی تھیں۔ دکھاوے کے لئے چند تاریخی مساجد کو بطور تاریخی ورثے کے باہر سے آنے والوں کے لئے کھولا جاتا
تھا۔ دین کا ذکر کرنا اور دینی تعلیم دینا خلاف قانون تھا۔ بلکہ دین کے خلاف پرچار کیا جاتا تھا ان برسوں میں مسلمانوں کے
تعداد ایسے لوگ موجود تھے جو کمیونسٹ تھے اور کمیونزم نواز تھے۔ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے اور اپنے ہم قوم لوگوں سے بچھڑ مقام
اور ملکی حفاظت کی خاطر مرکزی کمیونسٹ پارٹی اور ان کی مقامی شاخوں کے اشارہ ابرو پر ناچتے تھے۔ تعلیمی اداروں، صنعتی
اداروں، اجتماعی زرعی فارموں اور سرکاری دفاتر میں لوگوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے کمیونسٹ پارٹی کی شاخیں موجود
تھیں۔ اسلامی شعائر اور مدارس کو بند کر دیا گیا یا ان کی جگہ پر آڈیٹوریم بنا دیئے گئے۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Quranic tribunals and religious schools were prohibited, many mosques were closed (of the 26,000 in 1912, only over a thousand remained in 1941), books written in Arabic scripture were burned, practicing Muslims were excluded from the administration, and, in 1934, the remaining Muslim property was requisitioned.1 Paradoxically, the Jadidists (reformists), the majority of whom had agreed to collaborate with Bolshevik power, were the first victims of the Stalinist repressions. Asa result of their gradual decline the public space of Central Asia opened up for discourses that, instead of appealing to a reform of Islam through modernization, would appeal to reforming it through a mythical return to origins".(1)

کتابیں گھر اور قدیم تاریخی دستاویزات تباہ کر دی گئی۔ قرآن کریم کے رہے سہے نسخے اور اسلامی لٹریچر کے

1. Hillel Fradkin, Hussin HaqqaniCurrent Trends In Islamist Ideology ,vol.5 Hudson Institute, Washington, D.C P.41

Scanned by CamScanner

اجاڑ مزاروں پر رکھ کر نذر آتش کر دیے گئے۔ جمہوریہ چیچنیا انگوشتیا کا جنوبی حصہ جارجیا کے حوالے کر دیا گیا اور بڑا حصہ شمالی اوسیتیا کی خود مختار جمہوریہ کے ہاتھ لگا۔ مسلمانوں کے مدارس اور مسجدیں مسمار کر کے انہیں اصطبلوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ قبرستان اکھاڑ پھینکے گئے۔(۱)

مسلمانوں کی اپنے علاقوں میں دوبارہ آبادکاری

1954ء کے اوائل میں کچھ مسلمان گروپ وسطی ایشیاء میں اپنے آبائی وطن قفقاز کی طرف لوٹنا شروع ہو گئے۔ بعض کو گرفتار کر لیا گیا اور بعض کو واپس قازقستان بھیج دیا گیا۔ 1956ء کے آخر میں تقریباً پچیس سے تیس ہزار افراد قفقاز کے علاقے میں واپس آ گئے۔ اور ان گھروں اور آستانوں کو آباد کیا جہاں پر وہ رہ رہے تھے۔ وہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ انکو روسی استبداد زیر نہیں کر سکا اور وہ ایک لحاظ سے جنگ جیت چکے ہیں۔ 24 نومبر 1956 کو CPSU سنٹرل کمیٹی نے انگشتیا اور چیچنیا کے علاقوں میں دوبارہ تقسیم اور آبادکاری کا منصوبہ دیا۔ جو کہ 1957ء سے 1960ء تک مکمل ہوا۔ تقریباً 77,000 افراد کو چیچنیا کے مضافات میں Adjust کیا گیا۔ جبکہ روسیوں اور چیچن مسلمانوں کے درمیان خطرناک جنگی صورتحال 1960ء میں پیدا ہوئی۔ مصنف مسلمانوں پر پابندیوں اور مظالم کے بارے میں لکھتا ہے۔

"The atheistic Soviet state harshly repressed religious believers, the 'ulama, Sufi brotherhoods, and the system of religious education in the 1930s, and it placed what was left of Islamic institutions under tight control".(2)

کسانوں پر قدغنیں

قفقاز کے مسلمانوں سے جس ظلم و تشدد کا سلوک روا رکھا گیا وہ انتہائی شرمناک ہے۔ کسانوں سے جبری

---

(۱) غفاری، ابوذر، "چیچنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی اور عالم اسلام" پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد، ج ۳۵ ش ۱۷۔۱۸ دسمبر ۱۹۹۹ء، ص ۱۳

(2).Hillel Fradkin, Hussin Haqqani,"Current Trends in Islamist Ideology ,vol.5 Hudson Institute, Washington, D.C. P.41

Scanned by CamScanner

پیداوار اور جبری بھرتی لی جاتی تھی۔ پھر ایک ایسا نظام قائم کیا گیا جس کے تحت کاشتکار قبائل زراعت اور دفاع دونوں فرائض سرانجام دیتے تھے۔ یہ نظام داغستان میں بھی رائج کیا گیا۔ اگرچہ داغستان کے اندرونی علاقوں میں یہ نظام رائج نہ ہو سکا تھا لیکن داغستان کی سرحدوں پر کاشتکار قبائل کو زرخیز زمینوں پر بسایا گیا اور ان کے ذمے اس علاقے کا دفاع بھی کیا گیا۔ تلوار کے ساتھ ساتھ ہل اور زرعی آلات بھی استعمال میں آتے چلے گئے۔ اس طرح روس نے داغستانیوں کے خلاف حصار کو مضبوط کر لیا۔(1)

عبادات و رسومات پر پابندی

کمیونسٹ حکومت نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کیے اس بارے میں مصنف Zeyno Baran لکھتے ہیں

" Using the Red Army and security forces, the Soviets suppressed organized religion throughout Central Asia during their reign. They inhibited the formation of Islamic networks, which were viewed as a potential challenge to their rule. In particular, the decade between 1920 and 1930 is remembered as the "cultural assault", in which the Soviets attempted to destroy the position of religion in people's daily lives. New laws were established that banned Islamic education, prayers and numerous Islamic activities. Muslims were prevented from embarking on the Hajj, the pilgrimage to Mecca that comprises one of Islam's five pillars. Mosques were closed and the property of Islamic authorities was confiscated"(2).

اشتراکی انقلاب کے بعد روسیوں نے اس خطے کے مسلمانوں کے خلاف معاندانہ پالیسیاں جاری رکھیں اور

(1) محمد حامد، ڈاکٹر، اسلام شمال میں، ص ۶۳، نگارشات ۲۰۰۰ء، اردو بازار لاہور

(2) Zeyno Baran "Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" , The Nixon Center , N.W., Suite Washington, D C 2003.P,73

Scanned by CamScanner

اپنے توسیع پسندانہ مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے ہر ہتھکنڈا آزمایا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Ever since the on set of the Russian advance towards the Muslim lands, from the conquest of Kazan in 1552 until the invasion of Afghanistan in December 1979, the Russian rulers and their Soviet successors applied the same political methods to sudue, pacify or win over the populations of the neighbouring Muslim states and colonies. Much simplified, this strategy can be presented as follows.

Everywhere armed colonists provided dedicated militias who helped to expel the natives. Colonial settlement made the conquest final and irrevesible. These lands became part of 'Rusia'. This strategy was feasible only so long as Russia had a surplus rural population. It was impossible to apply in Afghanistan in the 1980s because of the Russians' demographic decline after the Second World War ".(1)

روس نے کمیونسٹ انقلاب کے بعد بھی اپنی توسیع پسندی کی روش کو ترک نہیں کیا اس بارے میں مصنف ہے۔ موصوف اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

" In the late 19th century this penetration continued through Turkestan and into parts of Iran, Afghanistan and up to the borders of Tibet. Russia thereby was a main player in the great imperial 'game', positioning herself against British interests in India and the

---

(1) Bruce G. Privratsky, " Muslim Turkistan Published by Routledge Press 2001 ,p 88.

Scanned by CamScanner

Far East. Some contemporary writers have suggested a return to this 'great game' in Central Asia with a somewhat different group of players in the 1980s and 1990s ".(1)

آذربائیجان کو روس میں ضم کرنے کی سازش

انیسویں صدی میں آذربائیجان کو روس میں ضم کرنے کے خلاف (زار روس کے دور میں) اور اشتراکی غلبہ کے وقت مقامی لوگوں بالفاظ دیگر مسلمانوں نے مزاحمت کی۔ اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع میں زار روس نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ 1928ء میں روس اور ایران کے درمیان طویل گفتگو کے بعد آذربائیجان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اس معاہدے کو "ترکمانچائے معاہدہ امن" کا نام دیا گیا۔ دریائے آراس دونوں کے درمیان حد قرار پائی۔ شمالی آذربائیجان روس کا حصہ بن گیا۔

اپریل 1918ء میں باکو کی کمیونسٹ تنظیم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور اسے سوویت روس کا حصہ بنانے کا اعلان کر دیا۔ لیکن مقامی مسلمانوں کی تنظیم "مساوات" نے انہیں نکال باہر کیا۔ وسطی ایشیاء میں روسی حکومت کی خواہ وہ زار روس کی تھی یا کمیونسٹوں کی، مسلمانوں کی جانب سے مزاحمت کی گئی اور بعض علاقوں میں یہ مزاحمت 1930ء تک جاری رہی۔ (۲)

جبکہ تاریخ نگار یہ کہتے ہیں کہ یہ روس کی Colonism کے تصور کو پروان چڑھانے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی ایک کوشش تھی۔ جو کہ انہوں نے اکتوبر 1917ء کے انقلاب کے بعد کی تھی۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زارشاہی کے خلاف جتنی بھی تحریکیں اٹھیں وہ آزادی کی تحریکیں تھیں۔ مغربی مصنف Richard Pipes اور Sheton Watson بھی روسی جارحیت کی مذمت کرتے ہیں۔ الیگزینڈر بنکسن کے مطابق 1920ء کے بعد روسی مورخوں نے اس بارے میں متعدد بار اپنا نقطہ نظر تبدیل کیا۔ اس کے علاوہ تمام مسلم مورخین بھی اس بات پر

(1). MALIK, J. Mohan "The 'Great Game' Begins', Asia-Pacific Defence Reporter". June-July 1992, p35.

(۲) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۲۳

Scanned by CamScanner

حق ہی کہ روسی جارحیت صرف کالونی ازم کو فروغ دینے کی ایک سازش تھی۔ اگر روسیوں کی یہ توسیع پسندی ایک جائز اور قانونی مقصد کے لیے تھی تو ایشیاء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مداخلت کو بھی قانونی تصور کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ ایک قوم کبھی کسی دوسری قوم کے قبضہ میں آئے اس سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ بہت ساری ریاستوں نے اپنے آپ کو دوسری ترقی یافتہ ریاستوں کو دیکھ کر مہذب اور ترقی یافتہ کیا ہے۔ اس میں ایران، جاپان اور ترکی قابل ذکر ہیں۔

سوویت یونین کا قیام

اشتراکی قبضہ کے خلاف مسلمانوں نے مسلسل مزاحمت جاری رکھی۔ تاہم سرخ فوج تاشقند (آج کا ازبکستان) اور بخارا کی طرف پیش قدمی کرتی رہی۔ اسی طرح کمیونسٹوں نے آہستہ آہستہ ترکمانستان پر بھی اپنا اثر و رسوخ مضبوط کرنا شروع کیا۔ 1922ء میں کمیونسٹوں نے USSR (یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلکس) قائم کردی۔ اس کے دو سال بعد انہوں نے SSR (ترکمان سوویت سوشلسٹ ریپبلک) قائم کردی۔ 1920ء کے آخر اور 1930ء کے اوائل میں روسی لیڈر سٹالن نے پورے سوویت یونین میں سابقہ پالیسیوں کو بدل کر انتہائی ظالمانہ پالیسیاں جاری کیں اور مخالفین اور اپوزیشن پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ اور مخالفین کو کچلنے کے لیے انتہائی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیے۔ انہی ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے ترکمانستان میں بغاوت ہوئی لوگ اپنے حقوق اور ناانصافیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگرچہ یہ جدوجہد روسی استبداد کے لیے غیر متوقع تھی انہیں امید نہیں تھی کہ اس طرح لٹے پٹے یہ مسلمان کیسے اتنی بڑی طاقت کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

مصنف اس بارے میں لکھتا ہے۔

" These policies sparked a rebellion in Turkmenistan, and in 1927 the Soviets lost control of the republic to a national resistance movement called the Turkmen Freedom. After reclaiming the Turkmen SSR in 1932, Stalin executed thousands of Turkmenistan's Communist leaders—including the president and thepremier—whom he accused of helping the nationalists. After the terror of the 1930s, the Communist regime in Ashkhabad became completely obedient

Scanned by CamScanner

to the central Soviet government in Moscow".(1)

1917ء کے انقلاب کے بعد تیس لاکھ کرغیز، تاتاری، شمالی قفقازی، مقامی ترک قازق وغیرہ اور ۱۰۰۰۰۰ روسیوں/ان کے علاقوں سے زبردستی ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

روسیوں کی مسلمانوں کے علاقوں میں آبادکاری

کریمیا اور اس کے علاوہ دوسرے علاقوں کے مسلمانوں نے جلاوطنی کے طور پر قازقستان اور اس کے قریبی علاقوں میں یہ وقت گزارا۔ مسلمانوں کے ان علاقوں میں روسیوں کو لا کر آباد کیا جانے لگا۔ مسلمانوں سے زمینیں چھین لی گئیں۔ ان کے مال مویشی سب روسی استبداد نے اپنے قبضے میں لے لیے۔

عارضی مراعات کا خاتمہ

1921ء تک سوویت حکومت نے مسلمانوں کو مصلحتاً جن مراعات سے نوازے رکھا تھا وہ ایک ایک کر کے سب ختم کر دیں۔ دینی شعائر اور رسومات پر پابندی لگا دی۔ شادی بیاہ اور معاشرتی و تمدنی زندگی کے جو ملحدانہ قوانین روس میں نافذ کیے جا چکے تھے اب ان کا اطلاق مقبوضہ مسلمان علاقوں پر بھی کر دیا گیا۔ خاندانی معمولات جرم قرار دے دیے گئے۔ مسلم قانون شریعت اور قومی روایات ممنوع قرار پائیں اور شرعی عدالتیں بند کر دی گئیں۔ مسلمانوں کے دینی اور تہذیبی مراکز پر حملے شب و روز کا معمول بن گئے۔ مسجدیں بند کی جانے لگیں۔ یہی حشر دینی مکاتیب اور مدرسوں کا ہونے لگا۔ دینی رہنماؤں، علماء اور شیوخ کو عام مسلمانوں کی نظروں سے گرانے کے لیے ان کی کردار کشی کی گئی۔ انہیں استحصالی، مجرم اور اخلاقی بدعنوانیوں کا مرتکب قرار دیا گیا۔ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کتابیں چھپنا شروع ہو گئیں اور مذاکروں اور مباحثوں میں ان پر زبان طعن دراز ہونے لگی۔ خود مسلمانوں کے اندر ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا گیا جو فکری اور تہذیبی ارتداد کی اس مہم میں پیش پیش تھا۔(۲)

---

(1)ECICultural Magazine,published by ECO Cultural Institute, Tehran, Iran,Page. 51

(۲) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۴۹

Scanned by CamScanner

نام نہاد آزادیٔ نسواں

دوسرا بڑا ہدف روسیوں کا آزادیٔ نسواں کے نام پر بے پردہ کرنے اور گھروں سے کھینچ کر باہر لانے کلبوں اور محفلوں کی رونق بنانے کی مہم کا جاری کرنا تھا۔ مہم کی سرخیل روسی عورتیں تھیں اور ادھر نچلے طبقے کی تاتاری عورتیں ان کا آلہ کار بنی ہوئی تھیں۔ مخلوط تعلیم رائج کر دی گئی۔ اس تحریک نے مسلمانوں کی گھریلو، خاندانی اور سماجی زندگی تلپٹ کر کے رکھ دی۔ اور اسلامی روایات، تہذیب و ثقافت کے برخلاف ایک بیہودہ اور واہیات نظام متعارف کروانے کی کوشش کی گئی۔(۱)

روسی استبداد کے مسلمانوں پر کیے گئے مظالم کے بارے میں مصنف Galina M.Yemelianova اپنی کتاب میں رقمطراز ہے۔

"After the Bolshevik revolution in 1917 Dagestan was incorporated within the Soviet state. Over seventy years of Soviet atheism had a devastating impact on Islam in Dagestan. The vast majority of Dagestani mosques and medresses (Islamic schools) were destroyed or closed, Sufi shaykhs and ulema were either killed or persecuted or forced to emigrate. As a result, 'high' intellectual Islam was irreversibly undermined, while popular Sufi Islam was reduced to unofficial underground status. Having nevertheless failed to eradicate Islam, the Soviets opted for its control through the Muftiyats (the Higher Islamic administrations), staffed with collaborationist Muslim clerics, which were

---

(1) شاہ پوری، آباد، مسلم اور سوویت روس میں، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۵۰

Scanned by CamScanner

Institutionalised as the only legitimate representatives of Soviet Muslims".(1)

جس دور میں برصغیر میں آزادی کی تحریکیں چل رہی تھی اور خاص طور پر جب مسلمانان برصغیر کے مطالبہ پاکستان نے شدت اختیار کی تو اشتراکیوں نے مسلمان ریاستوں کے گرد "آہنی دیوار" اور بھی مضبوط کر دی۔ سوویت روس کو یہ خطرہ تھا کہ پاکستان جو دو قومی نظریہ کے نام پر وجود میں آیا ہے اس کے اثرات بہت دور رس ہوں گے اور ان کا اثر وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں پر بھی پڑے گا اور وہاں بھی اسلام کے نام پر لوگ اپنی علیحدگی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے ایک مسلمان کو مسلمان سے دور کر (پاکستان اور افغانستان) وہ اپنے "غلاموں" کو یہ باور کرا سکے گا کہ اسلام کے سبب مسلمان ملکوں میں بھی رشتہ اخوت مضبوط نہیں ہوا اور اس وجہ سے اسلام کا نام لینا بے معنی ہے۔(۲)

روسیوں کے مشائخ پر مظالم

روسیوں کے نزدیک ہر وہ شخص اسکے ظلم و بربریت کا حقدار ہے کہ جو مسلمان کہلاتا ہے یا اس کے دل میں مسلمانوں کے لیے کوئی نرم گوشہ ہے۔ انہوں نے مشائخ تصوف کے خلاف معاندانہ پالیسی جاری رکھی۔ روسیوں نے مشائخ پر بھی بہت زیادہ ظلم و ستم کیے اس بارے میں مصنف Zeyno Baran لکھتا ہے۔

" Sufis bore the brunt of this harsh repression,so much so that one can talk of a resulting "loss of the collective memory of Sufism in Central Asia". Sufi leaders were arrested, and many were executed. Furthermore, the religious schools in which they transmitted knowledge were closed, and Sufi texts banned. Instead, Muslim children were indoctrinated with anti-Islamic material as an

---

(1).Abdurakhman Avtorkhanov, "The North Caucasus Barrier: Russian Advance Toward the Muslim Worly , Marie Bennigsen Broxur, Published by C. Hurt and Co. 1996 P.4

(۲) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ۳ ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۳۱

Scanned by CamScanner

transmitted knowledge were closed, and Sufi texts banned. Instead, Muslim children were indoctrinated with anti-Islamic material as an integral part of Soviet education policy".(1)

چنیں لوگوں کو جلاوطن کیا گیا اور اس علاقے کے مشائخ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی لیکن ان کے جذبہ حریت میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ یہ رشتہ جو کہ تصوف اور روحانی اسلام کا تھا ان کے درمیان مزید مستحکم ہوا۔ بلکہ روسی یہ بات کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ان مظالم اور جبر و استبداد کی وجہ سے اس خطے کے مسلمان مذہبی اور روحانی اعتبار مزید متحد اور مستحکم ہو گئے۔ داغستان میں قادری سلسلے کی ترویج اشاعت دوبارہ 1925ء میں ہوئی۔ لیکن روسی افواج و حکومت نے مشائخ کے ان گروہوں کے خلاف جہاں تک جبر و استبداد کا سہارا لیا وہیں پر انہوں نے ان کے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم بھی جاری رکھی۔ ان کو ڈاکو، چور اور لٹیرے کہہ کر مخاطب کیا جانے لگا تاکہ بقیہ مسلمان جو ان سلاسل سے وابستہ نہیں یا کھل کر ان کا ساتھ نہیں دے رہے ان میں ان کے خلاف نفرت پیدا کر دی جائے۔ حتیٰ کہ ان ذکر کرنے والوں پر مظالم کی انتہا کر دی گئی اور دوسری جنگ عظیم سے قبل انہیں جلاوطن کر دیا جاتا۔

قادریہ سلسلہ جس کی بنیاد بارھویں صدی عیسوی میں بغداد میں رکھی گئی۔ یہ سلسلہ قفقاز میں حاجی کنتا کی شکل میں 1867ء میں آیا۔ بنیادی طور پر چیچنیا میں اس کی نشونما ہوئی۔ حاجی کنتا نے تصوف کے بہت سے وظائف و اوراد کر رکھے تھے۔ اس سلسلہ میں نقشبندیوں کے برخلاف ذکر کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی اجازت تھی۔ اس کے ساتھ بعد میں امام شامل کی فوج کے مریدین شامل ہو گئے۔ جن کی روز بروز بڑھتی ہوئی شہرت اور مریدین کی تعداد دیکھ کر روسیوں کو بڑی تشویش ہوئی۔ بالآخر ان کو گرفتار کر لیا گیا اور 1864ء میں ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی سال SHALL (چیچنیا کا شہر) میں تقریباً 4,000 قادری مریدین کو روسی افواج نے جلا دیا۔ اس کے باوجود حاجی کنتا نے اس خطے میں لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ نقشبندی چونکہ اس خطے میں بہت زیادہ مشہور تھے لیکن اس کے باوجود حاجی کنتا جو کہ قادری سلسلے کی نمائندگی کر رہا تھا اس نے عوام میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا اور اسے بڑی دیر تک برقرار بھی رکھا۔ اس بارے میں مصنف آگے بیان کرتا ہے۔

(1) .Zeyno Baran"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" , The Nixon Center,Suite Washington, D C 2003.P,72

Scanned by CamScanner

"The brotherhood-whose remaining leaders all claimed spiritual descent from Kunta Haji-became implacable Russian foes and struck deep roots in the Chechen countryside. Together with the rejuvenated Naqshbandis, the Qadiris rose up against the Romanovs in 1865, 1877, 1879 and the 1890s and plagued Czarist rule in the Caucasus through the Bolshevik Revolution".(1)

صوفیاء پر پابندیاں

ظالمانہ روسی ریاست نے نہایت بے رحمی اور بے دردی سے مسلمانوں کو اور صوفیہ کو ختم کرنے کی کوششیں کیں۔ مذہبی تعلیمی ادارے اور خانقاہیں ختم کر دی گئیں اور جو بچ گئیں ان کو 1930ء میں سرکاری کنٹرول میں لے لیا گیا۔ لیکن خفیہ طور پر صوفیہ کی طرف سے اسلام کی بقا اور اس کے تشخص کی بحالی کے لیے کاوشیں ہوتی رہیں جن کو روسی استعمار بھی ختم نہیں کر پایا اس حوالے سے مصنف بیان کرتا ہے۔

روسیوں نے مشائخ پر بھی بہت زیادہ ظلم و ستم کیے اس بارے میں مصنف Zeyno Baran لکھتا ہے۔

" Sufis bore the brunt of this harsh repression,so much so that one can talk of a resulting "loss of the collective memory of Sufism in Central Asia". Sufi leaders were arrested, and many were executed. Furthermore, the religious schools in which they transmitted knowledge were closed, and Sufi texts banned. Instead, Muslim children were indoctrinated with anti-Islamic material as an

(1). RORLICH, Azade-Ayse "Islam and Atheism: Dynamic Tension in Soviet Central Asia", in FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation, Boulder, Westview Press, 1991, p189.

Scanned by CamScanner

Integral part of Soviet education policy".(1)

ترکستان (وسط ایشیاء اور قازقستان) اور دوسرے مسلمان علاقوں میں نقشبندیوں کے علاوہ یساوی اور قادری مشائخ اور صوفیہ بھی سرگرم عمل ہیں۔ یہ دونوں سلسلے ماضی میں "دنیوی معاملات" سے الگ تھلگ رہے تھے۔ سلسلہ قادریہ تو انیسویں صدی کے ساتویں عشرے کے اوائل میں اس وقت پھیلنا شروع ہوا جب نقشبندی مزاحمت ختم ہو گئی اور شمالی قفقاز کو مایوسی اور پست حوصلگی نے آلیا۔ پھر روسی فوجوں نے قبضے کے بعد ظلم و جور کا جو بازار گرم کیا اس نے زخم خوردوں کی بھاری اکثریت کو سرنگوں کردیا۔ چنانچہ انہوں نے روحانی تسکین کے لیے قادریہ سلسلے کی آغوش میں پناہ لی۔ قفقاز میں کنتا حاجی بہت قابل احترام مشائخ میں سے تھے۔ انہوں نے ذکر خفی کی جگہ ذکر جلی کو رواج دیا، سماع اور موسیقی کو جائز ٹھہرایا۔ برائی کے مقابلے میں عدم تشدد کو اپنانے اور برائی کو برداشت کرلینے کا پیغام دیا۔

مشائخ کو درپیش مشکلات

بیسویں صدی کے اواخر میں مسلمان مشائخ اور علماء اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء کے لیے بہت زیادہ پرجوش اور پرامید تھے اور حتی المقدور اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ مذہبی اعتبار سے اس خطے کے مسلمانوں نے اسلام کی بقا اور اس کی تہذیب و ثقافت کو برقرار رکھنے کے لیے بہت زیادہ کوششیں کیں۔ اس کی پاداش میں انہیں بہت زیادہ صعوبتیں اور تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ ان کی مذہبی، سیاسی اور معاشرتی آزادی قریب قریب ختم کردی گئی۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے

"Central Asian leaders were aware of a religious revival throughout the region, including a noted influence on members of the Communist Party and on the young communist association, the Komsomol: the Uzbek Communist Party Central Committee secretary

---

(1) Zeyno Baran"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" , The Nixon Center,Suite Washington, D C 2003.P,75

Scanned by CamScanner

of the time, M. Khalmukhamedov tried to focus his attack not on the believers, but on a 'coercive clergy'.(1)

قتل و غارت

مسلسل نصف صدی کی جنگوں نے روح و ذہن پر جو واماندگی اور مایوسی طاری کر دی تھی اس کے نتیجے میں اس سلسلے کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی خصوصاً شیشن (قفقاز) میں یہ سلسلہ بڑی تیزی سے پھیلا کہ اس کے ظلم زیادہ گہرے اور کربناک تھے۔ تاہم کچھ مدت کے بعد زاروں کی حکومت کے ساتھ قادریوں کا تصادم شروع ہو گیا۔ روسی مسلمانوں کی ہر اس جمعیت کو کچل دینا چاہتے تھے بظاہر وہ کتنی ہی بے ضرر کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے اندر کسی بھی درجے پر کسی بھی سطح پر اور کسی بھی شکل میں اجتماعیت پیدا کرتی ہو، چنانچہ قادریوں نے جب قوالیوں اور عرسوں وغیرہ کا سلسلہ شروع کیا تو روسی فوج نے ایک اجتماع پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے سینکڑوں کو خاک و خون میں لوٹا دیا۔ (۲)

روسیوں کا مشائخ کے ساتھ رویہ

انقلاب روس کے بعد سوویت حکمرانوں نے مسلمانوں کے ساتھ بہت معاندانہ رویہ اپنایا۔ یہ معاندانہ رویہ اس لیے اپنایا گیا کہ اس سلسلے کے مشائخ نے انقلاب روس کے بعد اس خطے میں اسلام تشخص کی بحالی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اسلام کے روحانی نظام کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ نقشبندی مشائخ نے بڑے احسن طریقے سے اسلام کے سیاسی نظام کی بحالی میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ سوویت استبداد نے بطور خاص نقشبندی مشائخ کو نشانہ بنایا۔ کیونکہ امام شامل اور ان کے مشائخ جو جذبہ حریت اس خطے کے عوام کو دے چکے تھے وہ نظریہ اور جذبہ روسی استبداد کو کھٹکتا تھا۔ حتیٰ کہ سلسلہ ہائے تصوف سے تعلق رکھنے والے مشائخ اور ان کے عقیدت مندوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ بلکہ سوویت یونین میں ان مشائخ کو بہت شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ ایک عام تاثر یہ تھا کہ اسلامی

(1) RORLICH, Azade-Ayse "Islam and Atheism: Dynamic Tension in Soviet Central Asia", in FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation, Boulder, Westview Press, 1991, p191.

(۲) شاہ پوری، آباد، مسلم امہ سوویت روس میں، ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد، باب چہارم، ص ۱۳۳

کی موت کے بعد یہ مسلمان اپنے علاقوں کو واپس لوٹنا شروع ہوئے۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" The Chechens and Ingush, however, have proved romarkabley resilient. They have survived the Second World War deportation during which half of their population died, and after Stalin's death they left their camps and returned to their homeland without waiting for the official permission to do so.Their will to survive is illustrated by their camps and returned to their homeland without waiting for the official permission to do so. Their will to survive is illustrated bye their demographic progression immediately after their return- a 46.5 percent increase between 1959 and 1970. One of the reason for their extraordinary recovery and survival in the deathe camps, without any loss of national identity,was the strong organisational presence of the Sufi tariqat in their ranks".(1)

1975ء میں ایک روسی سروے کے نتیجے میں ایک حیران کن بات سامنے آئی کہ چیچنیا اور اس کے مضافات کی تقریباً نصف مسلمان آبادی نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف سے وابستہ ہے جن کی تعداد تقریباً 3 لاکھ بنتی ہے۔ اس کے علاوہ قادری سلسلے کے بھی بہت سارے مریدین ہیں جنہوں نے اٹھارہویں صدی سے اس شمع ہدایت کو اپنے سینوں سے لگا رکھا ہے۔ کیونکہ شیخ منصور کی جیل میں وفات (1793ء) کے بعد بھی کسی نہ کسی طریقے سے اسلام کی تبلیغ مشائخ کی شکل میں جاری رہی۔

ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ زار شاہی ظلم وستم اور بعد میں کمیونسٹ دور میں مظالم اور

(1). Abdurakhman Avtorkhanov. " The North Caucasus Barrier: Russian Advance Toward the Muslim Worly", Published by C. Hurt and Co. 1996 P.4

Scanned by CamScanner

ان کے باوجود تصوف کس طرح قائم رہ پایا۔ اس بارے میں مصنف رقمطراز ہیں۔

" With these background factors in mind we can understand why Sufism remained robust even during periods of adversity. The main Sufi Brotherhoods (tariqa) were active in the former U.S.S.R. and remain so in Central Asia today. Writing in 1988, Rafic Zakaria noted: -The other wellspring of Islam in the USSR is the clandestinely organized network of sufi brotherhoods which has been popular in Central Asia since medieval times".(1)

اس صدی میں قرآن مجید کی طباعت بڑی سختی سے منع ہے۔ 1920ء اور 1930ء کے عشرے میں اسلامی اقدار پہ بہت سخت حملے کیے گئے۔ قرآنی نسخوں کو جلا دیا گیا یا ان کو قبرستانوں میں دفن کر دیا گیا۔ تمام تر اسلامی مدارس کو 1920ء کے اواخر تک بند کر دیا گیا تھا۔ عربی زبان و ادب صرف خفیہ طور طریقے سے پڑھا جاتا تھا۔ جس کا ایک غلط اندازہ 1952ء میں لگایا گیا۔ بہت سارے مدارس اور خانقاہیں بخارا میں بند کر دی گئیں جن کی تعداد روسی انقلاب سے قبل 45000 تھی وہ کم ہو کر تقریباً 8,000 رہ گئی تھی۔ (۲)

---

(1). Dr. Mustafa, E.S.R.C(Economic & Social Research Counil),Researsh Paper,Published on October 1998 ,p 3.

(2) Zeyno Baran "Understanding Sufism and its Potential Role in US Policy" Nixon Center Conference Report, March 2004,p 19.

Scanned by CamScanner

فصل دوم

اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ کی سیاسی اور مسلح جدوجہد

Scanned by CamScanner

سلاسل کا سیاسی کردار

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں زار شاہی دور کے بعد جب کیمونسٹ انقلاب آیا تو اس وقت مسلمان مجموعی دو صدیوں کی غلامی میں پس رہے تھے۔ علاوہ ازیں اقوام سے مختلف علاقوں میں اکثریت اور صدیوں پرانی ہونے کے باوجود کسی طور پر ان کا کوئی کردار نظر نہیں آتا تھا۔ چونکہ پچھلی اٹھارہ صدی سے اس خطے کے مسلمان حقوق سے محروم تھے۔ مذہبی، سیاسی، سماجی، اقتصادی، معاشی اور معاشرتی تمام حقوق انسانی صرف مسلمان ہونے کی پاداش میں غصب کر لیے گئے تھے اس دور ظلم میں صوفیاء سلاسل نے خانقاہوں سے نکل کر باطل طاغوتی نظام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا جو کہ ان کے اسلاف کا طریقہ تھا۔ وہ اسلاف جو ہر زمانے میں وقت کے بادشاہوں اور ظالموں کا مقابلہ کرتے تھے۔ صرف اپنی ذات تک محدود ہونے کی بجائے اسلام کے سیاسی پہلو کی تکمیل کے لیے یہ سلاسل آگے کرتے ہوئے اور اسلامی اخلاقی طور پر جیسے کہ حسن ہے اسلام کے سیاسی پلیٹ فارم پر کام کر رہی ہے جو عہد کی اور روسی استبداد پر ایسی خانقاہوں سے اٹھ کر ہم تصوف کی حمایت کر سکتی ہے۔

زار روس کی سلطنت میں مسلمانوں میں سیاسی بیداری انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں شروع ہوئی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب اسلامی ریاستوں کے دوسرے حصوں میں مسلمان بیدار ہو رہے تھے۔ روسی مسلمانوں کے رہنماؤں میں قابل ذکر ہیں مرجانی، حسین فیض خان، عبدالقیوم ناصری اور اسماعیل گسپرالی شامل ہیں۔ قازان اور کریمیا کے علاوہ روسی مسلمانوں کی بیداری کا ایک اور مرکز آذربائیجان تھا۔ قازان، آذربائیجان اور کریمیا کے ان مسلمان رہنماؤں کی کوششوں سے روسی مسلمانوں میں جو بیداری پیدا ہوئی اس نے بعد میں سیاسی شکل اختیار کر لی۔ اس سیاسی تحریک نے مسلمانوں کو سیاسی حوالے سے آواز بلند کرنے کا ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔ روسی مسلمان آزادی کی بات کرنے لگے قربانیاں دینے لگے اور اس طرح روکی ہوئی اور سوئی ہوئی اس خطے کی مسلمان قوم میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی۔ سلاسل تصوف نے انہیں آزادی اظہار کے بہترین مواقع فراہم کیے اور ان کی سیاسی نظریاتی تربیت بھی کی۔

سلاسل کے سیاسی کردار کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" In the case of the Naqshbandis, this political activity can be seen in the wide range of contemporary publishing they engage in, including English texts. Likewise, modern Sufi societies also engage

Scanned by CamScanner

in the maintenance of professional on-line Web-sites (Internet resources) promoting their order, and explaining the Sufi role in resisting Russian penetration of the Caucasus".(1)

تصوف نے بالخصوص وسط ایشیاء میں اپنے ملتجائے کمال کو پہنچتے ہوئے سماجی، معاشرتی، اخلاقی، روحانی، ذہنی، سماجی اور عمرانی اعتبار سے اسلام کی ایک مکمل اور جامع تشریح پیش کرتے ہوئے اس کے سیاسی نظام کو بھی سہارا دیئے اور اس کی موثر نمائندگی میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اسلام کے اس سیاسی رخ کو جو کہ صوفیہ کی بدولت بہت حد تک واضح ہوا نظر انداز کرنا نا انصافی کے مترادف ہوگا۔

وسطی ایشیاء میں تصوف کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

"Sufism is basically an individualised, socially critical form of Islam which has spread through major sectors of the Islamic world, and has a very strong role to play in the politics of Central Asia.Sufism is essentially a mystical form of Islam emphasizing the relationship between the individual and God".(2)

قادریہ اور نقشبندیہ سلسلہ کے مشائخ

بیسویں صدی عیسوی کی ابتدا میں سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سلسلے نے سیاسی حوالے سے اتنی زیادہ مداخلت نہ کی۔ ان کی نسبت سلسلہ سہروردیہ اور نقشبندیہ سلسلے کے مشائخ نے ہمیشہ حکمرانوں کو للکارا اور سیاسی حوالے سے اسلام کے تحفظ کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرتے رہے جبکہ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سلسلے کے مشائخ اور خلفاء نے عوام کو اللہ رب العزت سے تعلق، نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کی

(1) ARBERRY, a.j. sUFISM: An Account of the Mystics of Islam, London, Allen & Wnvin, 1950, p58.

(2) ARBERRY, a.j. p58.

Scanned by CamScanner

طرف توجہ دی لیکن جب اسلام پر مشکل وقت آیا اور زار شاہی مظالم کے بعد کیمونسٹوں کے مظالم بھی بڑھنے لگے تو ان سلاسل کے مشائخ نے جہاں تک ممکن تھا آگے بڑھ کر کفر والحاد کی ان سازشوں کو ناکام بنایا۔ اور اسلام کی سیاسی حوالے سے بقا کے لیے اپنا کردار نہایت احسن طریقے سے ادا کیا۔(1)

کیونکہ اس وقت ضرورت اس امر کی تھی کہ سیاسی سطح پر عوام کو یہ باور کرا دیا جائے کہ اپنے حقوق کی جنگ کے لیے تمہیں اٹھ کھڑے ہونا ہے۔ سیاسی سطح پر موثر نمائندگی کا حصول ممکن ہوگا تو جب ہی ایک بڑی اقلیت مطالبات منوا سکتی ہے۔ وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کے احیاء اور سیاسی کردار ادا کرنے کے بارے میں میں صوفیاء کرام کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف R.James Ferguson صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

" Sufi orders have had a major influence on 20th century Central Asia, and today form one of the main currents of Islam in contemporary political life. Estimates of the number involved in Sufi circles are difficult to make, but Russian surveys of the 1970s suggested that of a population of 27 million, there would have been some 500,000 involved in Sufi brotherhoods, which Bennigsten and Wimbush suggest is a 'reasonably understated figure'. Earlier Sufi orders included the Qadiris, the Chishtis (both of which avoided direct political involvement), and the Suhrawardis and Naqshbandis, who helped give advice to Muslim rulers. In the case of the Naqshbandis, this political activity can be seen in the wide range of contemporary publishing they engage in, including English texts"(2).

---

(1). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union, Berkeley, University of California Press, 1985, p57.

(2). R. James Ferguson , " Meeting on the road: Cosmopolitan Islamic culture and the Politics of Sufism (CEWCES) Research Papers,Bond University Press,1996,Queensland,Australia,p10.

Scanned by CamScanner

سلاسل تصوف کے مشائخ نے اسلام کے سیاسی پہلو کو بھی اجاگر کیا اور اس کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ اس بارے میں مصنف کہتا ہے۔

"Central Asia is considered to be a centre of Sufism. Sufism has played a significant role in fighting against Tsars of Russia and Soviet colonization. Here, Sufis and their different orders are the main religious sources. It is the common belief that in Sufism mundane activities such as politics, involvement in state business and fighting are abhorred and avoided but the history of Sufism in Central Asia tells the other story. Different Sufi orders came forward to safeguard Islam and interests of the Muslims. They not only fought for the Muslim cause but also took active part in the indigenous politics".(1)

سیاسی معاہدوں کا یہ ڈھانچہ بہت اچھا ثابت ہوگا۔ تاریخ مختلف طور پر بتاتی ہے کہ ایک مستند تاریخی حقائق کے بارے میں کہ صوفیہ کے بہت سارے سلاسل سیاست میں کچھ اثر و رسوخ رکھنے کے لیے شامل ہوئے۔ نقشبندیہ اور قادریہ سلاسل چودھویں صدی سے قفقاز، وسطی ایشیا، ترکی اور وولگا خطہ میں سیاست میں شامل رہے۔ پچھلی صدی ہجری سے قرون وسطیٰ تک کے مشائخ کی سوانح حیات سے آج کے مشائخ کے لیے سند اور مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ جنہوں نے ریاست میں اسلام کے سیاسی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے سیاست میں اپنا کردار ادا کیا۔ (۲)

---

(1) Dr. Farhat Alvi, " The Significant Role of Sufism in Central Asia , P 6

(2) Martha Brill Olcott "Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization?" (Carnagie Papers) P.36

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء میں صوفیہ نے IRP(Islamic Renaissance Party) کے نام سے ایک پارٹی بنائی ہے۔ جس کا مقصد اسلامی تشخص کا احیاء ہے۔ یہ اسلام کے روحانی نظام کے ساتھ ساتھ اس کے سیاسی نظام کے تحفظ کے لیے بھی کوششیں کر رہی ہے۔

گو کہ زار شاہی دور میں وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا سیاست کی طرف رجحان اتنا زیادہ نہ تھا لیکن انیسویں صدی میں جب اسلامی سیاسی جماعتیں تشکیل کے مراحل میں تھیں تب بھی سیاسی حوالے سے مشائخ نے اپنا کردار ادا کیا اور اسلام کے سیاسی نظام کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کرتی رہیں۔ لیکن بالشویک دور میں اس اسلامی سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی گئی۔ وسطی ایشیاء کی تاریخ میں دو دور ایسے آئے ہیں کہ جب تصوف سیاسی حوالے سے بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔ کیونکہ مشائخ کے پاس اسلامی نظریات وعقائد پر عمل کرنے کے لیے ایک آزاد خطے کی ضرورت تھی اور یہاں تو ان کا مسلمان ہونا ہی ان کے لیے بہت بڑا چیلنج بن گیا تھا۔ لہذا انہوں نے تمام تر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور سیاسی سطح پر اسلام کی نمائندگی کے لیے نہ صرف اپنے آپ کو پیش کیا بلکہ عوام میں بھی سیاسی جدوجہد کا شعور بیدار کیا۔

تاجکستان میں اسلامی تشخص کی بحالی میں مشائخ کی سیاسی جدوجہد کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

"In the history of Tajikistan, the Islamic movement cannot be separated from the story of the violent conflict that took place in this country in the 1990s, because Tajik Islamists constituted the core group of one of the opposing sides. Throughout the different periods of its history, the Islamic movement in Tajikistan has undergone serious evolution, in which seven discrete stages can be distinguished.

The first period of this movement covers the 1970s and 1980s, when several small underground Islamic organizations, fouced on religious education and the dissemination of the Muslim

Scanned by CamScanner

Brotherhood's ideas, came into being in the rupublic."(1)

مسلمانوں کی سیاسی پارٹی کا قیام

وسطی ایشیاء کے مسلمانوں نے اپنے سیاسی حقوق کے لئے ایک پلیٹ فارم قائم کرنے کا فیصلہ کیا اس کے لیے

انہوں نے سیاسی پارٹی بنائی۔ اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

"The second period began in summer of 1990 with the birth in the USSR of the Islamic Revival Party(IRP), in which representatives of Tajikistan actively participated, and ended in November 1991, when the national Islamic Revival Party of Tajikistan(IRPT) was established. During this period, the Tajik Islamic activits built their main power base in the Bharm Karategin group of regions, and since then they have been strongly committed to the interest of the regional elites of this group of regions. This period was also the beginning of direct confronation with the ruling regime. Intitially this confrontation was provoked by the February 1990 events in Dushanbe. The next stage of confrontation began upon the failure of the August 1991 coup in Moscow and ended with the election of Rahmon Babiev as president of Tajikistan in November 1991".(2)

یہی وجہ ہے کہ ازبکستان اور تاجکستان میں IRP پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ کرغزستان اور اس سے ملحقہ

(1) Martha Brill Olcott "Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization?" (Carnegie Papers) P.36

(2) .IMART, Guy "The Islamic Impact on Kirghiz Ethnicity", Nationalities Papers, 14 nos. 1-2, Spring-Fall 1986, p65.

Scanned by CamScanner

ان مشائخ کی تحریک اسلامی عظمت اور آگہی کا نشان بن گئی ہے۔

سیاسی معاملات پر مشائخ کی نظر

بیسویں صدی عیسوی میں سلاسل تصوف نے وسطی ایشیاء میں بہت زیادہ اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اسلام اس خطے میں اسلام روحانی اعتبار سے مضبوط ہوا بلکہ ان مشائخ کی بدولت سیاسی اعتبار سے بھی مسلمانوں نے روسیوں کے خلاف اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ یہاں پر بسنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان سلاسل سے وابستہ ہو گئی۔ 1970ء میں ایک سروے کے مطابق ستائیس ملین کی آبادی میں تقریباً پانچ لاکھ افراد ہیں جو کہ سلاسل تصوف سے وابستہ ہیں۔ جو روسیوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔(1)

مشائخ کی سیاست سے وابستگی کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Historically Dagestani tariqatists, especially those o Naqshbandi tariqa, have been much more involved in politics thai Sufis elsewhere in Islamic world. Under perestroika Dagestani Sufi and traditionalist Muslims generally returned to public life an challenged the legitimacy of the Soviet Islamic officialdom represented by the Spiritual Board of Muslims of the Nort Caucasus, or DUMSK".(2)

سلسلہ سہروردیہ اور نقشبندیہ سلسلہ کے مشائخ نے ہمیشہ حکمرانوں کو للکارا اور سیاسی حوالے سے اسلام کے نفس کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرتے رہے جبکہ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سلسلہ کے مشائخ اور خلفاء نے عوام کو اللہ رب

---

(1). IMART, Guy "The Islamic Impact on Kirghiz Ethnicity", Nationalities Papers, 14 nos. 1-2, Spring-Fall 1986, p65.

(2).Vitalii Vi a cheslavovich Naumkin ,"Radical Islam in Central Asia: Between Pen a Rifle" Published 2005, Rowman & Littlefield,p 89

Scanned by CamScanner

سلسلہ سہروردیہ اور نقشبندیہ سلسلے کے مشائخ نے بعض حکمرانوں کو للکارا اور سیاسی حوالے سے اسلام کے تشخص کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرتے رہے جبکہ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سلسلے کے مشائخ اور علماء نے عوام کو اللہ رب العزت سے تعلق، نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کی طرف توجہ دی لیکن جب اسلام پر مشکل وقت آیا اور زارشاہی مظالم کے بعد کیمونسٹوں کے مظالم بھی بڑھنے لگے تو تمام سلاسل کے مشائخ نے کفر و الحاد کی ان سازشوں کو ناکام بنایا۔ مصنف اس بارے میں بیان کرتا ہے۔

" In the case of the Naqshbandis, this political activity can be seen in the wide range of contemporary publishing they engage in, including English texts. Likewise, modern Sufi societies also engage n the maintenance of professional on-line Web-sites (internet resources) promoting their order, and explaining the Sufi role in resisting Russian penetration of the Caucasus".(1)

آذربائیجان میں سیاسی بیداری

زار روس کی سلطنت میں مسلمانوں میں سیاسی بیداری انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں شروع ہوئی۔ یہ وہی زمانہ ہے جب اسلامی ریاستوں کے دوسرے حصوں میں مسلمان بیدار ہو رہے تھے۔ روسی مسلمانوں کے رہنماؤں میں شہاب الدین مرجانی، حسین فیض خان، عبدالقیوم ناصری اور اسماعیل گسپرالی شامل ہیں۔ قازان اور کریمیا کے علاوہ روسی مسلمانوں کی بیداری کا ایک اور بڑا مرکز آذربائیجان تھا۔ قازان، آذربائیجان اور کریمیا کے ان مسلمان راہنماؤں کی کوششوں سے روسی مسلمانوں میں جو بیداری پیدا ہوئی اس نے جلد ہی سیاسی رنگ اختیار کرلیا۔ (۲)

---

(1). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. " Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union", Berkeley, University of California Press, 1985, p65

(۲) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور، ص ۳۵

Scanned by CamScanner

مشائخ کی طرف سے سیاسی حکمت عملی

مشائخ نے سیاسی سطح پر ایک منظم اور مربوط حکمت عملی کے تحت اسلام کی عصرِ رواں کے مطابق تشریح کرکے زمانے کے چیلنجز کا سامنا کیا اور ہر پلیٹ فارم پر اسلام کے سیاسی پہلو کا دفاع کیا اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" An alternative approach is to allow a genuine Islamic opposition to develop and engage in elections and parliamentary procedures - In such an environment more moderate forms of Islam are likely to dominate. These factors made Sufism suspect to those who wished to insist on a narrow and orthodox form of Islam, as well as those who wished to reinforce the authoritarian power of the state through the use of religion ".(1)

سیاسی پارٹیوں میں مشائخ کا اثر و رسوخ

مشائخ کی اہمیت اور سیاسی پارٹیوں کے لیے انکی ضرورت اور ان پارٹیوں میں ان کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے۔ اس حوالے سے مصنف بیان کرتا ہے۔

" Yet many political parties in Central Asia now take Islamic considerations into account, at the religious and cultural level, while grass-roots Sufi movements form part of the identity and awareness of many people in the region, e.g. on the formation of Kirghiz ethnicity especially"(2).

(1). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and External Dimensions", Journal of Islamic Studies, 7 no. 2, 1996, p29.

(2) .IMART, Guy "The Islamic Impact on Kirghiz Ethnicity", Nationalities Papers, 14 nos. 1-2, Spring-Fall 1986,p65.

Scanned by CamScanner

مشائخ تصوف کی روسی استبداد کے خلاف مسلح جدوجہد

انقلاب روس کے بعد اشتراکیت کا پھیلاؤ جس شد و مد کے ساتھ جاری تھا اس میں کمی آ گئی۔ مسلمانوں میں سیاسی اعتبار سے اتنی مزاحمت نہ تھی لیکن اسلامی شعائر کے تحفظ اور احیاء میں مشائخ نے زیر زمین اور بعض نے اعلانیہ اپنا کردار ادا کیا اور اسلام کے روحانی پہلوؤں کو اس انتصابی اور ظالمانہ معاشرے میں زندہ و جاوید رکھا۔ اس ضمن میں بالعموم اکیسویں صدی اور بالخصوص گزشتہ تین چار دہائیوں تک مسلم مشائخ نے اپنا بہت اہم کردار ادا کیا۔ ان میں سے بالخصوص نقشبندی سلسلہ تصوف کا کردار بہت موثر اور قابل تعریف ہے۔ کیونکہ ان مشائخ نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی اسلام کی شمع کو روشن رکھا اور اپنی حیثیت کے مطابق اسلام کی خدمت کی۔

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں انقلاب روس کے بعد مشائخ نے انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں مسلم دینی تشخص کے تحفظ میں سیاسی، سماجی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی، علمی، فکری، نظریاتی، اخلاقی اور روحانی حوالے سے جدوجہد کی اور وسطی ایشیاء میں اسلام کی موجودگی ہے وہ انہی مشائخ تصوف کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ کئی ایسے مشائخ بھی تھے جو روسی استبداد کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ حق کی خاطر انہوں نے سولی پر چڑھ جانا پسند کیا لیکن اپنے مذہب، دین اور اسلام کے نام پر سمجھوتہ نہیں کیا اور بظاہر بے نامی کی شہادت کو گلے لگایا۔ ان میں سے کئی مشائخ کے نام تاریخ کی کتابوں سے مٹ چکے ہیں لیکن وہ خطے، وہ علاقے اور وہاں کی فضائیں ان کی قربانیوں کی داستانیں لے کر کوہ قاف کی پہاڑیوں کی بلندیوں تک پہنچاتی رہیں گیں۔

بیسویں صدی عیسوی کے یہ مشائخ جنکا ذکر عموی طور پر ملتا ہے۔ کہ جنہوں نے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے نام ونسب، مقام ومرتبہ، جاہ ومنصب، دنیاوی طمع ولالچ اور مصلحت پسندی سے مبرا ہو کر تن، من اور دھن کی قربانیاں دیں۔ تعلیم وتربیت، ذکر وفکر، علم وحکمت اور وعظ ونصیحت کے ذریعے خفیہ یا اعلانیہ جیسے بھی ممکن ہوا ان مشائخ تصوف نے جبر واستبداد کے اس طاغوتی نظام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں

کیمونسٹ انقلاب اور اس کے بعد روسی مسلم ریاستوں کی آزادی کے درمیان گزرے ہوئے ان ستر سالوں میں اس خطے میں بہت اہم سیاسی وجغرافیائی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئیں۔ وہ سپر پاور جو کہ ایک وقت میں پوری دنیا پر اپنی حکمرانی کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ اور جس کے مظالم اور جبر و بربریت کی اتنی ہولناک داستانیں تاریخ میں سیاہ باب لئے موجود رہیں گیں اور یہ دکھلاتی رہیں گی کہ ہوس اور اقتدار کا نشہ حاکموں اور پھر ان حاکموں کی اتباع کرنے

Scanned by CamScanner

والی عوام آنے والی نسلوں میں کتنا دلخراش تصور لئے ہوئے ہے۔

وسطی ایشیاء میں مشائخ تصوف نے اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء کے لیے بہت سیاسی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی، روحانی اور مذہبی سطح پر کاوشیں کیں۔ انہوں نے اسلام کی منشاء اور اس کے مزاج کو سمجھا اور صرف دعوت و تبلیغ سے ہٹ کر انقلابی جدوجہد کی ضرورت کو سمجھا اور روسی استبداد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اقوام عالم کو یہ باور کروایا کہ مسلمان اپنے دین کی سربلندی، اقامت اور احیاء کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی دے سکتے ہیں۔ سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ان مشائخ تصوف نے ظالم طاغوتی نظام کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ اس جدوجہد کو ایمان کی لذت سے سرشار ان مشائخ نے اپنے خون سے جاری رکھا اور یہ ثابت کر دیا کہ جب دین کی عزت و حرمت اور اس کی بقا خطرے میں ہو تو تمام تر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آگ و خون کے ہولناک دریا میں کود پڑے اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک پیغام دیا کہ تصوف فقط قال اور حال ہی نہیں بلکہ دین، شریعت اور حرمت اسلام پر کٹ مرنے کا درس بھی دیتا ہے۔

اٹھارویں صدی میں صوفیاء نے قفقاز میں زار شاہی نظام کے خلاف جو جدوجہد شروع کی وہ انیسویں صدی کے آخر تک جاری رہی۔ 1898ء میں وادی فرغانہ میں نقشبندی مشائخ نے علم بغاوت بلند کیا۔ داغستان اور چیچنیا کی ریاستوں میں یہ مشائخ اپنے مریدین کے ہمراہ 1920ء تا 1924ء تک روسی استبداد سے برسرپیکار رہیں۔ پھر روسیوں کے مظالم اور مسلم کش پالیسیوں کے رد عمل کے طور پر بسماچی تحریک کا آغاز ہوا۔ بسماچی تحریک 1918ء سے 1928ء تک چلی۔ چیچنیا میں مشائخ نے 1941ء تک روسیوں کے خلاف جنگ لڑی۔ کیونکہ اس وقت ان علاقوں کے مسلمان اچھی طرح سمجھتے تھے کہ 1917ء کے سرخ انقلاب سے روس کی قیادت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ وہی روس ہے جو اس سے قبل انہیں مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ 1917ء میں قبائلی سردار سید حسین خان نے روس کے خلاف بغاوت کی اور جام شہادت نوش کیا اس سے پہلے 1571ء، 1874ء، 1680ء اور 1608ء میں مسلسل کئی بغاوتیں ہوئیں۔ تقریباً ایک صدی تک باشکیر جو کہ سائبیریا کے آخری حکمران کچر خان کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔(1)

(1) جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز، ٹیمپل روڈ، لاہور، ص ۴۳

Scanned by CamScanner

نقشبندی مشائخ

روس جب داغستان اور اس سے ملحقہ علاقوں میں اسلام کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا تو اس کو سب سے زیادہ مزاحمت اس وقت نقشبندی صوفیاء کے سلسلے سے ہوئی۔ جن میں شیخ منصور عشرہ Ushurma، جو کہ چیچنیا کے نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف سے متصل تھے اور 1785ء سے 1791ء تک ایک منظم جدوجہد کی بنیاد رکھی۔ چیچنیا اور شمالی داغستان کے مسلمانوں کو متحد کیا اور روسیوں کے خلاف مقدس جنگ شروع کی۔ شیخ منصور کے مریدین نے روسی افواج کو محصور کر لیا اور انہیں اکو دریائے سونجا Sunja تک دھکیل دیا۔ لیکن اس کے بعد شیخ منصور اور ان کے فدائین کی گرفت کمزور پڑ گئی۔ 1791ء میں شیخ منصور کو گرفتار کر لیا گیا۔ نقشبندی بظاہر شمالی قفقاز سے تقریباً تیس سال تک غائب رہے لیکن انکی جہاد کے لیے تیاری زیر زمین جاری رہی۔ اور انہوں نے اسلام کو متحد کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔

شیخ منصور جو ایک چیچن نقشبندی صوفی تھے، نے ایک بخارا کے حاجی سے تحریک پا کر 1785ء تا 1791ء تک کے مختصر عرصے کے لیے انتظام سنبھالا۔ اس نے بڑی تعداد میں شمالی قفقاز کے بے شمار باشندوں کو متفق کیا اور چیچنیا، داغستان سے لے کر Kuban تک روسیوں کے خلاف مقدس جنگ کرنے کے لیے ان کو متحد کیا۔

1785ء میں شیخ منصور کے جنگجوؤں نے روس کی مشہور اور قابلِ ذکر فوج کو گھیرے میں لے کر دریائے سونجا (Sunja) کے کنارے مکمل طور پر اس کو نیست و نابود کر دیا۔ جو کیتھرائن (دوئم) کی فوج کے لیے سب سے بڑی شکست تھی۔ اس وقت البتہ نقشبندیہ سلسلہ کی جڑیں عوام میں اتنی مضبوط نہ ہونے کی بنا پر روسی پھر اس قابل ہو گئے کہ اس وقت انہوں نے شمالی کاؤکاسس کے باشندوں کو شکست دی جب 1791ء میں Ottoman کا قلعہ Anapa گرا دیا گیا۔ شیخ منصورؒ محبوس ہو گئے جن کو Schlusselburg کی جیل میں رکھا گیا اور اسی جیل میں ان کا 1793ء میں انتقال ہو گیا۔(1)

اس کے بعد غزوات کا دور ہے 1824ء تا 1922ء تک کا ہے۔ اس دوران جو جنگیں یا مزاحمت ہوئی

---

(1). Abdurakhman , "The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" Published 1996 C. Hurst & Co Publishers Chapter 4,P.8

Scanned by CamScanner

روسیوں کے خلاف اس کو مقدس جنگوں کا نام دیا گیا۔ اس دوران شمالی قفقاز مکمل طور پر تبدیل ہو گیا، روایتی اشاہی نظام بدل دیا گیا اور تصوف نے ایک نیا نظریہ اور سوچ متعارف کروائی جس نے مساوات کا درس دیا اور یہ نظریہ عوام میں رچ بس گیا۔ باہمی اتحاد کی فضا قائم ہوئی اسلامی قوانین رائج کیے گئے۔ عربی زبان و ثقافت داغستان اور اس سے ملحقہ علاقوں میں ترویج کی گئی۔

صوفیاء کی مسلح جدوجہد کے حوالے روشنی ڈالتے ہوئے مصنف رقمطراز ہے۔

" Under the leadership of Khalid Baghdadi (1776-1827), the Naqshbandi order in particular became involved in the struggle against the liberalism of Moghul leader Akbar in India, and then against Czarist forces in the Caucasus. Imam Shamil, himself a Sufi, with the aid of Naqshbandis fighters expelled Czarist forces from the Caucasus and set up a strong resistance down to his surrender in 1859".(1)

شیخ خالد بغدادی (1776-1827) کی قیادت میں نقشبندی سلسلہ شمالی قفقاز کے علاقہ میں روسی افواج کے خلاف برسرپیکار ہو گیا۔ شیخ منصور نقشبندی سلسلے سے وابستہ تھے۔ پہلے شخص تھے جنہوں نے روسیوں کی جارحیت کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے۔ آخر 1791ء میں روسیوں نے انہیں پکڑ لیا اور بغاوت کا مقدمہ چلا کر عمر قید کی سزا دی لیکن دو برس ہی گزرے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ 1872ء میں 1879ء سے 1887ء تک اور پھر سوویت زاروں کے عہد میں 1920ء سے 1925ء تک جن نقشبندی مشائخ نے روسی استبداد کے خلاف مسلح مزاحمت کی ان میں حاجی ایشان قل قرا، شیخ مراد قربان، امام نجم الدین گوتزو اور شیخ اوزن حاجی کے نام نمایاں ہیں۔ 1898ء میں اندجان کی بغاوت کے رہنما ایشان محمد علی تھے اور وہ نقشبندی مرشد تھے۔ (۲)

---

(1). WHEELER, G.E. "Islam in the USSR", in ARBERRY, A.J. (ed.) Religion in the Middle EastCambridge, CUP, 1969, Vol., p149

(۲) مسلم امہ سوویت روس میں، آباد شاہ پوری، باب چہارم، ص ۱۳۱، ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد

Scanned by CamScanner

مریدیہ تحریک

تیس برس تک نقشبندی شمالی قفقاز سے غائب رہے لیکن جہادی جذبے کی یاد میں مستقبل کی ایک "مریدیہ تحریک" تازہ رہی تاکہ اسلام کی بقا اتحاد اور مسلسل جدوجہد میں ہے۔ 1791ء کے بعد مقبوضہ علاقوں میں یہ مزاحمت گوریلا حملوں کی شکل میں جاری رہی۔ جاگیرداروں کی طرف سے مزاحمت کمزور تھی اس پر روسیوں نے نپولین کی جنگوں سے تازہ فتوحات اور اپنے Ermolov جیسے جرنیلوں کی وجہ سے آسانی سے قابو پالیا۔ روسیوں نے مفتوح علاقوں میں نہایت سفاکانہ اقدامات کیے اور انہوں نے پہلی مرتبہ اہل قفقاز کے خلاف نسل کشی کے حربے بھی استعمال کیے۔ Ottomans کی سلطنت کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ ہوئی اور ایک دفعہ دوبارہ شمالی قفقاز تباہ و برباد ہوتے ہوئے نظر آیا۔(۱)

مریدیہ تحریک جس نے شمالی قفقاز میں ۱۷۸۵ء سے ۱۷۹۱ء تک اور پھر ۱۸۲۴ء سے ۱۸۵۹ء تک روسی سامراج کی شدید مسلح مزاحمت کی، اس کے بانی شیخ منصور اور دیگر رہنما، شیخ محمد، غازی محمد، حمزہ بیگ اور امام شاملؒ سب نقشبندی شیوخ اور امام تھے۔ اس طرح تصوف کی یہ پہلی تحریک تھی جو روسی سامراجیوں کے مقابلے میں جہاد و قتال میں اتری اور ۳۳ برس تک معرکہ آرا رہی۔ امام شاملؒ کی شکست اور گرفتاری کے بعد انیسویں صدی کے آٹھویں عشرے سے ۱۹۲۵-۲۸ء تک شمالی قفقاز میں جتنی بغاوتیں ہوئیں ان سب کی قیادت نقشبندی شیوخ اور اس سلسلے سے وابستہ افراد نے کی نقشبندی سلسلے کی سرگرمیاں شمالی قفقاز ہی تک محدود نہ تھیں بلکہ وہ ترکستان میں بھی اسلامی زندگی کے فروغ اور بلاد اسلامی کے دفاع اور جہاد در راہ حق کا نشان بنے ہوئے تھے۔ یہاں بھی روس کی سامراجی یلغار کے آگے نقشبندی شیوخ ہی کھڑے ہوئے اور سوویت انقلاب سے پہلے ہونے والی تمام بغاوتوں کی قیادت انہی کے ہاتھ میں تھی بسماچی تحریک کے متعدد رہنما بھی نقشبندی تھے۔

امام شاملؒ کا دور 1824-59ء تک کا ہے اس کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

"The same ideology of Muridism-military jihad inspired by the

---

(1). Abdurakhman , "The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" Published 1996 C. Hurst & Co Publishers Chapter 4,P.5

Scanned by CamScanner

Sufi orders combined with the age-old traditions of freedom of a 'democratic' clanic mountain society- brought the North Caucasians again to the well-trodden battlefields of Sheikh Mansur and Imam Shamil in 1877-8, and once more in 1920-21. In 1922, after the last great uprising inspired by the militant tariqat, the North Caucasus was finally subjugated and seemingly pacified. In fact all the problems remained. The fifth phase, from 1922 to the present.(1)

مقدس جنگیں

چوتھا مرحلہ 1824ء سے لے کر 1922ء تک کا ہے جو کہ "مقدس جنگوں" کے دور سے جانا جاتا ہے۔ اس عرصے کے دوران شمالی قفقاز میں بہت تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ جاگیرداری نظام کی جگہ چھوٹے قبائل اور آزاد کسان سوسائٹی نے لے لی اور صوفیانہ احکام نے نیا نظریہ روشناس کرا دیا جو لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا۔ شرعی قوانین میں ہم آہنگی اپنائی گئی جو روایتی، رسمی اور مروجہ قوانین کے برعکس تھی۔ عربی زبان و ثقافت داغستان سے مغربی Adyghe کی آبادیوں تک پھیل گئی اور کافرانہ عقائد و رسومات نے ختم ہو کر اسلامی تعلیمات کی جگہ لے لی جو 1860ء کی دہائی میں وقوع پذیر ہوئی تھیں۔

مریدانہ تحریک اور امام شامل کی امامت کا دور 1824ء سے 1859ء تک بہت معروف ہوا ایک غیر ملکی حملہ آور کے خلاف اگرچہ ایک شدید اور طویل مسلح جدوجہد کے بعد شمالی قفقاز کو ناکامی ہوئی مگر مایوسی نہ ہوئی۔ اس مایوسی کے نہ ہونے کی بنیادی وجہ وہی نظریہ مریدازم (سلسلہ مریدیہ) اور جذبہ جہاد تھا جس کی ترغیب صوفی مشائخ نے دی۔ اور اس کے ساتھ آزادی اور جمہوریت کی روایات کارفرما تھیں جو کہ کوہستانی معاشرے میں قبیلوں کی شکل میں موجود تھیں اسی وجہ سے شمالی قفقاز کو 8-1877ء میں شیخ منصورؒ اور امام شاملؒ دوبارہ میدان کارزار میں لے

(1). Abdurakhman , "The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" Published 1996 C. Hurst & Co Publishers Chapter 4,P.5

Scanned by CamScanner

آئے۔ یہ علاقہ صوفیانہ فیوضات سے منور ہوا اور ان فیض یاب لوگوں کو بیداری ملی تو شمالی قفقاز آخری بار مضطرب ہوا اور یہ دور کے لیے اہل علاقہ کو امن نصیب ہوا مگر بنیادی مشکلات ابھی تک قائم رہیں۔

توسیع پسندی کے خلاف مشائخ کی مزاحمت

توسیع پسندی کے خلاف مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی جانب سے مزاحمت کی جاتی رہی۔ مثلاً داغستان میں امام شامل کی جانب سے مزاحمت کے سبب قفقاز کے علاقے میں روس کی توسیع پسندی میں کم از کم 25 برس کا عرصہ لگ گیا۔ امام شامل ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے صرف و نحو، منطق، عربی اور علم الکلام میں دسترس حاصل کی اور اہل وطن کی نظر میں مقام احترام پیدا کیا۔ وہ 1830ء میں غازی محمد کے روحانی سلسلہ "مریدیہ" میں داخل ہوئے۔ غازی محمد نے داغستان پر 1813ء سے روسی قبضے کے خلاف علم جہاد بلند کر رکھا تھا۔ غازی محمد 1832ء میں روسیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حمزہ بیگ جو سلسلہ "مریدیہ" کے دوسرے امام بنائے گئے سازش کے تحت 1834ء میں قتل ہو گئے جس کے بعد امام شامل تیسرے امام بنائے گئے۔ اسی مریدیہ تحریک کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" The revolt of Andijan, in the administrative district of Farghana, was completely unexpected and unprovoked. In fact, hoever, the seed of revolt had been sown years before its occurrence, when Ishan Madali formed a Muridist group near the garrison cityof Andijan and the administrative center of Marghelan, in the Farghana Valley. He mobilized the population and eventually preached in public of the need for "Holy war".(1)

سلسلہ قادریہ کی ابتداء بارھویں صدی عیسوی میں بغداد سے ہوئی۔ وسطی ایشیاء میں بالخصوص داغستان،

1.Bruce G. Privratsky," Muslim Turkistan Published by Roulledge Press 2001 .p 68

Scanned by CamScanner

داغستان اور چیچنیا کے علاقوں میں 1861ء میں حاجی کنتا کے ذریعے پھیلا۔ چیچنیا اس کا مرکز رہا۔ حاجی کنتا روحانی عبادات و ریاضت کے ذریعے کافی پر اثر شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے ذکر بالجہر کی اجازت دی۔ سماع کو بھی اسلام کی تبلیغ کا ایک ذریعہ مانتے تھے۔ شروع میں انہوں نے روسیوں کے ساتھ مصالحانہ رویہ اپنایا۔ ان کے کافی سارے مرید امام شامل کے ساتھ روسیوں کے خلاف مسلح جدوجہد میں شریک ہوئے۔ 1864ء میں حاجی کنتا کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی سال چیچنیا میں روسی افواج نے تقریباً 4,000 کے قریب قادری سلسلے سے تعلق رکھنے والے مریدین کو شہید کر دیا۔ اس سلسلے کے بقیہ مشائخ روحانی اعتبار سے کافی مضبوط اور متاثر کن شخصیات کے حامل تھے۔ حاجی کنتا کی جلاوطنی کے باوجود سوویت یونین میں بالعموم اور چیچنیا میں بالخصوص انکے مریدین کا حلقہ اثر رہا۔ 1865ء سے 1879-80ء تک قادری سلسلے کے مشائخ نے زارشاہی اور بالشویک تحریکوں کے خلاف بہت موثر مسلح مزاحمت جاری رکھی۔ یہ مسلح جدوجہد کا عرصہ داغستان اور چیچنیا میں خونی انقلابی جدوجہد کا عرصہ سمجھا جاتا ہے۔(1)

قادریہ اور نقشبندیہ تحریکوں کی مسلح مزاحمت بعد میں اوزن حاجی کے ذریعے روسیوں کے خلاف تقریباً آٹھ سال جاری رہی۔ مصنف اس بارے میں لکھتا ہے۔

" The Qadiris, and a Naqshbandi movement led by Shaykh Uzun Haji battled for eight years against the White and the Red armies to create a "North Caucasian Emirate," The pious, uncompromising Uzun Haji-whose tomb remains a major pilgrimage site for Chechen Muslims-saw little difference between the Czarist Russians and the atheist communists. "I am weaving a rope," he was quoted by his enemies, "to hang engineers, students and in general all those who write from left to right. His uprising in Daghestan was

(1) کرامت علی خان، وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی قبضے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات)، جنگ پبلشرز، ص ۴۱

Scanned by CamScanner

suppressed in 1926, but the Soviets, branding the Sufis "bandits," "criminals" and "counter-revolutionaries," continued to arrest, execute and deport ".(1)

اسی طرح وسطی ایشیاء جسے ترکستان بھی کہا جاتا تھا کے مسلمانوں نے اشتراکی اقتدار کے خلاف کئی مقامات پہ جدوجہد کی۔ 1917ء سے 1926ء تک بس ماچی (BASMACHI) تحریک جس میں قوم پرست، علماء، زمیندار اور آبادی کا بہت بڑا طبقہ شامل تھا مسلسل مزاحمت جاری رکھی۔ اشتراکی روسیوں کا کہنا تھا کہ انہیں ترکی، چین اور روس یہ چڑھا رہے ہیں کہ اس تحریک کو عوام کی حمایت حاصل نہ تھی۔ اس دور میں وسطی ایشیا میں کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) ابھی پوری طرح منظم نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اس کی حمایت میں کسی عوامی تحریک کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا تھا۔(۲)

نقشبندی صوفیاء اور دیگر مشائخ نے شمالی قفقاز میں 1917ء سے 1925ء تک مسلح جدوجہد جاری رکھی۔ یہ جدوجہد 1926 سے 1929ء تک اس خطے میں جاری رہی۔ اور اس کے بعد 1942-43ء تک روسیوں کے خلاف مشائخ وصوفیہ کی طرف سے مسلح جدوجہد جاری رہی۔ کبھی یہ باقاعدہ جنگ کی صورت میں اور کبھی یہ گوریلا جنگ کی صورت میں جاری رہی۔ اسی طرح بہاء الدین Vaishi(1804-93) نے قازان کے علاقے میں روسیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی۔ اسی طرح مغربی چین اور ترکستان میں نقشبندی مشائخ کی قیادت میں تقریباً پانچ بغاوتیں بالترتیب (1820- 28, 1830, 1847, 1857, 1861) میں لڑی گئیں۔(۳)

---

(1). David Damrel ," The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya" Department of Religious Studies at Arizona State University, Vol. 10, No. 3., © 1997 AAR, Atlanta, GA,P 16

(۲) کرامت علی خان، وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، ص ۳۱

(3) ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p167.

Scanned by CamScanner

امام شامل کے شیوخ

ایک اور صوفی الیاس بن محمد اور شیخ محمد، عبدالرحمن طغری، Thughri(d1882) یہ لوگ داغستان کے مشہور صوفیاء میں سے تھے۔ نزہۃ الاذہان (عربی ڈکشنری) میں ان کا پورا نام شیخ الحاج عبدالرحمن بن احمد عطا طغری تھا۔ انہوں نے خلافت محمد الیاراغی Muhammad al-Yaraghi جو کہ داغستان میں سلسلہ خالدیہ کے بہت مشہور بزرگ تھے۔ وہ 1838ء میں فوت ہوئے اور انہوں نے امام شامل کو سلسلہ تصوف میں لانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ عبدالرحمن عطا طغری خود داغستان کے ایک مشہور صوفی بزرگ اور شاعر شیخ جمال الدین al-Ghazighumuqi(d1866) کے مرید تھے۔(۱)

امام شامل کی دلیرانہ جدوجہد

امام شامل نے چیچنیا اور داغستان میں فوج تیار کرنے کے بعد روسی فوجوں پر حملے کر کے انہیں بہت نقصان پہنچایا۔ 1838ء میں روسیوں نے امام شامل کے ٹھکانوں پر بھرپور حملہ کر کے کچھ دفاعی چوکیوں پر قبضہ کر لیا لیکن وہ امام شامل کو شکست دینے اور گرفتار کرنے میں ناکام رہے۔ امام شامل کئی برس تک روسیوں کے خلاف گوریلا جنگ لڑتے رہے اور ان کی شہرت بطور مجاہد اور ایک نڈر قومی لیڈر کے دور دور تک پھیل گئی۔ یورپ تک میں پراسرار شخصیت کے طور پر انہیں جانا جانے لگا۔ چنانچہ 1858ء میں روسیوں نے بہت بڑی فوج اور دو جرنیلوں کے زیر کمان کئی اطراف سے امام شامل کے ٹھکانوں پر چڑھائی کر دی۔ امام شامل کے حمایتی کئی دیہات کو تاراج کر دیا اور کئی قبائل کو زیر کر لیا۔ اپریل 1859ء میں امال شامل اپنے اگلے مورچوں سے ہٹ کر غنیب کے پہاڑی علاقوں میں مورچہ بند ہو گئے۔ پانچ ماہ تک فریقین میں جنگ جاری رہی۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ مزید جنگ نہیں لڑ سکتے انہوں نے ستمبر 1859ء کو مزاحمت ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک معاہدے کے تحت انہیں ملک بدر کر کے پہلے سینٹ پیٹر برگ (لینن گراڈ) اور بعد میں ماسکو کے قریب رکھا گیا۔ انہوں نے روسی بادشاہ کی اجازت سے حجاز مقدس کا سفر کیا اور مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔(۲)

---

(۱) محمد حامد، ڈاکٹر، امام شامل، نشریات ۲۰۰۷، اردو بازار لاہور، ص ۱۴

(۲) جمال ذکی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ لاہور، ص ۴۵

Scanned by CamScanner

1898ء کی بغاوت ایشان کی قیادت میں برپا ہوئی۔ 1880ء میں روس نے اسلامی علاقوں کو [illegible] (زرد[illegible]) 1877ء تک قفقاز یں اور داغستان ([illegible]) کے لوگوں نے مل کر روس کا مقابلہ کیا۔ [illegible] ترکستان کے بعض علاقوں میں بھی مسلم مجاہد 1930ء تک روس کے خلاف لڑتے رہے۔ [illegible] سلسلہ طریقت سے وابستہ تھے انہوں نے اس انقلابی جدوجہد کو آخری دم تک جاری رکھا اور روسیوں کو [illegible] جنگیں مادی قوت، مادی وسائل سے ہی نہیں بلکہ جذبہ اور جان قربان کرنے کی طاقت سے لڑی جاتی ہے۔ (1)

بسماچی تحریک کی مزاحمت

یہ دور خانہ جنگی 1917ء سے بسماچی تحریک مزاحمت کے استیصال (1928ء) تک کی مدت پر حاوی تھا یہ دور بے حد ہنگامہ خیز تھا۔ پہلے خانہ جنگی برپا رہی جس میں فتح یاب ہونے کے لیے سوویت حکمرانوں کو مسلمانوں کی تائید وحمایت کی ضرورت تھی۔ خانہ جنگی میں کامیابی سے ابھرنے کے بعد مسلم علاقوں کو سامراجی چنگل میں از سر نو گرفتار کرنے کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا جنہوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ مسلمان علاقوں کے آزاد ہو جانے کے دوسرے معنی یہ تھے کہ زاروں کی چھوڑی ہوئی عظیم الشان سامراجی سلطنت میں سے تقریباً 45 لاکھ 65 ہزار مربع کلو میٹر علاقہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ چنانچہ سوویت زاروں نے فوری اقدامات کیے اور فوج کشی کر کے مسلمانوں کی آزادی کا گلا گھونٹ دیا۔ پھر بسماچی تحریک مزاحمت کو کچلنے کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ یوں یہ تمام برس سامراجی روس کے بکھرتے ہوئے معنوی اجزاء کو دوبارہ جوڑنے اور سامراجی سلطنت کو پھر سے استحکام بخشنے کے برس تھے۔ ان بارہ برسوں میں سوویت حکمرانوں نے جو اقدامات کیئے وہ جوہری اعتبار سے زاروں کے اقدامات سے کچھ بھی مختلف نہ تھے، لیکن عملی منصوبہ بندی اور نئی نظریاتی منہاج نے انہیں ان سے کہیں زیادہ موثر اور تباہ کن بنا دیا۔

اس جارحیت کے نتیجے میں مسلمانوں کے اندر بسماچی تحریک کا آغاز ہوا۔ مسلمانوں کی قوت شہروں اور دیہات سے نکل کر پہاڑوں میں سمٹنے لگی اور سوویت حکومت کے لیے پریشان کن بن گئی۔ تاہم سوویت اقتدار بنیادی طور پر مستحکم ہو چکا تھا۔ اس لیے کمیونسٹوں نے کینچلی بدلنا شروع کر دی۔ اپریل 1921ء میں کورسکایا (شمالی قفقاز) کی دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کمیونسٹ لیڈر کیروف نے پہلی بار اسلامی شریعت پر حملہ کیا اور اعلان کیا کہ اگر

---

(1) شاہ[illegible] آبادی، مسلمانان سوویت روس میں، ص ۴۸

تہاری مداروں میں پائے قوانین اور ضوابط دیے گئے تو انہیں بند کر کے سربمہر کر دیا جائے گا۔ بسماچی تحریک کے دوران قبضہ بڑھ گیا اس معاندانہ مہم میں تیزی آ گئی۔ اوقاف پھر سے ضبط کیے جانے لگے۔ بہت سی مساجد اور دینی مدارس بند کر دیے گئے۔ عام مدارس میں لادینی نصاب تعلیم رائج کر دیا گیا۔ علماء و مشائخ کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں اور انہیں اپنے علاقوں سے نکال کر سائبیریا بھیجا جانے لگا۔ انجام کار مسلمانوں کے اندر پھر اشتعال پیدا ہو گیا اور مسلح ہوئی مزاحمت کو دوبارہ زندگی ملنے لگی، چنانچہ سوویت حکام کو ایک مرتبہ پھر [illegible] پڑا۔

مصنف اسی ضمن میں بیان کرتا ہے۔

" The movement called "Basmachi," centered in Russian Turkistan as well as in the former amirate of Bukhara and Khanate of Khiva, struggled against the Soviet regime after the October 1917 Revolution. In the increasing amount of research in recent years about the hisory of this movement, considerable difference of opinion is apparent".(1)

ترکستان میں اشتراکیوں کے خلاف مزاحمت

اسی عرصہ میں انور پاشا نے جو ترکی کے وزیر جنگ رہ چکے تھے یہ اعلان کیا کہ وہ وسطی ایشیا میں رہنے والے مسلمانوں کو متحد کر کے وسطی ایشیاء کی ایک حکومت بنانا چاہتے تھے۔ وہ اکتوبر 1921ء میں بخارا پہنچ گئے اور فوراً ہی 16000 افراد پر مشتمل فوج جمع کر کے 1922ء کے موسم بہار میں ''بخارا پیپلز سوویت ری پبلک'' کے بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ماسکو میں اشتراکی حکمرانوں کو اس پر بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے مقامی سرخ فوج کی مدد کے لئے قومی سرخ فوج کی بہت بڑی تعداد انور پاشا کو ختم کرنے کے لئے روانہ کی۔ ان کے خیال میں دوسرے بسماچی دستوں کی نسبت میں انور پاشا کا قلع قمع نظریاتی وجہ سے بہت ضروری تھا۔ بخارا کے زیر حکومت علاقہ تاجکستان

(1).Andreas kappeler, Edward Allworth, Gerhard Simon ,"Muslim communities Reemerge ,Published 1994, Duke University Press,p265.

میں دوشنبے تک پھیلا ہوا تھا۔ انور پاشا اگست 1922ء میں شہید ہو گئے جس کے بعد خوارزم اور فرغانہ میں بھی بس ماچی دستوں کو شکست ہو گئی۔ لیکن ابراہیم بیگ بخارا میں 1926ء تک اور جنید خاں خوارزم میں (1924) تک اپنے دستوں کے ساتھ اشتراکیوں سے جنگ کرتے رہے۔ بعض علاقوں میں بس ماچی دستوں نے 1930ء تک مزاحمت جاری رکھی۔ اگر یہ تحریک مزاحمت کسی بیرونی طاقت کی شہ یا اشارے پر شروع کی جاتی تو بہت جلد ختم ہو جاتی۔ بارہ تیرہ سال صرف وہی تحریک جاری رہ سکتی ہے جسے عوام کی تائید وحمایت حاصل ہو۔

چیچنیا میں صوفیہ کی جدوجہد

روس کے خلاف مشائخ کی لڑائی 1920-21ء تک شمالی داغستان تک پھیل گئی۔ امام شامل کے بعد وقتی طور پر روسی استبداد کے سامنے بند باندھنا خاصا مشکل ہو گیا تھا کیونکہ روس نے جو جارحیت کی تھی اس میں کوا خلاقی، انسانی یا عالمی قوانین کو مدنظر نہیں رکھا گیا تھا۔ جنگ میں ہر چیز جائز ہوتی ہے اس کے مصداق روسیوں نے ہر حربہ آزمایا۔ اس سلسلے میں مشائخ تصوف میں سے امام نجم الدین نے روسیوں کے خلاف مسلح مزاحمت دوبارہ شروع کی۔ امام نجم الدین 1925ء تک روس کے خلاف لڑتے رہے۔ 1928ء، 1934ء، 1940ء اور 1942ء میں شمالی قفقاز میں پے درپے شورشیں برپا ہوئیں۔ 1940ء کی بے چینی کے پیچھے کمیونسٹ پارٹی کے کئی قوم پرست ارکان بھی مصروف کار تھے۔ بیداری کی یہ تحریک گزشتہ صدی میں عثمانی مملکت سے اٹھی اور عرب دنیا سمیت پورے اسلامی ملکوں میں پھیل گئی۔ اس کے بڑے بڑے قائد عبدالحق حمید (1937ء، 1851ء)، شیخ محمد عبدہ (1905ء، 1840ء) توفیق فکری (1915ء، 1870ء) اور سید رضا تھے۔ بعد میں اس علاقے میں یہ بورڈ کام کرتے رہے۔

۱۔ تاشقند (وسط ایشیا اور قازقستان)

۲۔ اوفا (یورپی روس، سائبیریا)

۳۔ ماخ قلعہ (شمالی قفقاز اور داغستان)

۴۔ باکو (ٹرانس کاکیشیا) چوتھے بورڈ میں سنی اور شیعہ دونوں شامل ہیں۔ (1)

(1). ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p169.

Scanned by CamScanner

قادری مشائخ تصوف کی جدوجہد

بیسوی صدی میں بالخصوص 1929ء کو چیچنیا میں حاجی کنٹا (Haji Kunta) نے مسلح جدوجہد کی۔ انہوں نے چیچنیا کی ریاست میں موسم بہار میں اس مسلح جدوجہد کو دوبارہ شروع کیا۔ ان میں کنٹا حاجی اور ایک نقشبندی بزرگ Shita Islamulove جو کہ ان حاجی کی فوج میں سپہ سالار رہ چکے تھے انہوں نے روسی استعماریت کے خلاف کام کیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد یہ مسلح تحریک شمالی داغستان تک پھیل گئی جہاں پر اس کی قیادت شیخ Arsanukay hidirlezov نے جو کہ (Sheikh Amay) کے نام سے جانے جاتے تھے انہوں نے اس کی قیادت ضلع Hasav Yurt کے گاؤں Germenchik سے کی۔ یہ مسلح جنگ 1930ء کے موسم بہار تک جاری رہی۔ اسی دوران روسی Ingush Secret Police(GPU) کا ایک افسر حاجی کنٹا کے مرید کے ہاتھوں مارا گیا۔

1936ء میں اس مسلح جدوجہد کا خاتمہ کیا گیا۔ بہت سارے نقشبندی لیڈروں کو قتل کر دیا گیا یا قید کر لیا گیا انہی میں سے ایک نقشبندی بزرگ Sheikh Arsanukay Khidirlezov بھی تھے جنکو قتل کر دیا گیا۔ اسی جدوجہد کے دوران بطال حاجی (Batal Haji) سلسلہ اور انکے خاندان میں نو بیٹوں اور سات پوتوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

ایک روسی اعلیٰ ذرائع کے مطابق داغستان میں 1920ء میں صرف 61,200 مریدین، 19 شیوخ اور 60 وکیل تھے کیمونسٹ پارٹی کے 6000 ممبران کے مقابلے میں۔ 1926ء میں چیچنیاء میں 60,000 کے قریب صوفی مریدین تھے جو کہ زیادہ تر قادری سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ قفقاز اور وسطی ایشیاء کے مشائخ کے گروپ جو مسلح جدوجہد کے ذریعے اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنے مذہب کے احیاء اور اس کے تشخص کی بحالی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ روس نے توسیع پسندانہ عزائم نہ چھوڑے اور یہ مہم جوئی قازان، کریمیا اور والگا اورال، ایران اور ترکی تک پہنچ گئی۔(1)

قادریہ سلسلہ بطور خاص انیسویں صدی عیسوی میں اس خطے میں فروغ پذیر ہوا جب نقشبندی تحریک کو براہ راست بڑی سختی سے کچل دیا گیا یا اس کو تقریباً ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ روسی افواج نے بین الاقوامی ضابطہ اخلاق

(1). Anna Zelkina " In Quest for God And Freedom" C. Hurst & Co Publishers,2000,page 41.

Scanned by CamScanner

کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ہر داؤ پیچ ہتھکنڈا آزمایا اور ظلم و ستم کی تمام حدود کو پار کرتے ہوئے جبر و بربریت کی ایسی شرمناک مثالیں قائم کیں کہ جن پر رہتی دنیا تک سوویت تاریخ کا سر شرم سے جھکا رہے گا۔ قادریہ سلسلے نے اس دور میں اس خطے کے مسلمانوں کو امید کی نئی کرن دکھائی۔ انہوں نے تقریباً نصف صدی تک روسی استعمار کے خلاف سیاسی، علمی، اخلاقی، تعلیمی، مالی اور مسلح جدوجہد جاری رکھی۔(۱)

نصف صدی تک جاری رہنے والی اس جدوجہد نے اس خطے کے مسلمانوں کی روحوں تک کو متاثر کیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس دورِ پرفتن اور پرآشوب میں یہ سلسلہ ہائے تصوف تازہ ہوا کا جھونکا بن کر آیا۔ لیکن جلد ہی روسی استعمار اس سلسلہ تصوف کے بھی خلاف ہو گیا۔ اور اس کے مشائخ، خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کو بھی اپنی اسلام دشمنی اور مسلم کش پالیسی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ان مشائخ نے محافلِ سماع کے ذریعے عوام میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی جدوجہد کی لیکن روسی استبداد کو یہ بھی گوارا نہ ہوئی۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"The Russian wanted to crush every form of Muslims which could create an impressive role in some type of organization, no matter how weak and harmless the form was.So the government turnded against the Qadryas. For this reason when Qadriya started "Quali" and "Urs", the Russian forces, at one occasion, opened fire at the procession and hundreds of people were killed at the spot".(2)

حاجی کنتا کی روسی استبداد کے خلاف مسلح جدوجہد

قادریہ سلسلہ شمالی قفقاز میں 1850ء میں "Kunta Haji Kishiev" کے ذریعے پھیلا۔ تاہم کنتا حاجی کا تعلق سلسلہ قادریہ کے اکابر مشائخ سے روحانی طور پر قائم تھا۔ امام شامل کے بہت سارے فدائین اور عقیدت مند آگے

(1). WHEELER, G.E. "Islam in the USSR",: Three Religions in Concord and Conflict, Cambridge, CUP, 1969, Vol., p151

(2). Shahpuri," A. Muslim Ummah Soviet Roos Mein, (Muslim Community in Soviet Russia)", P131

Scanned by CamScanner

وصال کے بعد سلسلہ قادریہ میں کنٹا حاجی کی قیادت میں روسی استعمار کے خلاف اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے ایک نئے عزم اور نئی حکمت عملی حاجی کنٹا کی قیادت میں روسی استعمار کے خلاف مسلح جدوجہد جاری رکھی۔ حاجی کنٹا نے اس سلسلے کے ذریعے روسی استعمار کے خلاف جدوجہد کی بنیاد تین طریقوں سے رکھی جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ Bammat Giray نے چیچنیا میں روسی استعمار کے خلاف جدوجہد کی قیادت کی۔ یہ ان تینوں میں سب سے زیادہ ترقی پسند نظریات کا حامل تھا۔

۲۔ حاجی بطال Batal Haji نے انگشیا میں اس سلسلہ کی قیادت کی۔ یہ روسی استعماریت کے خلاف برسرِ پیکار تمام سلاسل۔ تصوف جو کہ مسلح جدوجہد کر رہے تھے ان میں مؤثر رہا۔ اس سلسلے کی قیادت بلہورو (Belhoroev) خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

۳۔ تیسرا طریقہ تصوف Chim Mirza کا طریقہ تصوف کہلایا۔ جو کہ قادریہ سلسلہ تصوف کی ایک شاخ سمجھا جاتا تھا اس میں جدید فکر اور جدید نظریاتی رجحان رکھنے والے مشائخ شامل تھے۔ اس سلسلے پر شمالی قفقاز میں پابندیاں لگا دی گئیں۔ لیکن 1943ء تک یہ سلسلہ تصوف چیچنیا، انگش ریپبلک، شمالی اوسیتیا (Ossetia) اور شمالی داغستان میں قازقستان اور کرغزستان کے ذریعے پہنچا۔ قادریہ سلسلہ تصوف نے بھی زیرِ زمین رہ کر اسلامی تشخص کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔

اوزن حاجی

اوزن حاجی عربی زبان کے ماہر، مضبوط، پرجوش، شریعت پر سختی سے عمل کرنے والے اور اتحادِ عالمِ اسلامی کا داعی تھے۔ انہوں نے کبھی روسی جارحیت کو پسند نہیں کیا اور وہ ساری عمر روسی جارحیت سے قفقاز کو آزاد کروانے کے لیے لڑتے رہے۔ انہوں نے اکتوبر کے روسی انقلاب میں پہاڑی علاقے کی آزادی کو مدِنظر رکھا۔ تمام روسی ان کے دشمن تھے حتیٰ کہ یہ "سفید" بالشویکوں سے بھی زیادہ اس کے مخالف تھے۔ تقریباً پستہ قد اوزن حاجی اپنی بے پناہ قوتِ ارادی، مضبوط کردار اور حیران کن حد تک برداشت کی طاقت کے لیے مشہور ہوئے۔ انہی خصوصیات کی بنا پر وہ (شمالی

(1).Shahpuri," A. Muslim Ummah Soviet Roos Mein, (Muslim Community in Soviet Russia)", P131

Scanned by CamScanner

داغستان) اور چیچنیا میں اپنے قانون لاگو کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Uzun Haji strove towards an impossible goal:to turn the whool of history backwards and to establish in the tweentieth contruty a form of state pertaining to the era of Mohammed...."(1)

بہت زیادہ پڑھے لکھے اور باخبر، جمہوریت کے بارے میں ایک مستحکم نقطہ نظر رکھنے والے اوزن حاجی نے اپنے ناممکن مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اور تاریخ کا پہیہ دوبارہ واپس پھیرنے کی جدوجہد کی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں محمد ﷺ کے حواریوں سے تعلق رکھنے والے شخص نے بہت سخت محنت کی۔

انقلابی جدوجہد کے دو سال مسلمانوں کے لیے بہت زیادہ مشکل تھے کیونکہ داغستان اور چیچنیا میں بالخصوص انہوں نے اپنے خون سے اس جدوجہد کو جاری رکھا۔ قادری اور نقشبندی تحریک جس کی قیادت اوزن حاجی کر رہے تھے انہوں نے آٹھ سال تک سرخ اور سفید افواج کے خلاف جنگ جاری رکھی۔ صرف اس مقصد کے لیے اس علاقے میں شمالی قفقاز کی ایک ریاست کی تشکیل ہو سکے۔ نیک خصلت اور دلیر حاجی اوزن نے کسی صورت بھی روسی افواج کے آگے ہتھیار نہیں پھینکے اور بڑی دلیری سے ان کا مقابلہ کیا۔ ان کا مزار آج بھی چیچنیا کے مسلمانوں کے لیے چشمہ جائے معرفت ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

"I am weaving a rope," he was quoted by his enemies, "to hang engineers, students and in general all those who write from left to right."(2)

یعنی میں ایک رسی بن رہا ہوں اور یہ صرف میرے دشمنوں کے لیے ہے۔ جس کے ساتھ میں انہیں لٹکاؤں گا۔

---

(1). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH "Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union", Berkeley, University of California Press, 1985,p30

(2). David Damrel, "The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya" Department of Religious Studies at Arizona State University, Sep. 1995, Atlanta, GA,p 46.

Scanned by CamScanner

امام نجم الدین ہوسٹو

1918ء میں امام نجم الدین (ہوسٹو) اور شیخ ازون حاجی نے دس ہزار (زیادہ تر نقشبندی) مریدین پر مشتمل ایک مضبوط فوج تیار کی جو کہ شمالی قفقاز کی سب سے زیادہ بہترین فوج تھی۔ ان دستوں کے ساتھ ازون حاجی کو پسپا ہونا پڑا اور بالآخر وہ سفید فوجوں کی زبردست قوت کے سامنے 1919ء کے خزاں اور بہار کے موسم میں ہار گیا۔ خزاں میں اس نے آزاد چیچنیا اور شمالی مغربی داغستان کے "شمالی قفقاز ریاست" کا اعلان کر دیا۔

ازون حاجی مئی 1920ء میں انتقال کر گئے اسی سال کے موسم گرما میں جب شمالی قفقاز پر (Bolshoviks) کا قبضہ ہوگیا ہوسٹو کے نجم الدین اور دوسرے نقشبندی مشائخ مثلاً بالاخانے کے محمد، آندی کے درویش محمد، بکری کے ابراہیم حاجی، منالا کے شیخ محمد اور آوارستان کے سراج الدین حاجی) انہوں نے چیچنیا اور داغستان میں بالشویک قانون کے خلاف عظیم انقلاب برپا کرنے میں قیادت کی۔ یہ مزاحمت ایک سال تک جاری رہی۔ عمومی طور پر یہ مزاحمت امام شامل کے پوتے سعید بیگ اور کرنل کحاس علی خانو کی قیادت میں کی گئی۔ لیکن اس مزاحمت کے حقیقی سالار نقشبندی شیوخ تھے۔ بالاخانے کے محمد آراکان (Arakan) وادی کی اس فوج کے سپہ سالار تھے جنہوں نے سرخ فوج کا صفایا کیا تھا اور اس فوج کے کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر Safar Dudarov صفر دادرود جو کہ داغستانی چیکا Daghestani Cheka کا سربراہ تھا اس کو قیدی بنالیا۔ یہ انقلابی جدوجہد بالآخر ستمبر 1925ء کو اختتام پذیر ہوئی جب بالشویکوں نے امام نجم الدین اور دو فعال نقشبندی شیوخ شیخ آف انسالٹا (Ansalta) اور وہاب استمیرو (Wahhab Astemirove) کو گرفتار کیا۔(1)

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مشائخ تصوف نے ہمیشہ اسلامی تشخص کی بحالی اور احیاء کے لیے کام کیا ہے۔ لوگوں کی ذہنی، فکری، نظریاتی، اخلاقی اور روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ ان مشائخ نے سیاسی سطح پر مسلح جدوجہد کو بھی پیش نظر رکھا۔ کیونکہ جب کوئی اور طریقہ کارگر نہیں ہوتا تو بالآخر اپنی جان کی قربانی دے کے اپنے عظیم مقصد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ یہی حکمت عملی ان مشائخ نے اپنائی۔ کیونکہ روسی استبداد اپنے تمام تر مظالم کے باوجود مشائخ تصوف کی جانب سے کی جانے والی اس جدوجہد کو روک نہیں سکے۔

(1),BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH "Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union", Berkeley, University of California Press, 1985,p29

Scanned by CamScanner

شمالی قفقاز کے صوفیاء کی جدوجہد

[illegible] ایک بہت بڑی تحریک۔ [illegible] نقشبندیوں نے صوفی تحریک [illegible] بھائی چارے کی قوت سے شکل دی جو کہ امام شامل کے دور کا [illegible] نقشبندیوں نے اپنی [illegible] سے سر انجام دی اور اس کی کامیابی کا [illegible]۔ تمام سال ان پہاڑی نقشبندیوں نے [illegible] جو کہ اس وقت آذربائیجان، چیچنیا اور آرمینیا کا کچھ علاقوں میں فتح کر چکی تھی۔ [illegible] ہو کہ اگر ہم مہارت اور فیصلہ کن انداز سے صوفی بھائی چارے کا موازنہ کریں بالخصوص [illegible] جنہوں نے بالشویک انقلاب کا سامنا کیا اور لادینی سلطنت کے خلاف ایک مقدس جنگ کا اعلان کیا۔ دوسری صوفی گروہوں [illegible] فیصلوں کی کمی، بے شمار مسلمان آزادی پسند راہنماؤں کی سیاسی غلطیوں اور اس وقت کی ترقی پسند [illegible] کے [illegible] ہیں۔ اسی دوران صوفیاء نے جنگ لڑی جبکہ دوسری طرف سے بالشویک اور سفید انقلابیوں کے درمیان تعلقات قائم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ آخر کار وہ ناکام اور تباہ ہو گئے اکثریت کو ہجرت کرنے یا ان کی حمایت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسی تناظر میں صوفیاء کبھی گھبرائے یا ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوئے وہ دوبارہ لڑے اپنی بچی کھچی طاقت کے ساتھ مکمل طور پر انسانی فیصلہ کن نتیجے سے بے پرواہ ہو کر اور انہوں نے پوری اسلامی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ 1920ء میں جب انقلاب تحریک قفقاز اور ترکستان میں اپنے عروج پر تھی روسی حکومت مسلم شرقی ایشیاء میں جدید کی [illegible] کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

شمالی قفقاز میں 1920ء کے انقلاب کے بعد حالات بالکل ویسے ہی تھے جیسا کہ امام شامل کی شکست کے بعد تھے۔ دونوں صورتوں میں فوجی جارحیاں صوفیاء کے سلاسل کو ختم نہ کر سکیں۔ ایک اور موقع پر جب نقشبندی جہاد میں مصروف تھے تب قادری سلسلے کا اثر و رسوخ بڑی تیزی سے پھیلا۔

سوویت یونین کے ایک افسر کے بقول 1920 کے وسط تک داغستان میں ابھی تک 61,200 مریدین 19 مرشد اور 60 خلفاء تھے۔ 1926ء میں چیچنیا میں تقریباً 60,000 صوفی مریدین تھے جو کہ زیادہ تر قادری تھے

" According to Soviet official sources, in the mid-1920s in Daghestan there were still only 61,200 murids, nineteen murshids and sixty vekils (as against only 6,000 members of the Communist

Scanned by CamScanner

Prty). In 1926, in Chechnia there were 60,000 Sufi adepts, mostly Qadires, from a total the Chechen branch of the executed the following year ".(1)

خونی انقلاب

1975ء میں ایک روسی سروے کے نتیجے میں ایک حیران کن بات سامنے آئی کہ چیچنیا اور اس کے مضافات کی تقریباً نصف مسلمان آبادی نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف سے وابستہ ہے جنکی تعداد تقریباً 3 لاکھ بنتی ہے۔ اس کے علاوہ قادری سلسلے کے بھی بہت سارے مریدین ہیں جنہوں نے اٹھارہویں صدی سے اس شمع ہدایت کو اپنے سینوں سے لگا رکھا ہے۔ کیونکہ شیخ منصور کی جیل میں وفات (1793ء) کے بعد بھی کسی نہ کسی طریقے سے اسلام کی تبلیغ مشائخ کی شکل میں جاری رہی۔ مصنف ڈیوڈ ڈیمرل اس بارے میں لکھتا ہے۔

"When a series of Naqshbandi Sufi leaders called Imams began a bitter guerrilla war that would last for over 30 more years. The most famous of these Sufi warriors, the Naqshbandi Shaykh Imam Shamil, actually established a short-lived Islamic state in Chechnya and Daghestan before his capitulation in 1859. With Shamil safely imprisoned, the Russians moved to crush the remaining "Muridists" and pacify the region. Many of Shamil's followers were hanged or deported, while his senior deputies escaped to Mecca, Medina or Turkey. But with the suppression of the Naqshbandis, a new order-the Qadiri-entered the fight". (2)

(1). Andreas kappeler, Edward Allworth, Gerhard Simon ,"Muslim communities Reemerge ,Published 1994, Duke University Press,p265

(2). David Damrel, "The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya,p 69

Scanned by CamScanner

قادری سلسلہ 1850ء میں حاجی کنتا کی شکل میں 1867ء میں آیا۔ اور اسی طرح چیچنیا میں اس کی نشوونما ہوئی۔ حاجی کنتا نے قفقاز کے بہت سے مخالف دار اوراد کرائے تھے۔ اس سلسلہ میں نقشبندیوں کے برخلاف ذکر کے ساتھ ساتھ ساز کی بھی اجازت تھی۔ اس کے ساتھ بعد میں امام شامل کی فوج کے مریدین شامل ہو گئے۔ جن کی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت اور مریدین کی تعداد دیکھ کر روسیوں کو بڑی تشویش ہوئی اور انہوں نے کنتا کو گرفتار کر لیا گیا اور 1864ء میں ان کا انتقال کر دیا گیا۔ اسی سال SHALL (چیچنیا کا شہر) میں تقریباً 4,000 قادری مریدین کو روسی افواج نے ہلاک کیا۔ اس کے باوجود حاجی کنتا نے اس خطے میں لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ نقشبندی چونکہ اس خطے میں بہت زیادہ مشہور تھے لیکن اس کے باوجود حاجی کنتا جو کہ قادری سلسلہ کی نمائندگی کر رہا تھا اس نے عوام میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا اور اسے بڑی دیر تک برقرار بھی رکھا۔ اس بارے میں مصنف آگے بیان کرتا ہے۔

"The brotherhood-whose remaining leaders all claimed spiritual descent from Kunta Haji-became implacable Russian foes and struck deep roots in the Chechen countryside. Together with the rejuvenated Naqshbandis, the Qadiris rose up against the Romanovs in 1865, 1877, 1879 and the 1890s and plagued Czarist rule in the Caucasus through the Bolshevik Revolution".(1)

---

(1). David Damrel, "The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya" Department of Religious Studies at Arizona State University, Sep. 1995, Atlanta GA,p 70

Scanned by CamScanner

فصل سوم

اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے مشائخ کی علمی، فکری، اخلاقی و روحانی جدوجہد

Scanned by CamScanner

فصل سوم

وسطی ایشیاء میں اسلام کے احیاء میں ازبکستان کا کردار قابل رشک ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں ایک بڑی وجہ ازبک معاشرہ میں اسلامی اقدار و روایات کی گہری جڑیں موجود تھیں۔ جو صوفیاء و مشائخ اس خطے میں آئے انکی تعلیمات نے نہ صرف اس خطے کے مسلمانوں کے ظاہر پر اثر ڈالا بلکہ انکی روحانی زندگیوں میں بھی انقلاب برپا کر دیا۔ دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ اسلامی تاریخ میں ازبکستان اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا تھا۔ اور تیسری بڑی وجہ یہ سابقہ سوویت یونین کی قومی پالیسیاں تھیں جنکی وجہ سے مسلمانوں کو متحد ہونے کے مواقع ملے۔ ازبکستان کے کمیونسٹ انقلاب کے بعد کے دور میں اپنا ایک خاص تشخص قائم کیا۔ جنکی وجہ ماضی میں اس خطے میں رہنے والے مشائخ اور علماء و صالحین تھے جنکی تعلیمات نے دلوں میں گھر کر لیا اور روسی استبداد باوجود ہر کوشش اور ظلم و ستم کے ان اثرات کو ختم نہیں کر سکا۔ ان علاقوں میں ابھی بھی مسلمانوں کی بہت ساری تنظیمیں ہیں جن میں بیشتر خفیہ ہیں جو کہ اسلام کے سیاسی پہلو کو اجاگر کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

بعض علاقوں میں اسلام کی طرف پلٹنے کی روایتی قوی ہے کہ اس کے اثرات بالائے زمین بھی محسوس کیے جاتے ہیں۔ داغستان اور شیشن انگوش اس سلسلے میں سرفہرست ہیں۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں مریدیہ تحریک کے رہنماؤں خصوصاً امام شامل نے انیسویں صدی کے چھٹے عشرے تک روسی سامراج کے خلاف شدید مزاحمت کی تھی۔ مریدیہ تحریک نے مسلمانوں کی زندگی پر جو اثرات ڈالے وہ اتنے گہرے تھے کہ وہ کبھی محو نہ ہونے پائے۔ عین اس زمانے میں جب دوسرے مسلم علاقوں میں اسلام اور اسلامی زندگی کا قلع قمع کیا جا رہا تھا اور الحاد کے تند و تیز سیلاب میں علماء اور مشائخ تک کے قدم اکھڑ گئے تھے اور مسلمان معاشرے میں ارتداد عام کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی ان علاقوں میں اسلام ایک قوت کی حیثیت سے مسلمانوں کے اندر زندہ تھا اور مسلمان مریدی قائدین کی قیادت میں کفر و الحاد کی اس یلغار کے آگے سینہ سپر ہو گئے تھے، اور جب وہ اس کے آگے نہ ٹک سکے تو ہتھیار ڈالنے کی بجائے زیر زمین چلے گئے اور اپنے ایمان و اسلام کو کسی نہ کسی طرح محفوظ رکھا۔

پہلی صدی ہجری سے ہی یہ خطہ اسلام کے روحانی فیوضات و برکات سے منور ہوا۔ یہاں تک کہ آج بھی اس کے اثرات نظر آتے ہیں۔ انہی مشائخ اور صوفیاء نے اسلام کے روحانی تعلق کو ختم نہیں ہونے دیا بلکہ اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کی روح کو زندہ رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

Scanned by CamScanner

روس کے وہ علاقے جو جہاں مسلمان بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان علاقوں میں پیدا ہونے والی تحریکوں کو انچل سے دوری سے کچلا گیا۔ ہر وہ نام اور ادارہ اور چھا ہتھکنڈا اپنایا گیا جو کسی بھی مذہب میں روا نہیں رکھا جاتا۔ اس سے ظاہری طور پر اور سیاسی اعتبار سے مسلمان کمزور تو ہوئے لیکن روحانی اور فکری اعتبار سے ان عقائد کا خاتمہ نہ ہو سکا جن سب سے بڑی وجہ یہ چشمہ ہائے معرفت تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس خطے کے مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ مردہ نہیں ہوا۔ چنانچہ 1941ء میں جب جرمنی نے روس پر حملہ کیا تو مسلمانوں کے دبے ہوئے جذبات حریت کے اظہار کے لیے ایک اور موقع فراہم ہو گیا۔(۱)

سوویت حکومت کے ابتدائی ادوار میں مقامی سطح پر اسلام کی نشر و اشاعت پر بہت زیادہ پابندیاں لگ چکی تھیں۔ صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات دینے والوں کو یا تو ختم کر دیا تھا یا انہیں خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ علماء و مشائخ کی بہت زیادہ کمی واقع ہوئی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کو غیر ملکی آئمہ، خطباء اور مذہبی لٹریچر کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کمیونسٹ دور میں تو مسلمانوں کو قرآن مجید پڑھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ اور بہت کم لوگوں کے پاس قرآن مجید مکمل صورت میں موجود تھا۔(۲)

ان علماء و مشائخ کی آمد سے دھڑا دھڑ مساجد اور مکاتیب کھلنے شروع ہوئے۔ ان علماء و مشائخ کی تعلیمات میں وسطی ایشیاء کے سابقہ علماء کی نسبت کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ تھوڑا بہت مفاہیم و مطالب کی تشریح میں فرق آ جاتا لیکن بنیادی سطح پر کوئی فرق نہیں دکھائی دیا۔ اسی وجہ سے اس خطے میں بہت جلد اسلامی تعلیمات اور اس کے اثرات نظر آنے لگے۔ کئی عشروں تک وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا قائم کردہ بورڈ (SADUM) جسکو The Ecclesiastical Board of Muslims of Central Asia and Kazakistan جو کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران مسلمانوں کے مذہبی معاملات کو چلانے اور ان کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ خالصتاً اسلام سے مخلص لوگوں کو تلاش کر کے لوگوں کے مذہبی حقوق کی بحالی، ان کے لیے علماء کا تقرر اور اسلامی قوانین مرتب کرنا اس بورڈ کا کام تھا۔ ستائیس فروری 1992ء کو جب ان ریاستوں کو آزادی ملی تب اس بورڈ کا نام تبدیل

---

(۱) ندوی، ڈاکٹر سید رضوان علی، تحقیقات و تاثرات، ادارہ علوم قرآنی کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۶

(۲) شاہجہاں پوری، آباد، مسلم امہ سوویت روس میں، باب چہارم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد، ص ۱۵۸

Scanned by CamScanner

روس کے وہ علاقے جو جہاں مسلمان بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان علاقوں میں پیدا ہونے والی تحریکوں کو انتہائی بے دردی سے کچلا گیا۔ ہر وہ نارا اور اوچھا ہتھکنڈا اپنایا گیا جو کسی بھی مذہب میں روا نہیں رکھا جاتا۔ اس سے ظاہری طور پر اور سیاسی اعتبار سے مسلمان کمزور تو ہوئے لیکن روحانی اور فکری اعتبار سے ان عقائد کا خاتمہ نہ ہو سکا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ چشمہ ہائے معرفت تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس خطے کے مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ مردہ نہیں ہوا۔ چنانچہ 1941ء میں جب جرمنی نے روس پر حملہ کیا تو مسلمانوں کے دبے ہوئے جذبات حریت کے اظہار کے لئے ایک اور موقع فراہم ہو گیا۔(۱)

سوویت حکومت کے انتہائی ادوار میں مقامی سطح پر اسلام کی نشر و اشاعت پر بہت زیادہ پابندیاں لگ چکی تھیں۔ بعض حصوں میں اسلامی تعلیمات دینے والوں کو یا تو ختم کر دیا تھا یا انہیں خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ علماء و مشائخ کی بہت زیادہ کمی واقع ہوئی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کو غیر ملکی آئمہ، خطباء اور مذہبی لٹریچر کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کیمونسٹ دور میں تو مسلمانوں کو قرآن مجید پڑھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ اور بہت کم لوگوں کے پاس قرآن مجید مکمل صورت میں موجود تھا۔(۲)

ان علماء و مشائخ کی آمد سے دھڑا دھڑ مساجد اور مکاتیب کھلنے شروع ہوئے۔ ان علماء و مشائخ کی تعلیمات میں وسطی ایشیاء کے سابقہ علماء کی نسبت کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ تھوڑا بہت مفاہیم و مطالب کی تشریح میں فرق آ جاتا لیکن بنیادی سطح پر کوئی فرق نہیں دکھائی دیا۔ اسی وجہ سے اس خطے میں بہت جلد اسلامی تعلیمات اور اس کے اثرات نظر آنے لگے۔ کئی عشروں تک وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا قائم کردہ بورڈ (SADUM) جسکو The Ecclesiastical Board of Muslims of Central Asia and Kazakistan جو کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران مسلمانوں کے مذہبی معاملات کو چلانے اور کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ خالصتاً اسلام سے مخلص لوگوں کو تلاش کر کے لوگوں کے مذہبی حقوق کی بحالی، ان کے لیے علماء کا تقرر اور اسلامی قوانین مرتب کرنا اس بورڈ کا کام تھا۔ ستائیس فروری 1992ء کو جب ان ریاستوں کو آزادی ملی جب اس بورڈ کا نام تبدیل

---

(۱) ندوی، ڈاکٹر سید رضوان علی، تحقیقات و تاثرات، ادارہ علم و فن کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۶

(۲) شاہ [illegible] آزاد، مسلمان [illegible] جلد [illegible] ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد، ص ۱۵۷

Scanned by CamScanner

کرکے Board of Mawaraunnahar رکھ دیا گیا۔ جس میں تاژقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور آذربائیجان کے مسلمانوں کی مشاورت شامل تھی۔(۱)

روحانی بیماریوں کا علاج

عوام نے اپنی روحانی بیماریوں کا علاج ان مشائخ کے پاس ڈھونڈا۔ روحانی تسکین کا سامان یہاں میسر آیا۔ یہی وجہ تھی کہ بظاہر یہ مشائخ تہی دست تھے اور دنیاوی اعتبار سے کوئی خاص اثر و رسوخ نہیں رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا ان مشائخ پر کہ اللہ نے انکی زبان میں تاثیر ڈال دی تھی اور جو بات وہ لوگوں کو سمجھانا چاہتے تھے سمجھ لیتے تھے۔ اور لوگ بھی انکی باتوں پر دل و جان سے عمل کرتے تھے۔

اگرچہ ان سلاسلِ تصوف کے مشائخ کو دوسری جنگِ عظیم کے بعد بہت زیادہ صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن ان سلاسلِ تصوف کے عقیدت مندوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی جن میں شروع شروع میں بہت زیادہ پڑھے لکھے افراد نہ تھے لیکن متوسط طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد ان سلاسل سے وابستہ ہونے لگی۔ 1975ء میں ایک روسی ماہر سیاسیات V.G Pivovarov نے ان سلاسل اور انکی جدوجہد کے بارے میں تحقیق کی اور وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شمالی قفقاز کی نصف سے زیادہ آبادی ان سلاسلِ تصوف سے وابستہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف شمالی قفقاز میں ہی ان سلاسلِ تصوف سے وابستہ افراد کی تعداد ایک ملین کا چوتھا حصہ تھی۔ یہ عقیدت مند اور مریدین کی بڑھتی ہوئی تعداد عالمی افق پر کوئی سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں لانے کی باعث تو نہ بنی لیکن خفیہ طور پر خاصی مربوط و منظم ہوتی چلی گئی۔(۲)

اس کے علاوہ فرغانہ کی وادی، کرغزستان اور اس خطے میں بہت سارے چھوٹے چھوٹے گروپ اور تنظیمیں اسلام کی اشاعت و ترویج اور اس کی بقا کے لیے کام کر رہی ہیں۔ بعض کو Hairy Ishan کے نام سے پکارا جاتا

---

(1). Zeyno Baran, "Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" The Nixon Center. Washington, D C 2003.P,79

(2). ARBERRY, A.J. Sufism: An Account of the Mystics of Islam, London, Allen & Unwin, 1950, p22.

Scanned by CamScanner

ہے۔ تقریباً ستر کے قریب تصوف سے متصل مختلف مشائخ اور خلفاء مختلف ناموں سے کام کر رہے ہیں۔ جن کے ساتھ براہ راست ہزاروں کی تعداد میں لوگ جڑے ہوئے ہیں۔ وہ زیر زمین اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جان لیا تھا کہ اعلانیہ جدوجہد بہت مشکل تھی کیونکہ ان کے پاس اتنی طاقت نہ رہی تھی کہ اعلانیہ مقابلہ کر سکتے۔(۱)

غیر سرکاری اسلام

سرکاری اسلام کے مقابلے میں مسلمانوں کا ردعمل وہی ہوا جو تقریباً ڈیڑھ پونے دو صدی پہلے کیتھرائن (۹۶-۱۷۶۲ء) کے اقدامات پر ہوا تھا۔ کیتھرائن نے مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو کلیسا کے خطوط پر منظم کرنے کی کوشش کی اور اوفا کا مسلم بورڈ قائم کیا تو مسلمانوں نے مسلم بورڈ کی حیثیت مقتدرہ کو تسلیم کرنے اور اس سے وابستہ علماء سے راہنمائی لینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور وہ بخارا کے علماء و مشائخ اور دینی مدارس سے وابستہ ہو گئے۔ ظاہری اعتبار سے مسلمانوں کا ردعمل اب بھی وہی تھا۔ البتہ صورت ذرا مختلف تھی وہ یہ کہ مسلمان زیر زمین چلے گئے اور انہوں نے متوازی خطوط پر اسلامی زندگی کے احیاء کی جدوجہد شروع کر دی۔ خفیہ انجمنیں وجود میں آگئیں۔ خفیہ طور پر عبادات کا اہتمام ہونے لگا اور خفیہ دینی مدرسے قائم ہو گئے جن میں بچوں اور خواتین کو دینی تعلیم دی جانے لگی۔ نماز روزے کی پابندی ہونے لگی۔(۲)

مشائخ کا متوازی روحانی نظام

اسلام کا روحانی متوازی نظام جو کہ مشائخ تصوف نے متعارف کروایا اور پھر اس کی بھرپور نگرانی کی اس بارے میں مصنف لکھتے ہیں۔

" These Sufi orders (tariqa) were called 'Parallel', 'non-Official' or 'Sectarian Islam' by Soviet sources. Alexander Bennigson and

---

(1). ZAKARIA, Rafic, "The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics", N.Y., Penguin, 1988, pp270.

(۲) شاہد علی آبادی، مسلم امہ سوویت روس میں، ص ۱۸۰

Scanned by CamScanner

Wimbush S. Endors (1986) write in 'Muslims of the Soviet Empire' that Parallel Islam proved to be more powerful, dynamic and deeply rooted than the Official Islam. According to them, Sufi brotherhoods were 'closed' but 'well-structured and hierarchic organizations bound by an absolute dedication to a religious ideal'. They opposed the foreign rulers to safeguard Islam. The survival of Islam in USSR owes to the constant struggle of these Sufi orders. Parallel and non-Official Islam would not be controlled by Soviet higher authorities or the so-called Muslim spiritual directorates".(1)

مساجد اور خانقاہوں کا کردار

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں مسجد کی کتنی اہمیت ہے 1917ء کے انقلاب سے پہلے بھی اس خطے میں مساجد کی تعمیر اور اس کے انتظام و انصرام پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ گو کہ یہ توجہ حکومتی سطح پر اتنی قابل ستائش نہیں رہی لیکن مسلمانوں نے از خود اس بات کو پیش نظر رکھا کہ ان نامساعد حالات میں مساجد اور خانقاہیں ہی ہیں جو کہ اسلام کے تشخص کو بحال رکھنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ Mustafad al-akhbar fiahwall Qazan wa Bulghar of Shihabaddin Marjani نے اس خطے میں مساجد کے کردار اور انکی تاریخ پر بہت ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جو کہ 1917ء سے قبل چھاپی گئی تھی۔ انہوں نے قازان (صوبہ) کے علاقوں میں مساجد کی تاریخ پر بہت اچھے انداز میں کام کیا۔

انقلاب روس کے بعد والگا اورال کے علاقے میں اسلامی تشخص کی بحالی میں مساجد اور خانقاہوں کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف رقمطراز ہے۔

(1). Vitaly V. Naumkin,"RADICAL ISLAM IN CENTRAL ASIA Between Pen and Rifel" Rowman & Littlefield Publishers, Inc.. P,271.

Scanned by CamScanner

"Simply as a case study of mosque and Mazar construction and fundraising in the Russian empire's Muslim communities, but also because while mosques and Mazars remained quite literally at the center of Muslim life in the Russian empire, historians have largely ignored the role of the mosque in the religious life of Volga-Ural Muslims".(1)

ان سلاسل تصوف کو باقاعدہ خانقاہوں اور مزارات میں تعلیم و تربیت کے وسائل فراہم کر کے پروان چڑھایا گیا۔ وسطی ایشیاء کے مسلمانوں نے ان مشائخ کے مزارات اور خانقاہوں کی زیارت کو حج کے بعد دوسرے نمبر پر اہمیت دی۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

"The people of Central Asia took these holy places as substitutes for the pilgrimage to Makkah. Prayers by believers and Zikr by the adepts at these places had replaced the closed mosques.These places also acted as a forum which the Sufis used for 21 teaching and for an active counter-propaganda against official atheism. Sufi brotherhood was not a small group of people. Their number rather increased with the passage of time".(2)

مساجد تصوف کی تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں مصنف ایک جگہ بیان کرتا ہے کہ مساجد سے مراد تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ مصنف رقمطراز ہے۔

(1). Allen J. Frank ," Muslim Religious Institutions in Imperial Russia" ,Published 2001 Brill, p.162.

(2). Bennigson, A. & Enders W. S. " Muslims of the Soviet Empire", London: Hurst and Co Publishers. (1985),p28.

Scanned by CamScanner

" So that when someone says, "I am going to the mosque," they mean they are going to visit the saint".(1)

علماء و مشائخ کی تنظیم

دوسری جنگ عظیم کے دوران مشائخ تصوف نے خالصتاً روحانی اعتبار سے سیاسی پلیٹ فارم پر مشائخ پر مشتمل ایک تنظیم (SADUM) بنائی۔ جس کا سربراہ ایک مفتی تھا۔ اور وہ مساجد کے انتظام و انصرام، علماء و خطباء کی تقرری اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی عبادات و رسومات کو سرانجام دینے کے لیے ان علماء و خطباء کی راہنمائی کرتا۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

" During the war years, the Spiritual Directorate of Muslims of Central Asia and Kazakhstan (SADUM) was created. With the Mufti at its head, it was charged with regulating the registration of mosques, appointing imams to lead local congregations and even dictating the content of sermons and the nature of 'proper' Islamic practice".(2)

روحانی تربیت اور درس و تدریس کا اہتمام

مشائخ تصوف نے علمی، عملی، فکری، نظریاتی، مذہبی، اخلاقی، روحانی اور سیاسی سطح پر اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کی بقا کے لیے جدوجہد کی۔ اس کے ساتھ ساتھ روسی استبداد کے ظلم و ستم کے باوجود زیر زمین خانقاہوں اور مزارات کے ذریعے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور اسلام کی شمع کو روشن رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"The activities of the Tariqa were generally centred on the

(1). Bruce G. Privratsky, " Muslim Turkistan" Published by Routledge Press 2001, p 90.

(2). Oliver Roy, " Islam in Tajikistan', Open Society in Central Eurasia" Occasional Paper Series, No 1, July 1996. P 3

Scanned by CamScanner

'holyplaces' like tombs of Muslim saints. The people of Central Asia took these holy places as substitutes for the pilgrimage to Makkah. Prayers by believers and Zikr by the adepts at these places had replaced the closed mosques. These places also acted as a forum which the Sufis used for 21 teaching and for an active counter-propaganda against officialatheism. Sufi brotherhood was not a small group of people. Their number rather increased with the passage of time. Though they were targeted badly since the World War II, an up rise was noticed in the branches of Sufism. The adepts of Sufi orders included not only the peasants and poor craftsmen of Central Asian cities but also a growing proportion of industrial workers and intellectuals". (1)

روایتی درس نظامی

اسلامی تعلیم کے فروغ کے لیے زیر زمین مدرسے بڑی تعداد میں کام کر رہے ہیں اور مسلم جمہوریتوں کی حکومتوں اور پارٹی کے ارکان ان کی سرپرستی کرتے رہے۔ دوشنبہ (تاجکستان کا دارالحکومت) کے نزدیک ایک گاؤں میں ایک خفیہ مدرسہ تھا جس میں قرآن کریم، گلستان سعدی، عربی اور فارسی پڑھائی جاتی تھی۔ اس وقت اس مدرسے میں تقریباً دس طالب علم تھے۔ لیکن حکومت کی طرف سے ہر وقت چھاپہ پڑنے کا خطرہ رہتا تھا اس لیے مدرسے کی جگہ بدلتی رہتی تھی۔ کبھی کسی گھر میں اور کبھی کسی مقام پر۔ صبح فجر سے پہلے طالب علم وہاں آ جاتے اور رات اندھیرے میں اپنے گھروں کو جاتے۔ صاحب خانہ کھانے پینے کے مصارف برداشت کرتے۔ طالب علم پچیس تیس برس کے

(1). Bennigson, A." The Islamic Threat to the Soviet States".Pap Board Printers: Rawalpindi. (1984),p 78.

تھے۔ انہوں نے جدید تعلیم نہیں پائی تھی۔ معلمین نے اپنے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ تمیں چالیس برس کے پیٹے میں تھے۔ مدرسے میں عام دینی لٹریچر تھا، تفسیر، حدیث اور فقہ کی پرانی کتابیں، جو کسی نہ کسی طرح کیمونسٹوں کی دستبرد سے محفوظ چلی آئی تھیں۔

نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف کو بیان کرتے ہوئے عبداللہ Abdullaev بیان کرتا ہے کہ ہمارا مقصد وسطی ایشیاء میں تصوف کے ذریعے اسلامی تشخص کی بحالی ہے۔ اس وجہ سے ہر ماننے والے کو چاہیے کہ وہ آئے اور اپنے لیے امن وسکون حاصل کرے۔ انہوں نے درجنوں کے قریب خواتین کو اس سلسلہ میں شامل کیا ہے۔ عبداللہ ایک مذہبی پروفیسر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ وسطی ایشیاء میں بعض کٹر مذہبی گروپ پہلے ہی کام کر رہے تھے۔ جو کہ سیاسی سطح پر بھی اسلام کی نمائندگی کرتے رہے ہیں اور تاجکستان میں ان گروہوں کو خاصی پذیرائی ملی۔(۱)

منظم نیٹ ورک

مشائخ کی روحانی جدوجہد جب سیاسی جدوجہد میں تبدیل ہوئی تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ مدارس بنے جہاں پر ان طلباء کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی کی جاتی تھی۔ فرغانہ کی وادی میں بھی یہ تعلیمات دی جاتی رہیں۔

تصوف دوسری بڑا مذہبی منظم نیٹ ورک بن گیا اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

"Sufism became, in essence, an alternative religious organization. The more institutionalized Sufism became, the greater was its social and political potential. Second, struggle is not a major concern of mystic teachings, but it is part of Sufi socialization. The pursit of a tariqa was a singular type of struggle: that against the self, but it could only be undertaken under the guidance of an

(۱) شاہ پوری، آباد، مسلم اور سوویت روس، ص ۱۷۱

Scanned by CamScanner

experienced master. Sufi literature issued stern warnings against false paths: these admonitions were directed especially toward anyone who sought unmediated contact with God without the help of a guide. As a consequence, the group, the brotherhood, and the order evolved as the organizational framework of Sufism. The remarkably strong coherence of the Sufi community would thus appear to be a favorable condition for the growth of socio-political activities".(1)

عموی طور پر صوفی مشائخ ایک سلسلہ سے متصل ہوتے ہیں یہ سلسلہ آگے خلفاء اور مریدین کی شکل میں چلتا رہتا ہے۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان میں بڑے سلاسل (سلسلہ قادریہ، سلسلہ نقشبندیہ، سلسلہ چشتیہ وغیرہ) نے لوگوں کی راہنمائی کے لیے ایک راستہ متعین کیا جس پر چل کر لوگ اپنے مسائل کا حل تلاش کیا اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں تبدیلی لائے۔ دور دراز پہاڑی علاقوں میں بھی صوفیہ کی تعلیمات پھیلیں جو کہ انکی کاوشوں اور حسن نیت کا بہترین نمونہ تھیں جو کہ انہوں نے اسلام کے تشخص کے تحفظ اور اس کے احیاء کے لیے کیں۔ اس کے علاوہ ان خلفاء کی وجہ سے بہت سے سلسلے بننے شروع ہوئے جو ان سلاسل تصوف سے وابستہ تھے۔

مسلمان طلباء کی تعلیم و تربیت

مختار خان عبداللو MuftarKhan Abdullaev, جو کہ بخارا کے مدرسہ کے مہتمم تھے اور SADUM کا ماوراء النہر کی مسجد میں بطور مفتی امامت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا وہ ایک نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے بقول اس نے ہزاروں کی تعداد میں مریدین اس سلسلہ سے وابستہ کیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے علاوہ بھی اس نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مشائخ نے مذہبی کتب کے ذریعے وسطی ایشیاء

(1). Vitaly V. Naumkin,"RADICAL ISLAM IN CENTRAL ASIA Between Pen and Rifle" Rowman & Littlefield Publishers, Inc.. P.267.

Scanned by CamScanner

کی ہر شعبہ میں مذہبی تعلیم اور اسلامی کتب کی اشاعت ہوئی۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہیں۔

" In fact all these different groups have benefited from the recent nationalist movements in Central Asian states, as well as the boom in religion, in the publishing of sacred books and the learning of religious practises".(1)

صوفیوں کے طریقے ذکر

صوفیاء کے حلقے میں نقشبندی صوفیہ میں بالخصوص اور بقیہ سلاسل صاحب تصوف میں بالعموم ذکر کی تلقین کی جاتی ہے ذکر کے طریقے سے روحانی سکون اور توجہ حاصل کرتا ہے اور یکسوئی کی طرف سفر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے دیگر سلسلے کے طریقے بھی ذکر کے ہوتے ہیں۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے

"This mystical ceremony, designed to lead participants into an ecstatic union with God, involves the group repetition of a special prayer or various divine names of God. The Naqshbandis favor a silent form of zikr that is closed to outsiders, but other orders sometimes permit vocal and public zikr assemblies".(2)

ان سلاسل تصوف نے زیر زمین عوام میں اپنا اثر و رسوخ بڑھایا اور جب بھی موقع ملا انہوں نے عوام کی روحانی تربیت اور ان کے مسائل کو سنا اور حل کرنے کی ممکن حد تک سعی کی۔ انکی روحانی بیماریوں کا علاج (وعظ) اور انکی اخلاقی اور روحانی حوالوں سے بھرپور مدد فراہم کی۔

(1). Andreas kappeler, Edward Allworth, " Muslim communities Reemerge ,Published 1994, Duke University Press,p 271

(2). David Damrel,"The Religious Roots of Conflict Russia and Chechnya" State University,1995, Atlanta, GA ,Vol 10, p10.

Scanned by CamScanner

ذکر وسماع کی محافل کے ذریعے تعلیمات

وسطی ایشیاء میں انقلاب روس کے بعد بیسویں صدی کے جو مشائخ ہوئے ان میں نقشبندی سلسلہ عالیہ تصوف کے علاوہ قادری اور چشتیہ سلسلے کے مشائخ نے محافل ذکر واذکار کے ساتھ ساتھ محافل سماع کو بھی تبلیغ دین کا ایک ذریعہ بنایا۔

صوفی اویس (Vis) حاجی ضغوی (Zagiev) نے دوسرے قادری مشائخ کی طرح جہاں محافل ذکر کے ذریعے اسلام کی روشنی کو پھیلایا وہیں انہوں نے محافل سماع کے ذریعے اسلام کے ابدی اور روحانی پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ محافل ذکر زیادہ تر جب منعقد کی جاتیں جب لوگوں کو چھٹی ہوتی۔ (۱)

عورتوں کی شرکت

ان مشائخ تصوف نے روحانی تعلیمات عام رکھیں۔ عام مسلمانوں نے ان میں خاصی دلچسپی لینا شروع کی۔ بعض علاقوں میں تو پورے پورے گاؤں روحانی سلاسل سے وابستہ ہوئے۔ اہل خانہ نے بھی مل کر ان محافل ذکر میں شرکت کی۔ خواتین اور نوجوان بچیوں میں اسلامی تعلیمات کے متعلق شعور بیدار ہوا اور ان کی اس بارے میں دلچسپی میں اضافہ ہوا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ عورتوں میں بھی اس پیغام کو آگے بڑھانے کا شوق پیدا ہوا اور دیہات کی سطح پر خواتین کو یہ ذمہ داریاں سونپی گئیں کہ وہ اپنے اپنے گاؤں میں خفیہ طور پر گھروں کے اندر ان محافل کو جاری کروائیں۔ اور تمیں بڑی خوشدلی سے ان محافل میں شرکت کرتیں۔ یہ بات نہایت اہم ہے یہ کہ ان خواتین نے جلاوطنی کے دنوں میں اور اس عرصہ جب ان پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی اس محافل ذکر واذکار کو ترک نہیں کیا۔ (۲)

اسلامی لٹریچر کی ترویج

خفیہ طریقے سے مشائخ نے اسلامی لٹریچر کی ترویج واشاعت جاری رکھی۔ ایک وہ دور بھی تھا جب مکمل قرآن مجید کا کسی گھر میں پایا جانا انتہائی عجیب اور حیران کن بات سمجھی جاتی تھی۔ اگر کسی مسلمان کو معلوم ہو جاتا تو لوگ

---

(۱) شاہراہ آزادی مسلم ... شعبہ اسلامی، اسلام آباد، ص ۱۳۲

Scanned by CamScanner

داری ایجنسیوں سے بچ کر بڑی لگن اور شوق کے ساتھ اس کی زیارت کے لیے قصد کرتے۔ اس لٹریچر کی اشاعت کو خفیہ رکھا جاتا کیونکہ کمیونسٹ دور میں کوئی بھی پریس اسلامی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر کو چھاپنے کا مجاز نہیں تھا۔ گھروں میں فوٹو اسٹیٹ یا سائیکلو سٹیٹ مشینوں کے ذریعے اس لٹریچر کی اشاعت کی جاتی۔

اگست ۱۹۸۱ء میں پراودا نے اطلاع دی کہ ایک ''سرکاری'' مسجد کو روسی پولیس نے بند کیا تو وہاں سے بھاری تعداد میں اسلامی لٹریچر برآمد ہوا۔ اس میں عالم اسلام کے ممتاز مفکرین اور رہنماؤں کی کتابیں بھی تھیں۔ پولیس نے اس سارے لٹریچر کو اپنے قبضے میں لے لیا۔(۱)

مشائخ نے مذہبی کتب کے ذریعے وسطی ایشیا کی آزاد مسلمان ریاستوں میں اسلام کی شمع کو روشن رکھا۔ اس بارے میں مصنف رشید احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

" In fact all these different groups have benefited from the recent nationalist movements in Central Asian states, as well as the boom in religion, in the publishing of sacred books and the teaching of religious practises".(2)

غیر سرکاری اسلام کی اس خفیہ تحریک کی قیادت صوفیہ کر رہے ہیں اگرچہ عالمی اسلامی تحریکوں سے متاثر جدید تعلیم یافتہ افراد کی راہنمائی میں بھی متعدد گروہ کام کر رہے ہیں تاہم ان کی تعداد مختصر ہے اور ان کا کام بالکل ابتدائی مرحلے میں ہے۔ امت کے فکر و عمل پر اثر انداز ہونے میں انہیں بڑا وقت لگے گا اور وہ بھی اس صورت میں کہ ان کے کام کے لیے حالات سازگار رہوں۔

خفیہ قیادت اور قائدین

یہاں کی اصل دینی قوت صوفیہ اور تصوف و طریقت کے مختلف سلاسل ہیں۔ یہ سلسلے شاخ در شاخ پھیلے ہوئے ہیں۔ جن میں نقشبندیہ، یساویہ، قادریہ اور کبراویہ سب سے نمایاں ہیں۔ ان کی جڑیں شمالی قفقاز اور ترکستان میں بڑی

(۱) شاہ بلیغ الدین، مسلم امہ سوویت روس میں، باب چہارم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد، ص ۱۳۳

(2). RASHID, Ahmed "The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?", Karachi, OUP, 1994, p 60.

Scanned by CamScanner

گری ہیں اور حلقہ اثر بہت وسیع ہے۔ نقشبندیہ سب سے قدیم اور سب سے بڑا سلسلہ ہے اور اس کا دائرہ دوسرے تمام سلاسل سے زیادہ وسیع ہے جو جنوبی ایشیا، اور دوسرے مسلمان ملکوں میں پھیلے ہوئے بہت سے سلسلوں کے برعکس یہ سلسلہ شریعت کا سخت پابند ہے۔ پابند شریعت ہونے کی وجہ سے سوویت لٹریچر میں انہیں شریعتی (Shariyatists) کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ گزشتہ دو سو برس سے امت کی تاریخ میں عظیم و روشن کردار ادا کر رہا ہے۔

مصلحت انگیزی

حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے ایک وقت میں مشائخ تصوف نے یہ مصلحت انگیزی کے ساتھ یہ حکمت عملی اپنائی کہ مقامی سطح پر سیاسی بحث و مباحثہ سے اجتناب کیا جائے۔ اور مشائخ کو خفیہ طور پر معاشرہ میں دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔ یہ نظریات جن کا یہ مشائخ پرچار کر رہے ہوتے یہ مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرونے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ ہر ایک اصول براہ راست ہر ایک فرد کو متاثر کرے گا اور بے یقینی اور بداعتمادی کے پردے کو ختم کر کے اعتماد اور اعتقاد کی پر یقین فضا فراہم کی جائے گی۔ یہی وہ بنیادی اصول تھے جن کی بدولت مشائخ نے ان مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا اور انہیں کسی نہ کسی شکل میں اسلامی تشخص کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل بنایا۔

مشائخ کی زیر زمین سرگرمیاں

انفرادی سطح پر ان مشائخ نے عوام کی روحانی بیماریوں کا علاج کیا۔ اس کے لیے انہوں نے ذکر و اذکار کو اپنایا۔ جس کے ذریعے سے عوام میں مشائخ کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ جب حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے اور مشائخ کی بڑی تعداد کو شہید کر دیا گیا تو بقیہ مشائخ دور پہاڑیوں میں زیر زمین چلے گئے اور انہوں نے وہاں اپنی تبلیغ جاری رکھی اور محافل ذکر و اذکار جاری رکھیں۔ اور ان مریدین نے اپنے درمیان اخوت و محبت اور اسلامی تشخص کی بحالی کا شعور برقرار رکھا اور اس کے لیے عملی اقدامات کیے۔

اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے مشائخ کی زیر زمین کوششوں کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

''داغستان میں تقریباً ساٹھ فیصد افراد کسی نہ کسی سلسلہ تصوف سے وابستہ ہیں۔ مشائخ کی زیادہ تر تعداد ایک خاص قسم کا مذہبی حلقہ بنا کر رکھتے ہیں جسے Avars کہا جاتا۔ اس کے علاوہ داغستان کے قرب و جوار میں بھی

Scanned by CamScanner

بہت سارے مشائخ تصوف کے سلاسل کا کام کر رہے ہیں۔ منظم طریقے سے اگر ان سلاسل تصوف کو جانچا جائے تو اس علاقے میں کم از کم یہ مشائخ چالیس مختلف virds(Schools of teaching within the Tariqa) پر مشتمل ہیں۔ ان میں سب سے بڑا سلسلہ نقشبندیہ اور دوسرے نمبر پر شاذلی سلسلہ ہے۔ اس کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے بھی کافی تعداد اور مریدین کام کر رہے ہیں۔ Dzhazuli سلسلہ اور سلسلہ یساویہ کے معتقدین کی بھی قابل ذکر تعداد موجود ہے۔ ان سلاسل کی سرپرستی ان کے مشائخ کرتے تھے جنہوں نے زیر زمین رہ کر اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے بہت قربانیاں دیں اور بھرپور جدوجہد کی۔"(1)

مشائخ کی خفیہ سرگرمیاں جن کی وجہ سے سیاسی، سماجی، مذہبی اور روحانی حوالوں سے سوویت استبداد کے زیر اثر رہنے کے باوجود اسلامی تشخص کی بحالی اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی پہچان میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں اور ان مشائخ نے بالواسطہ مزاحمت جاری رکھی۔ اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

" It was for this very reason that the more invisible, indirect form of resistance offered by many of the Sufi brotherhoods was more effective. We can sense the resiliences of Islamic social life through some apparent paradoxes. Several Sufi strategies have been consciously used to help Islamic culture survive under conditions of oppression. Two of these are 'invisibility-in-the-crowd', sometimes formulated as khalwat dar anjuman, 'solitude within society', and safar dar watan, 'journey within the homeland', which reminds the Muslim that the journey into the inner world is more important than any external condition".(1)

---

(1). ARBERRY, A.J. "Sufism: An Account of the Mystics of Islam", London, Allen & Unwin, 1950, p 44.

(2). OLESEN, "Asia Islam and Politics in Afghanistan", London, Curzon Press. 1995, p 51.

Scanned by CamScanner

مشائخ تصوف کی تعلیمی استعداد

کی تعلیمی استعداد کے لئے یہ بات بڑی حیران کن تھی کہ جب روسی انقلاب کے بعد مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے اور ان پر ہر طرح کی پابندیاں لگائی گئیں۔ تقریر و تحریر کی آزادی چھین لی گئی حتی کہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے سے کتراتے تھے۔ مسلمانوں کی کسی مذہبی لٹریچر تک ممکن حد تک رسائی ناممکن بنا دی گئی تھی ان حالات کے باوجود جب مشائخ تصوف کے بارے میں جانکاری ملی اور بعض کو پکڑا گیا تو یہ انکشاف ہوا کہ یہ مشائخ اچھی اعلیٰ تعلیم یافتہ، دینی و دنیاوی تعلیم میں بھی بہت ملکہ رکھتے تھے اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

"All Sufi shaykhs were well educated, and, before Communist rule, the literary language of Dagestan and of Chechnya was Arabic. After 1991, French and Russian scholars discovered small villages in highland Dagestan, near the Georgian border, which retained an active tradition of teaching Arabic and the Islamic sciences in secret throughout the Soviet period".(1)

مشائخ تصوف نے روسی جبر و بربریت سے نجات پانے کا ایک طریقہ ڈھونڈا کہ وہ زیر زمین چلے گئے اور انہوں نے خفیہ طریقوں سے عام مسلمانوں کی تربیت شروع کی۔ تھوڑا تھوڑا کر کے مذہبی لٹریچر انکو یاد کروایا جانے لگا یوں آہستہ آہستہ یہ طریقہ کار گھروں اور محلوں میں پھیلتا چلا گیا۔ مشائخ کے خفیہ کردار کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Furthermore, mass deportation of Muslim populations, e.g. from the North Caucasus to other parts of the Soviet Union including Central Asia, would only result in the exportation of Sufi brotherhoods into the new areas".(2)

(1). Zeyno Baran "Understanding Sufism" p 20

(2) BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union, Berkeley, University of California Press, 1985, p33.

Scanned by CamScanner

سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کا سب سے زیادہ اثر و رسوخ اس خطے پر رہا۔ یہ داغستان اور شمالی قفقاز کے علاقے میں بہت مشہور رہا۔ وسطی ایشیاء میں دوسرا سب سے مشہور تصوف کا سلسلہ، سلسلہ قادریہ تھا جس کے مشائخ نے بھی اس خطے میں اسلام کی شمع روشن کرنے اور پھر اس شمع کو روشن رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ترکستان میں قراجی Khalawalla اور ازبکستان، قازقستان اور کرغزستان میں یہ سلسلہ بالخصوص انیسویں اور بیسویں صدی میں بہت مشہور رہا۔

مشائخ نے صبر و تحمل، برداشت اور رواداری کی حکمت عملی اپنا کر اس خطے میں ایک پہچان قائم کی کہ اسلام کا روحانی پہلو بہت زیادہ قابل برداشت اور قابل قبول روایات کا آئینہ دار ہے۔ اس کے باوجود کہ سوویت استبداد انہیں بطور خاص نشانہ بنا رہا تھا اور مشائخ کو چن چن کر ختم کیا جا رہا تھا۔ سوویت یونین کی تمام خفیہ ایجنسیاں ان صوفیوں کی ٹوہ میں تھیں۔ یہ سارے عوامل جو بظاہر سوویت مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہے تھے لیکن مشائخ کی دوراندیشی اور بصیرت کی وجہ سے اس خطے میں ان کی تعلیمات کی بدولت اسلامی تشخص کی بحالی میں مدد ملی۔ مشائخ نے حالات و واقعات سے اندازہ لگا کر بہترین حکمت عملی کا ثبوت دیا اور مسلمانوں کی بچی کھچی طاقت کو مکمل طور پر ختم کروانے کی بجائے زیر زمین رہ کر اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کام کیا۔

روسی استعمار اور صوفیاء کی منظم جدوجہد

ان ساری ماضی کی روایات کے باوجود ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ روسی استعماریت کے باوجود اس خطے میں بہر صورت موجود رہا۔ اور آج بھی وسطی ایشیاء میں اس کا اثر دیکھا جا سکتا ہے۔ اور ایسے نامناسب اور تکلیف دہ حالات میں بھی تصوف وسطی ایشیاء میں قائم رہا اس کا سہرا صرف اور صرف ان صوفیاء اور مشائخ تصوف کے سر جاتا ہے جنہوں نے انتہائی نامناسب حالات میں بھی دکھ، تکالیف اور اذیتیں برداشت کر کے بھی اسلام کے پودے کی آبیاری کی۔ اس بارے میں ڈاکٹر رفیق ذکریا بیان کرتے ہیں۔

"The other wellspring of Islam in the USSR is the clandestinely organized network of sufi brotherhoods which has been popular in Central Asia since medieval times. These continue to exercise considerable influence on the Muslims. Of these, the

Scanned by CamScanner

Naqshbandiya is the most popular, followed by the Qadiriyya (mostly in the Caucasus) the Khalwatiya (in Turkmenistan . . .), and the Yasawiya (in Uzbekistan, Kirghizia and Kazakhstan)".(1)

روسی حکام اسلام کی اس بڑھتی ہوئی طاقت سے باخبر ہیں لیکن بعض علاقوں میں سوائے دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی کے علاوہ وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ فرغانہ کی وادی، کرغزستان اور اس خطے میں بہت سارے چھوٹے گروپ اور تنظیمیں اسلام کی اشاعت و ترویج اور اس کی بقا کے لیے کام کرتی رہیں۔ بعض کو Hairy Ishan کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ تقریباً ستر کے قریب تصوف سے متصل مختلف مشائخ اور خلفاء مختلف ناموں سے کام کرتے رہے ہیں۔ جن کے ساتھ براہ راست ہزاروں کی تعداد میں لوگ جڑے ہوئے ہیں۔ وہ زیر زمین اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ روسی حکمران مسلمانوں میں تصوف اور صوفیہ کے اثر کو جانتے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ تصوف کے یہ سلسلے اور خانقاہیں مذہبی غیرت وحمیت کو ہمیشہ ابھارتی رہیں گی۔ اسی لیے روسی استعماریت نے اسلام کی حکومتی سطح پر نگرانی کی۔ اس کے بعد وسطی ایشیاء کی دوسری آزاد مسلمان ریاستوں میں بالعموم کرغزستان اور فرغانہ وادی میں بالخصوص صوفیہ و مشائخ کے سلاسل بہت تیزی سے پھیلے۔ لوگ بڑی کثیر تعداد میں ان کی طرف راغب ہوئے۔

صوفیہ کی جماعت

وسطی ایشیاء میں صوفیہ نے IRP(Islamic Renaissance Party) کے نام سے ایک پارٹی بنائی ہے۔ جس کا مقصد اسلامی تشخص کا احیاء ہے۔ یہ اسلام کے روحانی نظام کے ساتھ ساتھ اس کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی نظام کی بھی حفاظت کے لیے اپنا بہترین کردار ادا کر رہی ہے۔(۲)

مشائخ نے اس جبر و استبداد کے دور میں بھی اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے غیر سرکاری سطح پر ایک ایسا روحانی نظام قائم کیا کہ جس نے اس خطے میں کسی نہ کسی شکل میں اسلامی تشخص کو بحال رکھا۔ گو کہ اس کے لیے ان مشائخ

(1). ZAKARIA, Rafic "The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics", N.Y., Penguin, 1988, pp268.

(2). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. Mystics and Commissars: Sufism in the Soviet Union, Berkeley, University of California Press, 1985, p10

کو بہت زیادہ مصائب و مشکلات برداشت کرنے پڑے لیکن ایک ظاہری نظام کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک منظم اور پر اسرار روحانی نظام بھی قائم کیا اور باقاعدہ اس کی حفاظت کی۔ اس خفیہ روحانی نظام کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Again, the only serious and organized resistance against Russian conquerors in eighteenth and nineteenth centuries and Soviet regime in the 1920s was led by the same Sufi orders"

یہ تصوف کے سلاسل سوویت حکمرانوں کے نزدیک بہت مؤثر رہے۔ سوویت استعمار کے دور کے مشائخ نے اسلام کا زیر زمین ایک مضبوط اور طاقتور تصور قائم کیا۔ تصوف کمیونسٹ دور میں گو کہ بہت دب گیا تھا لیکن زیر زمین اس نے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ انہوں نے اسلام کی بیخ کنی کے لیے کی گئی بیرونی طاقتوں کی سازشوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ اس بارے میں وہ آگے لکھتے ہیں

" The survival of Islam in USSR owes to the constant struggle of these Sufi orders. Parallel and non-Official Islam would not be controlled by Soviet higher authorities or the so-called Muslim spiritual directorates".(1)

اگرچہ ان سلاسل تصوف کے مشائخ کو دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت زیادہ صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن ان سلاسل تصوف کے عقیدت مندوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی جن میں شروع شروع میں بہت زیادہ پڑھے لکھے افراد نہ تھے لیکن متوسط طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد ان سلاسل سے وابستہ ہونے لگی۔ 1975ء میں ایک روسی ماہر سیاسیات V.G Pivovarov نے ان سلاسل اور ان کی جدوجہد کے بارے میں تحقیق کی اور وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شمالی قفقاز کی نصف سے زیادہ آبادی ان سلاسل تصوف سے وابستہ تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف شمالی قفقاز میں ہی ان سلاسل تصوف سے وابستہ افراد کی تعداد ایک ملین کا چوتھا

---

(1) Zeyno Baran"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" , The Nixon Center , 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,79

Scanned by CamScanner

حصہ تھی۔ یہ عقیدت مند اور مریدین کی بڑھتی ہوئی تعداد عالمی افق پر کوئی سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں لانے کی باعث زندگی جس تدریجی طور پر خاصی مربوط و منظم ہوتی چلی گئی۔ تصوف دوسرا بڑا مذہبی منظم نیٹ ورک بن گیا جس کے ذریعے عام مسلمانوں نے اپنی اصلاح کی بلکہ روحانی بیماریوں کا علاج کروایا اور اللہ کے حضور ان کی جوابدہی کے تصور نے اسلام کے خود احتسابی کے پہلو کو نمایاں کیا اس سے عوام میں امید کی کرن روشن ہوئی۔ اللہ رب العزت سے ٹوٹے ہوئے تعلق کو جوڑا۔ کیونکہ اس تعلق کے جڑ جانے کے بعد ہی انسان بقیہ تمام خدشات وخوف سے پاک ہو کر دلیرانہ انداز میں کفر کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

"Sufism became, in essence, an alternative religious organization. The more institutionalized Sufism became, the greater was its social and political potential. Second, struggle is not a major concern of mystic teachings, but it is part of Sufi socialization. The pursit of a tariqa was a singular type of struggle: that against the self, but it could only be undertaken under the guidance of an experienced master. Sufi literature issued stern warnings against false paths: thes admonitions were directed especially toward anyone who sought unmediated contact with God without the help of a guide. As a consequence, the group, the brotherhood, and the order evolved as the organizational framework of Sufism. The remarkably strong coherence of the Sufi community would thus appear to be a favorable condition for the growth of socio-political activities.(1)

---

(1) Zeyno Baran"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" . The Nixon Center . 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,81

مشائخ کی طرف سے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال

وسطی ایشیاء میں روسیوں کی مسلمانوں کو ختم کرنے کی حکمت عملی ناکام ہو گئی۔ مسلمان زیر زمین رہ کر اپنی مذہبی اور روحانی سرگرمیاں جاری رکھتے گئے۔ نتیجتاً اسلامی تشخص کی بحالی کی تحریک بہت زیادہ سیاسی اور نظریاتی ہوتی چلی گئی۔ علماء نے خفیہ بروشر لکھنے شروع کیے۔ خفیہ طور پر اسلامی تعلیمات پر مبنی کیسٹس ریکارڈ کرنا شروع کیں۔ ان کیسٹس کو آگے مسلمانوں میں خفیہ طور پر بھیجا جاتا اور سنا جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ ایک اسلامی احیاء کی لہر بن کر اس سارے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے گئی اور ان ریاستوں کی آزادی کی وجہ بنی۔

بیسویں صدی میں مشائخ نے اسلامی روایات اور تصوف کی اشاعت و تبلیغ کے لیے جدید ذرائع ابلاغ سے استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے پروفیشنل آن لائن ویب سائٹس، انٹرنیٹ اور دوسرے جدید ذرائع ابلاغ کا سہارا لیا ہے جس سے سلاسل تصوف کی اشاعت و ترویج میں تیزی آ سکے۔ انٹرنیٹ اور دوسرے جدید ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں بہت مدد کی ہے۔

" There are contemporary political implications in some of this Internet material, e.g. carrying either direct or indirect criticism of attacks on Muslims in Bosnia and Chechnya". (1)

حاجی کنکا کے بعد ان کے خلفاء میں ایک چیچن صوفی اویس (Vis) حاجی ضغوی (Zagiev) نے بھی اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ روحانی اعتبار سے انکا تعلق قادری سلسلہ سے تھا۔ 1953ء میں داغستان اور چیچنیا کے مضافات میں ان کا اثر و رسوخ بڑھا۔ اس طریقہ حائے تصوف نے اسلام شعائر کی تبلیغ و اشاعت اور روحانیت کے فروغ کے لیے جدید ذرائع ابلاغ استعمال کیے۔ مختلف پروگرامز اور روحانی اجتماعات منعقد کیے جاتے اور لوگ اس کار خیر میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ بھی ڈالتے۔

وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کے احیاء میں صوفیہ کرام کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے معنف R.James

---

(1) Echo of Islam (Tehran), No. 119, (Extracts from Speech of 20 April 1994). May 1994, pp10-12)

Scanned by CamScanner

Ferguson مزید لکھتی ہیں۔

" Sufi orders have had a major influence on 20th century Central Asia, and today form one of the main currents of Islam in contemporary political life. Estimates of the number involved in Sufi circles are difficult to make, but Russian surveys of the 1970s suggested that of a population of 27 million, there would have been some 500,000 involved in Sufi brotherhoods".(1)

معاشرے پر مشائخ کا اثر

ایک غیر سرکاری مذہبی سکالر (سوویت ازبک دانشور سعید بے ییف کے بقول) غیر سرکاری علماء و مشائخ معاشرے کا ناگزیر حصہ بن چکے تھے" وہ نماز روزے کی تلقین و تعلیم کے علاوہ مختلف امور، تعلیم و تدریس، شادی بیاہ اور تجہیز و تکفین کی رسوم انجام دیتے تھے۔ جگہ جگہ غیر سرکاری مسجدیں تھیں جنہیں یہ غیر سرکاری علماء چلاتے تھے۔ بیسویں صدی کے اواخر میں مسلمان مشائخ اور علماء اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء کے لیے بہت زیادہ پر جوش اور پر امید تھے اور اپنی طاقت کے مطابق اپنا کردار ادا کر رہے تھے اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"Central Asian leaders were aware of a religious revival throughout the region, including a noted influence on members of the Communist Party and on the young communist association, the Komsomol: the Uzbek Communist Party Central Committee secretary of the time, M. Khalmukhamedov tried to focus his attack not on the believers, but on a 'coercive clergy'.(2)

---

(1). R. James Ferguson, " Meeting on the road: (CEWCES) Research Papers,Bond University Press,1996,Queensland,Australia,,p10.

(2). FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation. Boulder, Westview Press, 1991, p191.

Scanned by CamScanner

نقشبندیہ سلسلہ سوویت یونین کے بہت سارے علاقوں میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس کا مرکز شمالی قفقاز (داغستان اور چیچن انگشیا) جہاں نقشبندیہ نے دو صدیوں سے زار شاہی اور روسی استعمار کے خلاف ہر حوالے سے جدوجہد جاری رکھی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ (1317-89ء) جو کہ اس سلسلے کے سب سے اکابر اور بانی مشائخ میں سمجھے جاتے ہیں۔ آج کل بخارا کے اطراف میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

الیگزینڈر بنگسن اس بارے میں لکھتے ہیں۔

"The Naqshbandiya has a unique ability to adapt to changing social and political conditions. An adept is not ascetic; he remains in the world. Thus as an individual, the Naqshbandi adept is required to adjust his social behaviour to meet the requirements of everyday life; he must be socially flexible."(1)

اس سلسلے نے آزادی رائے، انسانیت کی فلاح اور اسلام کے آفاقی پیغام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ سلسلہ نقشبندیہ دوسرے سلاسل کی نسبت اس خطے میں بہت زیادہ موثر رہا۔ وسطی ایشیاء بہت سارے سلاسل تصوف کا گڑھ رہا ہے۔ جو کہ اس خطے میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے سرگرم عمل تھے۔ ان سلاسل تصوف نے ترکمانستان، قازقستان، کرغیزیا (کرغزستان) اور ازبکستان کے جنوبی حصے میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے تشخص کا ایک ایسا ڈھانچہ تشکیل دیا کہ جس نے بعد کے آنے والے ادوار میں اسلام کی روحانی حوالے سے خاصی مدد کی۔ سلسلہ نقشبندیہ نے انیسویں صدی میں اسلام کی فکری اور نظریاتی اساس کو قائم رکھنے میں ایک مرکزی کردار ادا کیا۔ بہت سارے نقشبندی مشائخ جدید آزاد خیال اور ترقی پسند تحریک کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ بسماچی تحریک کے زیادہ تر رہنما نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سلسلہ بہت زیادہ منظم اور اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق عمل کرنے والا طریقہ تصوف سمجھا جاتا ہے۔

(1). Bennigson, A. & Enders W. S. "Muslims of the Soviet Empire," London: Hurst and Co Publishers. (1985), p:30.

Scanned by CamScanner

امید کی کرن

اشتراکی انقلاب کے بعد وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کے لیے امید کی کرن صرف یہ سلاسلِ تصوف ہی تھے جن کے مشائخ نے دورِ استبداد میں زیرِ زمین رہ کر اسلامی تشخص کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

" After communist revolution, Sufism was left the only shelter for the Muslims of Central Asia. It was quite a natural choice on their part as any person when faces shackles outside, he tries to hide in his inner world. The same happened with the Muslims of Central Asia. They sought refuge in these orders of Sufism." (1)

سلسلہ کبراویہ

دوسری جنگِ عظیم میں روسی استعمار کی گرفت ان علاقوں میں کمزور ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بہت سارے سلاسلِ تصوف بطورِ خاص عوام میں مقبول ہوئے جن میں کبراویہ سلسلہ ان میں سے ایک تھا۔ یہ بارہویں صدی عیسوی میں خوارزم سے فروغ پایا۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی نسبت سے اس سلسلہ کا نام کبراویہ سلسلہ تصوف رکھا گیا۔ اس سلسلہ تصوف میں ذکر بالجہر کو خاصی اہمیت حاصل تھی۔ اس سلسلہ تصوف نے Golder Horde کے قبائل میں اسلام کو روشناس کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۲)

اس کے علاوہ وسطی ایشیاء میں بہت سارے سلاسلِ تصوف کام کر رہے ہیں جو کہ بنیادی طور پر مشہور چار سلاسل ہی کی شاخیں ہیں ان میں ایک سلسلہ قلندریہ بھی ہے۔ جس کا روحانی مرکز سمرقند میں ہے۔ 1970ء کی دہائی میں اسلامی تصوف شمالی قفقاز میں جو کہ روسی استعماریت کے نزدیک بھی اسلامی طاقت کا مرکز سمجھا جاتا تھا وہ

(1). Bennigson, A. & Enders W. S. "Muslims of the Soviet Empire," London: Hurst and Co Publishers. (1985), p:32.

(2). Hussain, M. The Religious Factor in Central Asian Society under Communist Era. Central Asian Journal. No. 48.

Scanned by CamScanner

سیکولر نظریات کا نشانہ بننا شروع ہوا۔ یہ سیاسی اور روحانی اسلام کی مشترکہ کوشش تھی کہ اس جدید سیکولر نظریات کے فتنے سے نمٹا گیا اور اس میں روحانی اسلام کی نمائندگی کرنے والوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وسطی ایشیاء میں روسی استعماریت کے خلاف یہ سلاسل تصوف متحد ہو کر اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے لڑے۔

سادات عالموو ایک ریسرچ اسکالر ہیں اور وہ دوشنبہ میں "شرق" نام اسلامی سنٹر میں کام کرتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "ان سلاسل تصوف نے سیاسی اسلام کی ترویج واشاعت اور اس کے موثر نفاذ میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے جس کی بدولت اسلام کا سیاسی نظام خاصی حد تک شکست وریخت سے بچا رہا۔(1)

مشائخ کی عالمگیر سوچ

جیسے اسلام کی کوئی جغرافیائی سرحد نہیں ہوتی۔ مسلمان جہاں بھی ہے جس خطے میں بھی ہے وہ امت اسلامیہ کا فرد ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح مشائخ نے تصوف میں بھی کوئی مخصوص سرحد نہیں بنائی۔ یہی وجہ ہے کہ روحانی اسلام اس خطے میں دور زوال کے باوجود بھی ترقی کی طرف گامزن رہا اور آج کے دور میں بھی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ

" We do not live in the East or West; we do not study in the North, nor do we teach in the South. We are not bound in this way, but we may be compelled to talk in this way."(2)

ہم ان وجوہات کو جان سکتے ہیں کہ تصوف کیوں اتنے پرفتن اور ادوار پر خطر حالات میں بھی تر و تازہ رہا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" With these background factors in mind we can understand why Sufism remained robust even during periods of adversity. The main Sufi Brotherhoods (tariqa) were active in the former U.S.S.R.

---

(1). Abdul Hamid, A. 'Islamic Movements in Central Asia', Al-Mujtame', al-Kuwait, No. 687,(2006),p 39.

(2). In SHAH, Idries The Way of the Sufi, Harmondsworth, Penguin, 1968, p165.

Scanned by CamScanner

and remain so in Central Asia today".(1)

مشائخ کی اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کی گئی خفیہ حکمت عملی اپنائی گئی۔ مشائخ نے اپنی سرگرمیاں محدود کر لیں ایک تو اس کا فائدہ تو یہ ہوا کہ روسی خفیہ ایجنسیوں کے آئے روز چھاپوں اور پوچھ گچھ سے گلوخلاصی ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مشائخ نے اسلامی اقدار کو محفوظ رکھنے کے لیے کاوشیں شروع کیں۔ اس بارے میں مصنف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

" However, a private, underground system of spiritual edcation remained and helped Islam survive. As a result, Central Asian Islam has maintained an uniterrupted tradition of religious knowledge.The same can be said of several individual representatives of the official clergy as well".(2)

اسی دور میں چشتی صوفی مشائخ نے بھی اس خطے میں اپنا کام شروع کیا۔ ان کا مرکز زیادہ تر ترکستان تھا۔ مشائخ کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ترکی میں حاجی بکتاش Bektash کا نام بھی مشہور مشائخ میں ہوتا ہے۔ مشائخ تصوف کے مؤثر کردار کے بارے میں رفیق ذکریا اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

" In general, the organisation of the Sufi brotherhoods was highly effective in the spreading of religious concepts, as well as for revolution and armed resistance".(3)

---

(1). Shahpuri, A. Muslim Ummah Soviet Roos Mein, (muslim Community in Soviet Russia). p: 133

(2). RASHID, Ahmed "The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?", Karachi, OUP, 1994, p29

(3). ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p168.

Scanned by CamScanner

خانقاہوں کے ذریعے سے اشاعتِ اسلام

مشائخ تصوف نے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے جدوجہد کی اور مسلم دینی تشخص کے تحفظ کے لیے کلیدی کردار ادا کیا۔ اور اس کی بڑی وجہ وہ خانقاہیں تھیں جہاں مشائخ تصوف نے عوام الناس کو براہِ راست دین کے متعلق آگاہی دی۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" They became the major driving force of Islamic revival in the republic. A characteristic symbol of the Sufi dimension of the latter was the restoration of the traditions of ziyarat (popular Sufi pilgrimage) to over 800 mazars (burial places of shaykhs, or some other objects of Sufi worship). Tariqatists also strengthened their involvement in the processes of decision-making on a local level through the promotion of their representatives in village administrations. This facilitated the renewal of public Islamic festivals, as well as the re-introduction of some elements of Islamic food norms and dress codes which existed in pre-Soviet times".(1)

یہ تصوف کے سلاسل سوویت حکمرانوں کے نزدیک بہت موثر رہے۔ سوویت استعمار کے دور کے مشائخ نے اسلام کا زیرِ زمین ایک مضبوط اور طاقتور تصور قائم کیا۔ تصوف کیمونسٹ دور میں گو کہ بہت دب گیا تھا لیکن زیرِ زمین اس نے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ انہوں نے اسلام کی بیخ کنی کے لیے کی گئی بیرونی طاقتوں کی سازشوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی پہچان کو ہر ممکن حد تک قائم رکھا۔ گو کہ اس ساری صورتحال میں انہیں اس کی بہت بڑی قیمت چکانا پڑی لیکن اسلام کی خاطر اس کی سربلندی کی خاطر تن، من اور دھن کی قربانی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

(1). ARBERRY, A.J. Sufism: An Account of the Mystics of Islam, London, Allen & Unwin, 1950, p 28.

Scanned by CamScanner

" The survival of Islam in USSR owes to the constant struggle of these Sufi orders. Parallel and non-Official Islam would not be controlled by Soviet higher authorities or the so-called Muslim spiritual directorates".(1)

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سیاسی اسلام اس وقت اتنا طاقتور نہیں رہا لیکن روحانیت کے ان علمبرداروں نے اسلام کو ایک نئی جہت سے متعارف کروایا۔ انہوں نے مدارس، مساجد اور خانقاہوں کے ذریعے اسلامی تشخص کی حفاظت کی۔ جو کہ بظاہر کمیونسٹ دور میں نہ ہونے کے برابر تھے لیکن اندرون خانہ ان مشائخ تصوف نے اسلام کو اس خطے میں برقرار رکھا۔

مشائخ تصوف کی فتح

روسی استعمار نے سیاسی اور جغرافیائی سرحدوں کے حوالے سے گو کہ مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا لیکن وہ مشائخ کے قائم کردہ اس روحانی نظام کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ یہ ان مشائخ تصوف کی کامیابیوں کا ثمر ہی تھا اور اس کی فتح ہی تھی کہ روسی استبداد خود ہی یہ بات کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ہمارے تمام تر مظالم و جبر و بربریت کے باوجود یہ مشائخ ہی تھے کہ جن کی کاوشوں کی بدولت اسلام اس خطے سے ختم نہیں ہو سکا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

"But by all accounts, the forced resettlement failed to break either the Sufi brotherhoods or Chechen national spirit. Describing the fearsome "psychology of submission" that prevailed in Soviet relocation camps, Russian author Alexander Sotzhenitsyn observed that only one people refused to be broken by the ordeal: "the natior as a whole-the Chechens." And in later sociological surveys Soviet

---

(1). Martha Brill Olcott Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization?(Carnegie Papers) P.33

Scanned by CamScanner

academics euphemistically noted that "the special postwar conditions" had actually strengthened religious beliefs within the exiled Caucasian peoples. In 1957, when the Chechens and other exiled Caucasian groups were proclaimed "rehabilitated" and returned to their republics, they found that their land had been "Russified." Hundreds of thousands of Russian farmers brought in to work the land during their absence had become permanent residents and now comprised a quarter of the region's population".(1)

صوفیہ نے اپنے آپ کو پس پردہ یا گمنام رہ کر اسلام کے احیاء کے لیے کوششیں کیں۔ یہ مشائخ دنیاداری اور مادی فوائد سے بے نیاز ہو کر خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کام کر رہے تھے۔ حالانکہ انکو معلوم تھا کہ روس کی خفیہ ایجنسیاں بالخصوص KGB بڑے وحشیانہ طریقے سے مسلمان مشائخ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اور ان مشائخ و صوفیہ کا کھوج لگا رہی ہے جو علاقے مسلمانوں کے دلوں میں حقیقی اسلام کی شمع کو روشن کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

مشائخ صحیح معنوں میں اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے تحفظ کی بنیاد بنے۔ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات کا مقابلہ کیا اور ایک بھرپور جدوجہد کے ذریعے اپنے اسلامی تشخص کو قائم رکھا۔ وسطی ایشیاء میں مسلم مشائخ کا ایک روحانی بورڈ بنایا گیا جس میں اس وقت کے نامور مشائخ شامل ہوئے۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔ اسلامی احیاء اور مسلمانوں کی جدوجہد کے بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

" From 1943 until 1989 Dagestani Muslims, alongside their co-religionists from the other Islamic autonomies of the North Caucasus, were administered by the DUMSK (the Muftiyat of the

(1). RASHID, Ahmed The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?, Karachi, OUP, 1994, p 50.

Scanned by CamScanner

Muslims of the North Caucasus), centred in Makhachkala. The DUMSK's leadership subscribed to the official position on tariqatism which qualified it as religious obscurantism and suppressed any Sufi activities. Nevertheless, in spite of the Soviet persecutions Dagestani Sufism survived, although it was pushed deeply underground".(1)

اسلام کے وارث

وسطی ایشیاء میں اسلام کے صحیح معنوں میں وارث یہی مشائخ تصوف ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس کی بقا اور اس کے تحفظ کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔ اللہ رب العزت کے ساتھ جوں جوں ان کا تعلق مضبوط ہوتا چلا گیا، ظلم و بربریت اور جبر و استبداد کے خلاف انکی جدوجہد اتنی زیادہ تیز ہوئی رہی کیونکہ پھر وہ بے خوف ہو کر فقط اللہ کی رضا کی خاطر لڑتے ہیں۔ ان کو دنیاوی منفعت، لالچ، خوف اور مصائب و آلام اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے میدان عمل میں نکلنے سے نہیں روک سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ اسلامی تشخص کے تحفظ کے ضامن بنے اور اسلام کے اس خطے میں بہترین محافظ و نگہبان بنے۔ گو کہ روسی حکومت بھی مسلم مشائخ کی ان خفیہ سرگرمیوں کو جانتے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ روسی حکمران مجبور ہو گئے اور انہیں بعد میں گورباچوف کی اصلاحات کی صورت میں جب عالمی سطح پر روس بدنام ہو چکا تھا۔ افغانستان پر اپنی ناکام جارحیت کے زخم چاٹ رہا تھا اور اس کو یہ جارحیت اتنی مہنگی پڑنے والی تھی کہ جنگ جیتنا تو درکنار اسے اپنے سیاسی و جغرافیائی وجود کو قائم رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Moreover, the Sufi shaykhs and not the official clergy remained the genuine custodians of Islamic faith and culture in Dagestan. Since the Gorbachevian thaw of 1986-1991 Dagestan has been one of the epicentres of an Islamic resurgence characteristic

---

(1). Martha Brill Olcott," Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization? (Carnegie Papers) P.38

Scanned by CamScanner

of the Muslim-populated areas of the former Soviet Union. Post-Communist religious liberalisation enabled the Dagestani Sufis to end their secretive existence".(1)

بیسویں صدی کی آخری چند دہائیوں کے مشائخ

روسی استبداد کے خلاف مسلمانوں کی جدوجہد جاری رہی۔ کبھی سیاسی سطح پر اور کبھی مسلح مزاحمت کی صورت میں۔ لیکن اہلِ مغرب بھی مسلمان مشائخ کی اس جدوجہد کے بارے میں حیران ہیں کہ وہ کیا عناصر تھے کہ جن کی بدولت ان مشائخ نے ہر سطح پر اسلام پر ہونے ہونے ہر جارحانہ اقدام کا بے جگری سے دفاع کیا۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے کلمۂ حق بلند کیا۔ اگر اس سے بڑھ کر قدم اٹھانے کی ضرورت محسوس کی تو گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ اسلام کے گلشن کو اپنے خون سے سیراب کیا۔ مسلح مزاحمت چاہے وہ عام جنگ ہو یا چاہے گوریلا جنگ کی صورت میں اس کو جاری رکھا۔ جب دیکھا کہ کفر کی طاقت بہت زیادہ ہے تو بہترین حکمتِ عملی اختیار کرتے ہوئے گوریلا جنگ کے ذریعے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے۔

اسی طرح جب ضرورت محسوس کی تو مصلحت انگیزی کے ساتھ زیرِ زمین رہ کر اسلام کے بقا کی جنگ لڑی اس کے تہذیبی و ثقافتی ورثہ کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ اس کے روحانی نظام کی بدولت کے اس کے شریعتی نظام کو متاثر نہیں ہونے دیا بلکہ اس کی دل و جان سے حفاظت کی۔ علم و فکر کے ذریعے خفیہ کتابچے چھاپ کر لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ پھر روحانی محافل میں ذکر و اذکار کے ذریعے ان میں روحانی وحدت اور مساوات کا نظام قائم کیا۔ یہ ان مشائخ کی کاوشوں کا ثمرہ تھا کہ 1991ء میں بالآخر وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی۔ بیسویں صدی عیسوی کی آخری چند دہائیوں میں ان مشائخ تصوف کا ذکر کریں گے کہ جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور اس کے دینی تشخص کے تحفظ کے لیے کاوشیں کیں۔ یہ چند مشائخ کہ جن کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے علاوہ بہت سے ایسے صوفیاء اور مشائخ تصوف بھی تھے اور ہیں کہ جنکے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔ یا وہ زیرِ زمین رہ کر اب بھی اس خطے میں

(1). Martha Brill Olcott," Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization? (Carnegie Papers) P.39

Scanned by CamScanner

اسلام کی شمع کو روشن کر رہے ہیں۔

شیخ بدرالدین

اس خطے کی باعزت اور روحانی شخصیت جس نے اسلام کو روحانیت کے ساتھ لوگوں میں پھیلایا ان کا نام شیخ بدرالدین ہے آپ نے اس خطے میں اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے بہت کام کیا۔ بہت ساری تکالیف اور مصائب برداشت کیے لیکن روسی استبداد کے آگے سر نہیں جھکایا۔

سعید آفندی CHirkeevskii

یہ بھی شیخ بدرالدین کے ہم عصر ہوئے ۔ انکے عقیدت مندوں کی تعداد سیکڑوں میں تھی ان کے بہت سے خلفاء آپ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

محمد امین غزروی

آپ کا شمار داغستان اور شمالی قفقاز کے اجل مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ نے زیادہ تر روحانی کیفیات و واردات پر کتب لکھیں۔ ذکر و اذکار اور روحانی ترقی کی منازل پر روشنی ڈالی۔ آپ نے روسی استبداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور زیر زمین رہتے ہوئے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بہت کام کیا 80 کی دہائی میں جب گورباچوف نے وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں میں اصلاحات کا اعلان کیا تو آپ کے مریدین باقاعدہ منظر عام آنے پر روسی ایجنسیاں حیران رہ گئیں۔

Mukhadzhir Dorgelinskii

آپ کا شمار انتہائی تعلیم یافتہ مشائخ میں ہوتا ہے جن کے پاس تصوف کی بابت بہت علم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے روحانی ترقی کے لیے بہت سارے اوراد و وظائف کیے۔ مشائخ کے درمیان آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔

ارسلان غزنوی

ارسلان غزنوی ترکمانستان کے علاقے میں بہت مشہور ہوئے۔ انتہائی منکسار اور سادہ مزاج کے باوجود بہت بارعب شخصیت کے مالک سمجھے جاتے تھے ان سے ملاقات کرنے والے لوگوں کے بقول ان سے متاثر ہوئے بغیر رہا نہیں جاسکتا۔ آپ نے بھی اسلام کی شمع کو اس خطے میں روشن رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

Scanned by CamScanner

رمضان Gimrinskii

آپ کرغزستان اور اس سے ملحقہ سرحدی علاقوں میں خاصے معروف ہیں۔ لوگ آپ کو بڑے اچھے لفظوں میں یاد کرتے ہیں۔ آپ کے ہم عصر مشائخ میں ادریس قاضی، عبدالواحد اور محمد عثار رضا کولیسکو کے نام ملتے ہیں کہ جنھوں نے روسی استبداد کے خلاف روحانی سطح پر بہترین مزاحمت کی۔

شیخ علی

داغستان کے مشہور مشائخ میں آپ کا نام انتہائی ادب سے لیا جاتا ہے۔ آپ نے چیچنیا، شمالی قفقاز اور اس سے ملحقہ کئی شہروں میں روحانیت کا سبق دیا اور بہت سارے متعلقین و متوسلین کے ہمراہ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

تاج الدین Khasavyurtovskii

سترکی دہائی میں داغستان میں آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے افراد کی تعداد سینکڑوں ہے۔ آپ کے خلفاء کی بہت بڑی تعداد آپ کی تعلیمات کو لوگوں میں عام کر رہے ہیں۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ کے ساتھ ہے۔(1)

اس کے علاوہ بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں اسلام کی خدمت کرنے والے مشائخ میں سے لوگ شیخ علی قاضی Akushinskii، Gasan Kakhibskii ویس (Vis) قازی اور حاجی کنتا قازی کی تعلیمات کو روحانی اعتبار سے لائق تقلید سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرزانہ شیخ 1992 نے عملی طور پر وسطی ایشیاء میں متحرک چار سلاسل تصوف کے بارے میں تصدیق کی۔ جن میں نقشبندیہ (جو کہ بہت زیادہ مشہور ہے)، قادریہ، یساویہ اور کبراویہ سلاسل شامل ہیں۔ تصوف کا سب سے زیادہ اثر فرغانہ کی وادی، داغستان اور شمالی آذربائیجان میں دیکھا جا سکتا ہے۔

---

(1). Martha Brill Olcott," Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization? (Carnegie Papers) P.49.

(2). Sheikh, F. "Islam and Islamic Groups", Essex: Longman (1992) p: 57.

Scanned by CamScanner

ابراہیم حضرت

ابراہیم حضرت بیسویں صدی کے ازبکستان کے نامور صوفیاء میں سے ایک ہیں۔ وہ 1928ء میں خوقند کے مضافات میں موجود ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک پرعزم، متاثر کن شخصیت کے حامل، نرم گفتار اور لوگوں کو اسلام اور روحانیت کی طرف راغب کرنا جانتے تھے۔ انکے مریدین کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے جو کہ انکے قرب و جوار میں رہتے ہیں اور اسلام کے تشخص کو برقرار رکھنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ خانقاہ Buwaydah میں جمع ہوتے اور ان کا بھرپور اجتماع جمعہ کے روز ہوتا۔ اسی طرح وسطی ایشیاء میں انقلاب روس کے بعد مشائخ نے مسلمانوں میں دینی حمیت اور غیرت کو برقرار رکھا اور انہیں ایک روحانی تعلق سے جوڑے رکھا جس کی وجہ سے اسلام اتنے ناساعد حالات کے باوجود کسی نہ کسی شکل میں برقرار رہا۔ ابراہیم حضرت نے تصوف پر بہت زیادہ کتب کا مطالعہ کیا۔ اس کے علاوہ نقشبندیہ مجددیہ تحریک اور اس کے ارتقاء کے بارے میں بھی انکے پاس معلومات تھیں۔ انکے مریدین کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے بلکہ ان کا روحانی اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ ازبکستان کے عوام کے پاس انکی لکھی ہوئی کتابیں دوسرے مشائخ یعنی محمد صادق محمد یوسف کی نسبت زیادہ آسانی سے میسر ہیں انہوں نے زیر زمین رہ کر عوام میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا اور انہیں اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کیا۔ ان کا حلقہ ارادت روز بروز بڑھ رہا ہے اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

"Ordinary bureacrats, teachers, members of the artistic community and intelligentsia,entrepreneurs, and juniour police officers. He ofter repeats this phrase: " A padishah's[king's] responsibility is the welfare of the country. Our [Sufi] responsibility is the path to God.We summon people to Allah".(1)

ابراہیم حضرت اور انکے عقیدت مندوں میں محافل ذکر و اذکار اکثر منعقد ہوتیں۔ اس کے علاوہ وہ بنیادی

1). Martha Brill Olcott," Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization? (Carnegie Papers) P.49

Scanned by CamScanner

اسلامی تعلیمات اور عقائد کی اصلاح پر بھی زور دیا جاتا۔ امن و آشتی کے پیغام کے ساتھ ساتھ برداشت، امن، سکون اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کرنے کا عزم دہرایا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ازبکستان میں اعلیٰ مراعات یافتہ طبقہ میں ان کے بارے میں عقیدت و احترام میں اضافہ ہوا اور انکو عوام میں بہت زیادہ پزیرائی ملی۔ مثلاً اندجان میں پارلیمنٹ کے ممبرز میں سے دو ممبرز انکے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔

وہاں پر باقاعدہ کوئی بڑی تعداد میں اجتماع نہیں ہوتا جو کہ شیخ ابراہیم کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے مریدین کے لیے جسمانی طور پر ناممکن ہو۔ صرف چند ایک بہت بڑے اجتماعات مسلمانوں کے مقدس دنوں کے موقع پر منعقد ہوتے۔ ماتحت خلفاء کام کرتے ہیں جو کہ اپنے علاقے کے مریدین کی بہت بڑی تعداد کے سربراہ ہیں جن کی تعداد پچاس سے لے کر ایک ہزار تک ہے۔ شیخ ابراہیم کے خلفاء کے مریدین کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ کچھ خلفاء کے اپنے نائب خلفاء ہیں انکی مدد کے لیے۔ مریدین اپنے علاقے میں ان خلفاء یا نائب خلفاء کے پاس جب ممکن ہو اکٹھے ہوتے ہیں۔ شیخ ابراہیم کے بہت سارے خلفاء میں جو مشہور خلفاء جنکا حلقہ اثر کافی وسیع ہے ان میں عبداللہ کوکندی (Abdullah Kokandi)، اور سیف اللہ ہیں جو کہ Margilan گروپ کے سربراہ ہیں۔ انکے کئی خلفاء نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت شروع کر دی ہے وہاں پر وہ اپنی بیعت کرواتے ہیں۔ جیسا کہ قربان علی شیخ جو کہ تاشقند سے زنبیل (Zhambyl) قازقستان میں سلسلہ شروع کیا ہے۔(۱)

عصمت اللہ شیخ

انقلاب روس کے بعد قازقستان کے علاقے میں عصمت اللہ شیخ نے سلسلہ ہائے تصوف کو آگے بڑھایا اور لوگوں کی اخلاقی، مذہبی اور روحانی تربیت کی۔ قازقستان کے بہت زیادہ اہم شیوخ میں سے عصمت اللہ شیخ کا نام بہت ہی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے جو کہ وسطی ایشیاء کے اہم اور مشہور روحانی شیوخ میں سے ایک ہیں۔ وہ قازقستان میں (جہریہ) روحانی سلسلے کے شیخ کہلائے۔ عصمت اللہ شیخ، یا Taqsir جو کہ ان کے مریدین انکو پکارتے ہیں یسادیہ اور قادریہ سلسلہ کی شاخیں ہیں۔ ان صوفیاء کو شیخ عصمت اللہ کی زیر قیادت واضح طور پر قازقستان کی سیاست میں اپنا

1.Martha Brill Olcott,"Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization?"(Carnegie Papers) P.35

Scanned by CamScanner

کردار ادا کرنا پڑا۔ ان کا حسب ونسب اس بات کا غماض ہے کہ انہوں نے اسلامی سیاسی تحریک کی بہترین طریقے سے قیادت کی۔ وہ روسی انقلاب کے دوران وسطی ایشیاء کے مذہبی اور سیاسی مہاجرین کے خاندان میں ان کی تربیت ہوئی۔ اور انکی سیاسی تربیت کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا براہ راست تعلق مجاہدین سے رہا۔ آپ نے روسی استعماریت کے خلاف جہاد کیا اور اس جہاد کے دوران وہ زخمی ہوئے۔ اس کے بعد شیخ عصمت اللہ پاکستان میں رہائش پذیر ہوئے جہاں پر وہ مختلف اسلامی نقطہ ہائے نظر کی نمائندگی کرتے رہے۔ آجکل ان کا قیام الماتا میں ہے اور انکے تاجکستان اور کرغستان میں بہت مریدین ہیں۔ مختلف طبقوں کے اسی فیصد نوجوانوں پر مشتمل طبقہ ان کا مرید ہے جن میں زیادہ تر کاروباری اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ اور کچھ کے پاس ڈاکٹرز کی ڈگریاں بھی ہیں۔ وہ خود ایک مشہور اور اہم سیاسی شخصیت کے طور پر ابھرے ہیں اور انکے کارکنان بھی انکی اس سیاسی تحریک میں شامل ہیں۔ ترکستان کا سابقہ منیر عوام کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ شیخ عصمت اللہ کا معتقد ہے۔

شیخ ظہیر الدین قاری نقشبندی سرخسانی

(Sheik Zuhriddin qori Naqshbandi Shakhrikhani.

شیخ ظہیر الدین ازبکستان میں نقشبندی سلسلے کی ایک اور نابغہ روزگار شخصیت کے طور پر ابھرے۔ آپ کے والد اور دادا بھی نقشبندی صوفیہ میں سے تھے۔ آپ 14 جنوری 1927ء کو Shakhrikhan(not far from Andijan) میں پیدا ہوئے اور 1950ء میں آپ واحد خواجہ نذر Dehqonboev کے گھرانے کے واحد چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے ایک تاجکستانی صوفی مولوی کوہستانی اور محمد شریف حصاری (Muhammad sharif Hisariy) سے اکتساب فیض کیا۔ آپ قومی صوفی اکیڈمی کے ممبر رہے اور اس کے ساتھ ساتھ Sufi Culture(Tasawwuf va Sufiylik Madaniyati), جو کہ 1995ء میں بخارا میں تشکیل پائی اس کے بھی ممبر رہے۔ اس کے علاوہ آپ کو 2000ء میں تمغہ (glory) "Shukhrat" صدر کریموف کی طرف سے دیا گیا۔ شیخ ظہیر الدین نے نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ تصوف کے بارے میں تفصیل سے لکھا۔ آپ نے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے بہت کاوشیں کیں۔

انہوں نے مجاہدات اور زہد و عبادات کے تمام نظریات و تصورات عوام کے سامنے بیان کیے اور انکی تربیت کی۔ اسلام کے تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء میں آپکی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

عبدالوہاب زادہ قہاری اسماعیل

ازبکستان کے نامور مشائخ میں آپ کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ۔ اس بارے میں مصنف تحریر کرتا ہے۔

" The organizations of Tajikstan's leading Sufis are generally not as hierarchical as UZbekistan's Naqshbandiya. Abd al-Wahhab zadah Qahhari Ismail is a leadr of the Qadiriyya movement and the imam of the mosque in the region of Vakhdat, south of Dushanbe".

تاجکستان کی مشائخ کی جو تنظیم ہے وہ ازبکستان کی طرح کام کر رہی ہے۔ عبدالوہاب زادہ قہاری Abd Al-Wahhab Zadah Qahhari Ismail قادریہ تحریک کے سربراہ رہے۔ اور وہ جنوبی دوشنبہ کی بڑی مسجد کے امام بھی رہے۔ انہوں نے اپنے دادا Turajon-zade جو کہ تاجکستان کے سابقہ ڈپٹی وزیر اعظم تھے ان سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ انہوں نے بھی خفیہ طور پر اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی۔ روحانیت کے سلسلے کو فروغ دیا اور کتابوں کی شکل میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کو پرفتن دور میں بھی جاری رکھا۔

حاجی اسماعیل پیر محمد زادہ

کیمونسٹ انقلاب کے بعد حاجی اسماعیل پیر محمد زادہ کے والد محترم نے آپ کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ کو جدید عصری علوم کے ساتھ ساتھ اسلام کے بیشتر علوم میں مہارت حاصل کی۔۔ آپ نے تاجکستان میں صورتحال کے مطابق خفیہ اور اعلانیہ اسلام کی سربلندی کے لیے کاوشیں کیں۔ آپ کا تعلق نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف سے ہے۔ آپ تاجکستان کے اس وقت کے نقشبندی سلسلہ کے سب سے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ تاجکستان کے ایک علاقہ Ghissar کی بڑی مسجد کے خطیب رہے اور وہاں پر محافل ذکر منعقد کرواتے رہے اس کے علاوہ سب سے زیادہ ذکر کروانے والے شیخ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

قربان علی شیخ

انہوں نے حال ہی میں اپنا سلسلہ شروع کیا ہے۔ قازقستان اور کرغزستان میں ان کے بہت سارے

Scanned by CamScanner

مریدین ہیں۔ان مریدین میں سول سروس کے افراد، کاروباری افراد اور مقامی پولیس کے اہلکار بھی شامل ہیں۔انہوں نے نقشبندیہ پولیٹیکل پارٹی کے نام سے ایک جماعت تشکیل دی ہے۔

ازبکستان کے برعکس 1990ء کے شروع میں بہت سارے تاجکستانی صوفی راہنما اپنے آپ کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے تیار نہیں اور بعض نے بہت جلدی سے اپنے علاقے میں مذہبی جھگڑے کی مخالفت بھی کی لیکن بعد میں یہ تمام مشائخ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ روسی استبداد کے خلاف ہر حوالے سے آواز اٹھانا اور جدوجہد کرنا ضروری ہے۔

شخصیت خواجہ اکبر تراجون زیدہ Akbar Turajo-zade جس نے تعلیمات پیش کی ہیں۔وہ ایک تاریخی صوفی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں جن کے موجودہ نمائندے ان اصل روایات اور تصوف کی واردات کو ترک کر چکے ہیں۔روسی دور میں انکے چند مشہور مریدین تھے۔Turajon- Zade ایک پراسرار اور حیران کن شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے ایک مشہور مذہبی گھرانے (خاندان ایشان) سے تعلیم حاصل کی۔Oliver Roy کے نزدیک Turajon-zade کی سرگرمیاں یا کوششیں صرف صوفی ثقافت کو آگے منتقل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں(۱)

عبوری دور کے دو اور شیوخ جو کہ 1980ء کے اواخر اور 1990ء کے شروع میں ازبکستان میں مشہور ہوئے کہ انہوں نے اس بات پر غور کیا کہ کس طرح مشائخ (صوفیہ) سیاست میں داخل ہو جاتے ہیں جب عمومی اسلامی ماحول بھی سیاسی ہوا ازبکستان میں۔دونوں شیوخ ایک ہی شہر (Namangan) میں دوستانہ طور پر رہ رہے ہیں اور اپنے معتقدین کو فیض یاب کر رہے ہیں۔(۲)

---

(1). Oliver Roy, "The New central Asia: The Creation of Nations"(New York:New York University Press, 2000), p159.

(2).The Construction of Confidence between Islamists and Secularists-Tajik Experiment(Dushanbe: Devashtich,2004),p280.

Scanned by CamScanner

داؤد خان قاری اور تیکوف

داؤد خان قاری اور تیکوف (Namangan) میں 1980ء اور 90ء کی دہائی میں بہت مشہور ہوئے جب (Namangan) میں سیکولر سوچ پر پابندی تھی۔ ان کے عہد کے بارے میں مکمل تحقیق اور بحث کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ 1931ء میں (Namangan) میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد Ortiq-Khan کو 1937ء میں قتل کر دیا گیا۔ کم سن داؤد کی پرورش اُن کے دادا Eshon Knan Tura, نے کی جو کہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے پوتے کو صوفیاء کی ریاضات و عبادات (ذکر، سماع اور ذکر بالجہر) وغیرہ سے آگاہی کروائی۔ آگے انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کی تربیت اسی طرح کی اور اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے آپ نے اس خطے میں بہت کام کیا ہے۔ سوویت حکومت کی طرف سے بہت سختیاں برداشت کیں۔ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن ان کے پایہ استقلال میں کچھ فرق نہیں آیا۔

عادل خان اندجانی

اسی دوران ان کے ہم عصر عادل خان اندجانی 1980-90ء کی دہائی میں Namangan مشہور ہوئے۔ انکو بھی اس عرصہ میں بہت عزت دی گئی۔ عادل خان نے تاجکستان میں نوجوانوں کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا۔ عادل خان اور داؤد خان آج بھی حیات ہیں اور اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ لیکن دونوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔ داؤد خان جنکو تفتیش کے لیے بیسیوں مرتبہ بلایا گیا ہے لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ ازبکستان حکومت کی سیاسی اسلام کے خلاف تنگ نظر پالیسیوں کی وجہ سے عادل خان کی سیاسی سرگرمیاں بھی محدود ہو گئی ہیں۔ وہ ابھی تک Andijan کی ایک مسجد کے امام ہیں۔ وہ ابھی تک حکام کی اسلام کے متعلق پالیسیوں کے مخالف ہیں۔ کیونکہ انکے خیال میں اگر ایک ملک میں مسلمان اکثریت میں ہیں تو انہیں قانون سازی اور اپنے دین کے مطابق سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی زندگی گزارنے کا حق ملنا چاہیے۔ انکے خیال میں مسلمانوں کو اقتدار میں بھی حصہ ملنا چاہیے تاکہ وہ اسلامی اصولوں کو اچھے طریقے سے نافذ کر سکیں (1)

(1).Allen J. Frank, " Muslim Religious Institutions in Imperial Russia",Published 2001 Bril, p.162.

Scanned by CamScanner

خلاصۃ الباب

وسطی ایشیاء میں مسلمانوں کے لیے زارشاہی دور جبر و بربریت کی مثال کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اس دور میں بھی مسلمانوں نے ہر پلیٹ فارم پر کفر و الحاد کے ان گماشتوں کے خلاف جدو جہد جاری رکھی۔ علمی، فکری، نظریاتی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی جدو جہد کے ساتھ ساتھ جب ضرورت پیش آئی تو جہاد سے بھی انکار نہیں کیا اور اس جہاد میں مرکزی قیادت ان مشائخ تصوف نے کی۔ چاہے وہ روسی استبداد کی توسیع پسندی کے خلاف مزاحمت ہو یا شیخ منصور، امام شامل، حاجی بطال، کنتا حاجی، اوزن حاجی یا اسماعیل گسپرالی کی مزاحمت ہو۔ وسطی ایشیاء 1917ء کا اشتراکی انقلاب مسلمانوں کے لیے کوئی سہانا خواب ثابت نہیں ہوا۔ لینن کی مسلم کش پالیسیاں 1922ء میں پھر عود کر آئیں۔ مسلمانوں کے بارے میں نرم پالیسی کے اعلانات فقط اعلانات ہی ثابت ہوئے۔ یہ کمیونسٹوں کی پہلی جنگ عظیم کے بعد ایک چال تھی کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں۔ اس کے بعد کمیونسٹ حکومت نے مسلمانوں پر جبر و بربریت کی وہ داستانیں رقم کیں کہ تاریخ ہمیشہ اسے سیاہ دور سے یاد رکھے گی۔

اجتماعی نسل کشی کی گئی۔ معاشی استحصال کیا گیا۔ فکری اور نظریاتی حوالے سے تاریخ اور نصاب میں تبدیلیاں کر کے نوجوانوں میں اسلام کے بارے میں بدعقیدگی کو فروغ دیا گیا۔ معاشی استحصال کی صورت میں مسلمانوں کو فقر و فاقہ کی وجہ سے مجبور ہو کر ایمان بیچنے پڑے۔ سر عام مسلمان ہونے کا اظہار کرنا موت کو آواز دینے کے مترادف ٹھہرا۔ مشائخ تصوف کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ جو بچ گئے انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔ چار چار ہزار مشائخ اور ان کے متوسلین کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔ مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا گیا۔ قرآن پاک کی توہین کی گئی۔ بلکہ اگر کسی کے گھر سے قرآن مجید مل جاتا تو اسے سر عام نذر آتش کر دیا جاتا۔ مساجد کو یا تو مسمار کر دیا گیا یا ان کی جگہ آڈیٹوریم بنا دیے گئے۔ سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے مشائخ اور متوسلین کو بطور خاص نشانہ بنایا گیا۔ ان کی خانقاہوں کو تباہ کر دیا گیا جو بچ گئیں انہیں سرکاری تحویل میں لے لیا گیا۔ غرض ہر ستم جو کہ طاغوت روا رکھ سکتا تھا وہ روا رکھا گیا۔

یہ امر باعث حیرت کہ جبر و بربریت کی انتہا کرنے کے باوجود روسی استبداد اس خطے کے مسلمانوں کے دلوں میں روشن اسلام کی شمع کو بجھا نہیں سکا بلکہ اس کو یوں کہا جائے کہ جیسے روسی استبداد کے مظالم بڑھتے گئے اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں یک جہتی، اتحاد اور طاغوتی نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ تقویت پکڑتا گیا۔ یہ

Scanned by CamScanner

مشائخ تصوف کی قربانیوں کا ثمر ہی تھا کہ اس خطے کے مسلمانوں کو آزادی کی نعمت میسر آئی۔ اشتراکیت کے ان ستر سالوں میں ان مشائخ تصوف نے ہر پلیٹ فارم پر اسلام کے بقا اور اس کے دینی تشخص کے تحفظ کی جنگ لڑی، علمی، فکری اور نظریاتی جہاد کیا۔ سیاسی اور معاشرتی سطح پر علم حق بلند کیا۔ جب دیکھا کہ عددی اور معاشی طاقت کمزور ہے سیاسی سطح پر کامیابی ملنا محال ہے تو زیر زمین رہ کے اسلام کی شمع کو بجھنے نہیں دیا۔ لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی۔ ان کے دلوں باہمی الفت و محبت پیدا کر کے انہیں متحد کیا اور ایک دشمن کے خلاف سینہ سپر ہونے کا ولولہ پیدا کیا۔ ان میں رجوع الی اللہ کا بیج بو کر انہیں بقیہ لوگوں سے بے خوف کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس خطے کے مسلمان روسی استبداد کے باوجود، کفر و الحاد کی تمام تر حشر سامانیوں کے باوجود اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ اس میں اس صدی کے خصوصاً آخری دہائیوں کے مشائخ کا بہت اہم کردار ہے کہ جنہوں نے اپنے اسلاف و اکابر مشائخ کی تعلیمات سے فیضیاب ہو کر اس خطے میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو برقرار رکھا اور آ ڈیٹوریم اور سینما گھروں میں گانوں کی بجائے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔

Scanned by CamScanner

باب چہارم

وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کے تحفظ میں مشائخ کی جدوجہد کے اثرات

Scanned by CamScanner

باب چہارم

وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کے تحفظ میں مشائخ کی جدوجہد کے اثرات

فصل اوّل

وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی

فصل دوم

اسلامی اقدار اور روایات کا فروغ

خلاصہ

نتائج

سفارشات

فہارس

Scanned by CamScanner

فصل اوّل

وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی

Scanned by CamScanner

فصل اول

وسطی ایشیاء میں مسلمانوں کی روسی استبداد کے خلاف جدوجہد آزادی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ تقریباً دو صدیاں تک جاری ہونے والی مسلح جدوجہد اور پھر اس کے بعد سیاسی، معاشرتی، اخلاقی، علمی، فکری، نظریاتی، مذہبی اور روحانی جدوجہد کی بدولت اس خطے کے مسلمانوں کو آزادی سے جینے کا حق نصیب ہوا۔ اسلام کے احکامات پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کا موقع ملا اور اپنی شناخت اور اپنے تہذیب و ثقافت کو دوبارہ پروان چڑھانے کا موقع ملا۔ مشائخ تصوف نے اس خطے میں اسلامی تشخص کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔ سینکڑوں مشائخ اور ان کے خلفاء و معتقدین کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔ زار شاہی دور کے بعد بھی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے المناک باب بند نہیں ہوئے۔ اور کمیونسٹ انقلاب کے بعد اشتراکیوں نے خطے میں بسنے والی اقلیتوں میں صرف اور صرف مسلمانوں ہی کو بطور خاص نشانہ بنایا اور ان کے خلاف ظالمانہ پالیسیاں جاری رکھیں جن میں مسلم کش سوچ کو مدنظر رکھ کر ایک ایسا ظالمانہ نظام قائم کیا گیا کہ جس کی بنیاد فقط خون مسلم بہانے پر رکھی گئی۔

اس پرفتن دور میں مشائخ تصوف نے اپنے عمل، کردار، اخلاق اور اعلیٰ روحانی صلاحیتوں سے ان لٹے پٹے مسلمانوں کے درد کا درماں کیا۔ کبھی سیاسی سطح پر حصہ لیا اور کبھی باطل کے خلاف میدان کارزار میں کھڑے دکھائی دیئے۔ کبھی خفیہ حکمت عملی کے تحت اسلام کے روحانی نظام کو قائم رکھتے ہوئے اس کے دینی تشخص کو قائم رکھنے کے لیے مذہبی و دینی سطح پر اس کی حفاظت کو یقینی بنایا۔ اور کبھی علمی و فکری جہاد کر کے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی۔

یہ ان مشائخ کی جدوجہد اور قربانیوں کا ثمر ہی تھا کہ 1990ء میں وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں کو پروانہ آزادی مل گیا۔ اس باب میں ہم مشائخ کی اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کی گئی جدوجہد کے اثرات کا جائزہ لیں گے ان اثرات میں سب سے بڑا اور اہم نتیجہ وسطی ایشیاء کی ریاستوں کی آزادی کی صورت میں مسلمانوں کو ملا۔ اس کے کیا محرکات تھے اور کن وجوہات کی بنا پر سابقہ سوویت یونین کے ارباب حل و عقد کو یہ کڑوی گولی نگلنا پڑی۔ اس کا سہرا اسرا ان مشائخ تصوف کے سر ہے کہ جن کی لازوال قربانیوں کی بدولت اس خطے کے مسلمانوں کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی۔

Scanned by CamScanner

فصل اول

وسطی ایشیاء میں مسلمانوں کی روسی استبداد کے خلاف جدوجہد آزادی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ تقریباً دو صدیاں تک جاری ہونے والی مسلح جدوجہد اور پھر اس کے بعد سیاسی، معاشرتی، اخلاقی، علمی، فکری، نظریاتی، مذہبی اور روحانی جدوجہد کی بدولت اس خطے کے مسلمانوں کو آزادی سے جینے کا حق نصیب ہوا۔ اسلام کے احکامات پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کا موقع ملا اور اپنی شناخت اور اپنے تہذیب وثقافت کو دوبارہ پروان چڑھانے کا موقع ملا۔ مشائخ تصوف نے اس خطے میں اسلامی تشخص کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔ سینکڑوں مشائخ اور ان کے عقیدت مندین کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔ زار شاہی دور کے بعد بھی مسلمانوں پر ظلم وستم کے اندوہناک باب بند نہیں ہوئے۔ اور کمیونسٹ انقلاب کے بعد اشتراکیوں نے خطے میں بسنے والی اقلیتوں میں صرف اور صرف مسلمانوں ہی کو بطور خاص نشانہ بنایا اور ان کے خلاف ظالمانہ پالیسیاں جاری رکھیں جن میں مسلم کش سوچ کو مدنظر رکھ کر ایک ایسا ظالمانہ نظام قائم کیا گیا کہ جس کی بنیاد فقط خون مسلم بہانے پر رکھی گئی۔

اس پرفتن دور میں مشائخ تصوف نے اپنے عمل، کردار، اخلاق اور اعلیٰ روحانی صلاحیتوں سے ان لٹے پٹے مسلمانوں کے درد کا داماں کیا۔ کبھی سیاسی سطح پر حصہ لیا اور کبھی باطل کے خلاف میدان کارزار میں کھڑے دکھائی دیئے۔ کبھی خفیہ حکمت عملی کے تحت اسلام کے روحانی نظام کو قائم رکھتے ہوئے اس کے دینی تشخص کو قائم رکھنے کے لیے مذہبی اور دینی سطح پر اس کی حفاظت کو یقینی بنایا۔ اور کبھی علمی وفکری جہاد کر کے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی۔

یہ ان مشائخ کی جدوجہد اور قربانیوں کا ثمر ہی تھا کہ 1990ء میں وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں کو پروانہ آزادی مل گیا۔ اس باب میں ہم مشائخ کی اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کی گئی جدوجہد کے اثرات کا جائزہ لیں گے ان اثرات میں سب سے بڑا اور اہم نکتہ وسطی ایشیاء کی ریاستوں کی آزادی کی صورت میں مسلمانوں کو ملا۔ اس کے کیا محرکات تھے اور کن وجوہات کی بنا پر سابقہ سوویت یونین کے ارباب حل وعقد کو یہ کڑوی گولی نگلنا پڑی۔ اس کا سہرا سراسر ان مشائخ تصوف کے سر ہے کہ جن کی لازوال قربانیوں کی بدولت اس خطے کے مسلمانوں کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی۔

Scanned by CamScanner

افغان جنگ

جب روس کی مختلف ریاستوں میں اسلامی تشخص کے احیاء کے لیے زیر زمین بہت ساری تحریکیں چل رہی تھیں اور سوویت حکام ان تحریکوں کے خلاف ایک موثر لائحہ عمل مرتب کرنے کے بعد بھی ان تحریکوں اور ان سے پیدا ہونے والے اثرات کو ختم نہیں کر سکے تھے۔ تب روسی حکومت نے ایک اور جارحانہ اور جاہلانہ اقدام افغانستان پر فوجی جارحیت کی صورت میں کیا۔ گو کہ سوویت یونین کے اس فعل کو عالمی برادری میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا لیکن ایک سپر پاور ہونے کی وجہ سے جس کی "لاٹھی اس کی بھینس" کے مصداق روسی طاقت کے نشے میں چور زمینی حقائق سے نظریں چراتے ہوئے توسیع پسندی کے نشے میں مست افغانستان میں داخل ہوئے جو کہ بعد میں روس کے لیے گلے کا پھندا بن گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پھندا اور جال جو اس نے افغان مسلمانوں کے لیے بچھایا تھا خود اسی جال میں پھنس گیا۔ افغانستان پر قبضہ تو درکنار سوویت یونین کی اپنی بقا خطرے میں پڑ گئی اور بالآخر افغانستان سوویت یونین کے گلے میں ہڈی کی مانند پھنس گیا۔ اور سوویت یونین سے فقط روس کا یہ سفر صرف چند سالوں میں ہو گیا اور دنیا نے دیکھا کہ کیسے ایک سپر پاور کمزور ممالک کے ٹکڑے کرنے کے خواب کو سینے میں چھپائے خود اپنے ٹکڑے کروا بیٹھی۔

مسلمان مجاہدین اور پاکستان کی استقامت نے بارہ سالہ طویل جنگ میں جس پر روس نے اربوں روپے غرق کر دیے اور لاتعداد روسیوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اقتصادی اور سیاسی طور پر ہلا کر رکھ دیا۔ صرف یہی نہیں تھا بلکہ وسطی ایشیاء کے لاتعداد مسلمان فوجی جنہیں سوویت روس کی طرف سے مسلمان مجاہدین کے خلاف لڑنے کے لیے بھیجا گیا انہیں پہلی بار ایک مسلمان ملک میں اپنے مسلمان بھائیوں سے ملنے کا موقع ملا۔ کئی بار انہوں نے لڑنے سے انکار کیا اور کئی بار وہ مجاہدین سے مل گئے۔

نئی روسی قیادت کو ورثہ میں ملنے والی ناگفتہ بہ صورت حال کے باعث ملک میں اقتصادی اور سیاسی حالات ناگزیر ہو گئیں۔ اقتصادی اصلاحات کے لیے بھی یہ ضروری تھا کہ سیاسی ڈھانچے میں تبدیلی کی جائے کیونکہ مرکزی اختیارات میں کمی بیشی کے بغیر اقتصادی اصلاحات نہ صرف ناممکن تھیں بلکہ ان کا جواز بھی نہ تھا۔ چنانچہ گورباچوف حکومت کی دو تجاویز اقتصادی اور سیاسی اصلاحات کے طور پر متعارف کرائی گئیں۔ لیکن ان اقتصادی تجاویز نے مسائل کا حل نہ دیا بلکہ وقتی طور پر ایک تنکے کا سہارا دیا۔ کوئی مستقل اور پائیدار سہارا فراہم نہ کیا۔ جس کی بدولت روسی معیشت کی بنیادیں مزید کھوکھلی ہوتی چلی گئیں۔

Scanned by CamScanner

افغان مجاہدین اور مشائخ سے ربط

اشتراکیت مزاج کے اعتبار سے نظام جبر ہے اور اس کے لئے اختیارات کی مرکزیت اور مضبوط قوت حاکمہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ان اصلاحات کے ہوتے ہوئے زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اگرچہ روس نے افغانستان سے فوجیں نکال کر ملک صورت احوال میں بہتری کی کوشش کی لیکن یہ قدم دیر سے اٹھایا گیا تھا۔ اس طویل جنگ کے باعث وسطی ایشیاء کے مسلمان بھی یہ جان چکے تھے کہ افغان مجاہدین کیوں روس کے خلاف برسرپیکار تھے۔ ان کے فوجیوں کے افغان عوام اور بعض صورتوں میں افغان مجاہدین سے روابط اور پھر کافی بڑی تعداد میں مختلف وسطی ایشیائی ریاستوں کے دینی علوم کے شائقین نے جو پاکستان کے مختلف دینی اداروں میں تعلیم حاصل کر چکے تھے روس کے اندر ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ شاید بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات انکشاف کی حیثیت رکھے گی کہ وسطی ایشیاء کی کئی ریاستوں کے طلباء صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے کئی دینی مدارس میں برسوں سے درس و تدریس کے لئے آتے رہے ہیں۔ ازبکستان اور تاجکستان میں روحانی سلسلے نقشبندی کے پیروکار بڑی تعداد میں تھے۔ انہوں نے اشتراکی نظام کے قیام کی بڑی شدت سے مخالفت کی۔ اس قسم کے روحانی سلسلے جبر و استحصال سے نہیں دبا کرتے۔ کسی نہ کسی صورت اور رنگ میں وہ موجود رہتے ہیں۔ مساجد پر تالے لگا کر اور مذہب کے خلاف پرچار کی حوصلہ افزائی کر کے اگر اشتراکی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ انہوں نے اس کے روح اور قلب سے اپنے عقیدے سے محبت کو ختم کر دیا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی خام خیالی تھی وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کے طرز معاشرت، بود و باش، کھانے پینے، شادی بیاہ اور تہواروں کی صورت میں بہرحال موجود رہا۔(۱)

افغان جنگ کے دوران تاجکستان، ازبکستان، قازقستان، آذربائیجان، ترکمانستان اور داغستان کے روسی مسلمان فوجیوں کو پہلی بار ایک مسلمان ملک میں اپنے مسلمان بھائیوں سے ملنے کا موقع ملا۔ کئی بار انہوں نے لڑنے سے انکار کیا اور کئی بار وہ مجاہدین سے مل گئے۔ اتنی بڑی تعداد میں تاجکستان اور ازبکستان سے فوجیوں کی روانگی وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے بذات خود ایک خبر کی حیثیت رکھتی تھی۔ کیونکہ ان علاقوں کے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ان کا دشمن کون ہے تو انہیں اس بات کی واضح سمجھ آ گئی کہ وہ بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ اگرچہ وسطی ایشیاء کی ان

کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، لاہور، ص ۲۳

ریاستوں میں کمیونسٹ سوچ بہت پروان چڑھ چکی تھی اور سوویت حکام یہ سمجھتے تھے کہ ان علاقوں کے مسلمانوں کا اب اپنے دین اور مذہب سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہا اگر کوئی مسلمان کہلاتا بھی ہے تو وہ فقط نام کی حد تک ہے لہذا انہوں نے پہلے افغانستان کے سرحدی علاقوں سے لوگوں کو افغان جنگ میں بھیجا اس کے بعد ان ریاستوں کے فوجیوں کو بھیجنا شروع کیا جن میں مسلمان فوجی بھی شامل تھے۔

جب روس افغانستان میں تقریباً اپنے پنجے گاڑ چکا تھا تو یہ کہا گیا کہ روس ایک ایسا ہاتھی ہے کہ جہاں وہ اپنے قدم جماتا ہے وہاں سے پیچھے کبھی نہیں ہٹتا۔ دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں بہت سی سلطنتیں اقتصادی کساد بازاری کا شکار ہو کر اپنے مقبوضات چھوڑنے پر مجبور ہو گئی تھیں لیکن جو پسپائی، ہزیمت اور ذلت سوویت روس کی قسمت میں لکھی تھی نہ صرف یہ کہ اس کی پہلے کوئی مثال نہیں بلکہ اس کے سبب اشتراکیت کے فلسفے کی بساط ہمیشہ کے لئے لپیٹ دی گئی۔ روس نے افغانستان میں بڑے انتظار کے بعد پیش قدمی کی تھی۔ وہ پچھلی دو صدیوں سے گرم پانیوں میں پہنچنے کے لیے بے تاب تھا۔ مشرق وسطی کے تیل کے وسائل پر قبضہ کر کے عالمی طاقتوں کو بے بس کرنا اس کی حکمت عملی کا "بنیادی پتھر" تھا۔ سرمایہ دار ممالک کا زیادہ تر انحصار مشرق وسطی کے تیل پر تھا اور آئندہ بھی رہے گا۔ ایران میں اسلامی انقلاب جسے امریکہ دشمن انقلاب بھی کہا جا سکتا ہے اس کے تناظر میں روس نے افغانستان میں پے در پے کئی انقلابات کے تجربات کئے۔ آخرکار وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے اپنی فوجوں کو افغانستان میں داخل کر دینا چاہیے۔ سوویت روس کا پرانا طریق کار کہ "مقامی لوگوں نے مدد کے لیے بلایا ہے" افغانستان میں بھی استعمال کیا گیا۔ اس کے پیش نظر ایک اور مقصد یہ بھی تھا کہ وہ پاکستان کا خاکم بدہن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قصہ پاک کر دینا چاہتا تھا۔ پاکستان کا وجود نظریاتی لحاظ سے اس لیے کھٹکتا تھا کہ اسلام اور اسلامی حکومت کے قیام کا تصور کہیں وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں میں پھر سے جڑ نہ پکڑ لے جسے ختم کرنے کے لئے سوویت حکمرانوں نے ساٹھ پینسٹھ برس بڑی محنت کی تھی۔ (۱)

سرمایہ دار ممالک نے جہاں ایک طرف الیکٹرانک میڈیا سے بھرپور فائدہ حاصل کیا اور ریڈیو ٹیلی ویژن سے روس کے اندر رائے عامہ کو متاثر کیا تو دوسری طرف وہ روس کو اقتصادی طور پر بے کار کرنے کی فکر میں لگے رہے۔ اتفاق سے قوت اور کامیابی کے نشے میں وحشت سوویت روس اپنے ہی بچھائے ہوئے جال میں اس بری طرح سے الجھا

کرامت علی خان، وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی قبضے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز لاہور، ص ۲۶

کی اس کی عظیم قوت اور سلطنت ریزہ ریزہ ہوگئی۔ اس جنگ میں افغانستان میں روسی فوجیوں نے افغان مسلمانوں اور پھر بعد میں پاکستان میں مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں پر وہ مختلف سلاسل تصوف سے وابستہ ہوئے۔ افغانستان میں صبغت اللہ مجددی جو کہ بعد میں افغانستان کے صدر بھی رہے وہ نقشبندی مجددی سلسلہ ہائے تصوف سے وابستہ تھے۔ ان روسی فوجیوں نے ان مشائخ کے قائم کردہ مدارس سے تعلیم حاصل کی۔ اسلام کی فکر اور نظریہ مضبوط ہوا تو یہ واپس اپنے علاقوں میں گئے اور انہیں اسلام کی حقانیت کی سچے دل سے دعوت دی۔ روسی استعمار جب افغانستان میں اپنے بقا کی جنگ لڑ رہا تھا اور یہ مسلمان جو کہ مشائخ کے زیر تربیت رہ چکے تھے انہوں نے وسطی ایشیاء میں ایک خاموش انقلاب برپا کر دیا۔

وہ سوویت علاقے جہاں پر مسلمانوں کی اکثریت تھی وہاں پر قرآن مجید کو مکمل کتابی صورت میں جمع کرنا اور اس کو پڑھنا تقریباً ناممکن بن گیا تھا وہاں پر ان مشائخ نے اسلامی تشخص کے تحفظ کی جنگ لڑی۔ اور اپنے معتقدین و متوسلین کی اخلاقی، مذہبی اور روحانی تربیت کی۔ یوں ان مشائخ کی جدوجہد کا پہلا ثمر ان ریاستوں کی آزادی کی شکل میں ملا۔

وسطی ایشیاء کی آزاد ریاستوں کا قیام

1924ء میں کمیونسٹوں اس طرح کی پالیسی وضع کی کہ وسط ایشیاء کی ریاستیں جمہوری، اقتصادی، تنظیمی اور تہذیبی لحاظ سے ایک دوسرے سے برسر پیکار رہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو تین چھوٹی چھوٹی قومیتوں میں بانٹ دیا ان میں بغض وعناد پیدا کر کے ان کی مشترکہ ثقافت پر حملہ کیا۔ لیکن مسلمانوں میں وحدت پانے پر اسلامی تحریک پیدا ہوئی اور یوں مسلمانوں کو بانٹ کر حکومت کرنے کی روسی پالیسی ناکام ہوگئی۔

اشتراکی انقلاب سے پہلے وسط ایشیاء کے مسلمان جائے پیدائش کے اعتبار سے خود کو بخاری و سمرقندی کہلانا پسند کرتے تھے۔ خانہ بدوش اور نیم شہری اپنا تعلق کسی نہ کسی قبیلے سے وابستہ کرتے تھے۔ کمیونسٹوں نے مسلمان اقلیتوں کو کچلنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان مظالم کا ردعمل روسیوں کے خلاف نکلا۔ اشتراکیت کی پابندیاں اسلامی تشخص کو مٹانے میں ناکام رہیں اور مسلمانوں میں ایک جذبہ افتخار پیدا ہوا۔ وسط ایشیائی مسلمانوں کے قبائلی رابطے زیادہ پائیدار اور پائیدار وابستہ ہوئے۔ اس رجحان سے کمیونسٹ پارٹی کا پورا انتظام منتشر ہو کر رہ گیا۔ ترکمانستان کے قبیلہ "تیک" کے لوگ سرکاری عہدوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مثلاً اشک آبادی یونیورسٹی اور سائنس اکیڈمیوں پر چھا گئے۔

Scanned by CamScanner

مسلم جمہوریتوں میں یہ احساس ابھرا کہ وار قریب (روس) سے ان کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں۔ اسلامی اور دینی اسلام کے جذبے کی بدولت سوویت قوموں کے درمیان قومیت کی بنیاد پر دوستی کا نعرہ پھیکا پڑ گیا۔ مختلف علاقوں کے مسلم دانشور اپنے زمانہ طالب علمی میں روسی درسگاہوں میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ اس میل جول سے فکری ہم آہنگی کو بڑھنے کا موقع ملا۔ مسلم قومیتوں نے زبان، ثقافت کے معاملے میں خود کو بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں رکھا اور بتدریج ثقافتی اور سیاسی اتحاد کی جانب رواں رہے۔ روس نے وسط ایشیاء میں ملازمتوں کے غیر مساوی مواقع پیدا کر کے ازبکوں کو تاجکوں سے اور سنیوں کو شیعوں کے مقابلے میں پہلے سے زیادہ متحد ہیں۔ اتحاد کے اس رجحان کے پیچھے عوامل کارفرما تھے۔ مسلمان اب مادی (معاشی) لحاظ سے روسیوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہتے تھے۔ ترک اتحاد اور بین الاقوامی اسلامی اتحاد کے جذبات کافی تیزی سے پھیل رہے تھے۔ مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اشتراکیت کی بجائے اسلام کی جانب راغب ہوئے اور ان میں روس سے بیزاری کا عنصر بڑھا۔ کمیونسٹ دور کے ایک سوویت ماہر نے کہا:

"سوویت مسلمانوں کے اسلام کو کمزور سمجھنا حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ مذہب کا تعلق پروپیگنڈے اور تعلیم سے کم، عمر اور سماجی حالات سے زیادہ ہوتا ہے۔ بے دین اور ملحد (کمیونسٹ) چالیس پینتالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد مذہب کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں"۔(۱)

شاید بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات انکشاف کی حیثیت رکھے گی کہ وسطی ایشیاء کی کئی ریاستوں کے طلباء صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے کئی دینی مدارس میں برسوں سے درس و تدریس کے لئے آتے رہے ہیں۔ ازبکستان اور تاجکستان میں روحانی سلسلے نقشبندی کے پیروکار بڑی تعداد میں تھے۔ انہوں نے اشتراکی نظام کے قیام کی بڑی شدت سے مخالفت کی۔ اس قسم کے روحانی سلسلے جبر و استحصال سے نہیں دبا کرتے۔ کسی نہ کسی صورت اور رنگ میں وہ موجود رہتے ہیں۔ مساجد پر تالے لگا کر اور مذہب کے خلاف پرچار کی حوصلہ افزائی کر کے اگر اشتراکی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ انہوں نے اس کے روح اور قلب سے اپنے عقیدے سے محبت کو ختم کر دیا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی خام خیالی تھی۔ عقیدہ وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کے طرز معاشرت، بود و باش، کھانے پینے، شادی بیاہ اور تہواروں کی صورت میں بہرحال

---

(۱) کرامت علی خان، وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات) جنگ پبلشرز، لاہور، ص ۲۷

Scanned by CamScanner

ہو رہا ہے۔ وسطی ایشیاء سے آمدہ اطلاعات کے مطابق لوگوں نے شکستہ مساجد کی مرمت اور نئی مساجد کی تعمیر شروع کر دی ہے۔ بہ الفاظ دیگر احیائے دین کی تحریک از سر نو پورے جوش و جذبے سے ابھر آئی۔

روحانی خلا

اس رجحان کا سب سے بڑا سبب وہ روحانی خلا تھا جو سوشلزم پر نہیں کر سکتا۔ مسلم مشائخ اور دانشور اپنے ایمان کو چھوڑ کر روسیوں میں مدغم ہونے کو تیار نہ ہوئے۔ کمیونزم پر کاری ضربیں لگانے کے باوجود ان کے دلوں سے مذہب، روحانیات اور اخلاقیات کو ختم نہ کر سکا۔ مسلمان یقین رکھتے تھے کہ اسلام تمام روحانی اور مادی بیماریوں کا علاج ہے اور اشتراکیت نفرتوں کے زہر کے سوا کچھ نہیں۔(1)

روس کے محکوم علاقوں میں آزادی اور احیاء اسلام کی تحریکیں

وسطی ایشیاء میں نوے کی دہائی میں جو ریاستیں آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئیں ان ریاستوں میں ازبکستان، قازقستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان مسلمان ریاستیں ہیں۔ان ریاستوں کی آزادی میں جہاں مشائخ اور صوفیہ کی جدوجہد نمایاں رہی وہیں اس کے ساتھ ساتھ روس کا افغانستان پر حملہ بھی ایک اہم وجہ بنا کہ روس کے مسلمانوں کی جدوجہد کامیاب ہوئی اور مشائخ کی اسلامی تشخص اور احیاء کے لیے کی گئیں کاوشیں رنگ لے آئیں۔ روس دس سال تک جبر و استبداد، وحشت و ظلم، لوٹ مار، قتل و غارت کرنے کے بعد ذلیل و خوار ہو کر غیرت مندوں کے وطن سے نکل گیا۔ روسی مسلمان مجاہدین بالخصوص افغان مجاہدین کے نظریاتی، مذہبی اور روحانی نظریات و اثرات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ افغان مجاہدین نے اپنے روسی مسلمانوں بالخصوص تاجکستان اور ازبکستان کے مسلمانوں کو ایک نیا پیغام دیا۔

ان ریاستوں میں رہنے والے مسلمان چونکہ روسی جبر و بربریت کا شکار تھے لیکن باطنی طور پر ان کے دلوں میں ایمان کی شمع بجھنے نہ پائی تھی۔ نقشبندی مشائخ نے بالخصوص اور بقیہ سلاسل ہائے تصوف کے مشائخ نے بالعموم حصہ

(1). R. James Ferguson ,"Meeting on the road: Cosmopolitan Islamic culture and the Politics of Sufism" Centre for East-West cultural and Economic Studies(CEWCES) Research Papers,Bond University Press,1996, Queensland, Australia,p13

Scanned by CamScanner

بقدر اپنا اسلام کی شمع کو بجھنے نہ دیا اور بعض اوقات سیاسی سطح پر نہ سہی لیکن مذہبی اور روحانی حوالوں سے اسلام کے تشخص کو بحال رکھنے میں اپنا کردار مسلسل ادا کرتے رہے۔

یہی وجہ تھی کہ دریائے آمو کی چوڑائی اور آہنی دیواریں محض افسانے ثابت ہوئے اور وہاں کے مسلمانوں کے سینوں میں احساس غلامی کے خلاف چنگاری بھڑکنا شروع ہوئی۔ روس کے لئے افغانستان کے ساتھ ایک ہزار پچاس میل لمبی سرحد کا بند کرنا بہت مشکل تھا۔ اس لیے روسی ازبک اور تاجک بڑی آسانی کے ساتھ دریائے آمو پار کر کے ان مجاہدین سے روحانی اور جسمانی تربیت لینے لگے جو کہ افغانستان میں روسی افواج سے برسرِ پیکار تھے۔ جس تحریک کو کچلنے کے لیے روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اسی تحریک کو ساتھ لے کر وہ روس میں داخل ہونے لگے۔(۱)

سول نافرمانی

وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا سوویت یونین کے خلاف سول نافرمانی کا پہلا مظاہرہ 1980ء کی دہائی میں دیکھنے کو ملا جب افغان مجاہدین روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف نبرد آزما تھے اور سوویت یونین داخلی طور پر تناؤ اور دباؤ کی حالت میں تھی۔ عوام میں بھی سوویت یونین کے افغانستان پر حملے کو سراہا نہیں جا رہا تھا بلکہ اس پر آہستہ آہستہ تنقید ہونا شروع ہو گئی تھی۔ میخائل گورباچوف کی اصلاحات نے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کی مذہبی زندگیوں میں کچھ آسانیاں پیدا کیں۔ یہی وجہ تھی کہ ازبک پارٹی کے سیکرٹری شریف راشدوو Sharaf Rashidov نے حکومتی سطح پر مسلمانوں کی وفات پر مذہبی رسومات (کفن دفن) کے لیے حکومت سے باقاعدہ مطالبہ کیا۔(۲)

مشائخ کی حیران کن مزاحمت

مشائخ نے ان علاقوں میں بڑی بصیرت اور مصلحت انگیزی کے ساتھ خفیہ جدوجہد کی۔ اور آہستہ آہستہ ایک ایسا خاموش انقلاب برپا کیا کہ جس کا اندازہ سوویت حکام کو 1990ء میں ان ریاستوں کے آزادی کے مطالبے پر ہوا۔ گو کہ ان علاقوں میں بالخصوص حنفی مکتبہ فکر کو بڑی سختی سے دبایا جاتا رہا لیکن احناف کے ساتھ ساتھ مشائخ نے زیر

(۱) ماہنامہ دعوت اسلام آباد، ج ۱۱ ش ۶، جون ۲۰۰۰ء، ص ۲۵

(2). Zeyno Baran,"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency" The Nixon Center, 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003,P73.

دینی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان مشائخ کے ساتھ مل کر مسلمانوں نے سیاسی جماعتیں قائم کرنا شروع کر دیں۔ بعض لوگوں نے ان کو اتنی اہمیت نہ دی لیکن ان کا اندازہ اس وقت غلط ثابت ہوا جب گورباچوف کے دور میں ان ریاستوں نے علیحدہ خود مختاری کا مطالبہ کر دیا۔ اس کو مصنف نے یوں بیان کیا ہے۔

" To a certain extent, this helped bring about the emergence of Islamic political groups in the early 1990s. Most observers underestimated this phenomenon at the time, and as a result, they were surprised by the emergence of Islamic radicalism in some Central Asian societies at the end of the Gorbachev era".(1)

ظالمانہ نظام کے نتائج

ایک ظالمانہ نظام کب تک چل سکتا ہے آخر ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے جب جبر و بربریت کا نشانہ بنے لوگ اپنے صبر و برداشت کی آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد مارنے یا مارے جانے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ ظلم و ستم، بنیادی انسانی حقوق کی کمی، کرپشن، غلط فیصلے، بے روزگاری، سماجی ناانصافیوں اور فلاحی بہبود کے نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی مسلم سوسائٹی اکٹھی ہونا شروع ہوئی اور نتیجہ کے طور پر ایک سوویت یونین کو ان ریاستوں کو خود مختاری دینا پڑی۔ جیسا کہ مصنف بیان کرتا ہے

" The call of radical Islamists for equality and justice is thus particularly appealing to these people, and as a result, proponents of violence within the body of political Islam receive popular support".(1)

مشائخ تصوف کی کاوشیں

(1). Vitaly V. Naumkin,"RADICAL ISLAM IN CENTRAL ASIA Between Pen and Rifle. Rowman & Littlefield Publishers, Inc.. P262.

Scanned by CamScanner

مغربی اور روسی مفکرین اس بات پر متفق ہوئے کہ وسطی ایشیاء کی ریاستیں جو آزاد ہوئیں ان میں جہاں تک سوویت یونین کیمونزم کی ناکامی ایک بڑی وجہ تھی۔ روس کی توسیع پسندانہ سوچ، مالی بحران اور سب سے زیادہ مؤثر چیز یہ تھی کہ وہاں کے مسلمان خفیہ طور پر ایک ایسے روحانی نظام (سلاسل تصوف) میں جڑ چکے تھے کہ جن کی وجہ سے سوویت یونین کو ایک غیر متوقع نتائج دیکھنا پڑے۔ ان سلاسل کی وجہ سے اس خطے کے مسلمانوں نے سوویت حکومت کے خلاف مزاحمت جاری رکھی۔ یہ مزاحمت فکری، نظریاتی، مذہبی، اخلاقی، شعوری، علمی، روحانی، تہذیبی، قانونی اور ثقافتی بھی تھی۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اس مزاحمت کے اثرات نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین مجبور ہو گیا کہ ان ریاستوں کو ان کے حقوق مل جانے چاہئیں۔ سوویت حکام کی تمام تر پابندیوں اور سختیوں کے باوجود مسلمانوں نے اپنے حقوق اور مذہبی تشخص کی بحالی کے لیے آواز اٹھائی۔ اس بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

"It was for this very reason that the more invisible, indirect form of resistance offered by many of the Sufi brotherhoods was more effective. We can sense the resiliences of Islamic social life through some apparent paradoxes. Several Sufi strategies have been consciously used to help Islamic culture survive under conditions of oppression. Two of these are 'invisibility-in-the-crowd', sometimes formulated as khalwat dar anjuman, 'solitude within society', and safar dar watan, 'journey within the homeland', which reminds the Muslim that the journey into the inner world is more important than any external condition".(1)

دسمبر 1989ء میں ازبک کیمونسٹ پارٹی میں بھی لوگوں نے آزادی کے لیے اپنی آواز بلند کی اور اس میں

(1). Vitaly V. Naumkin,"RADICAL ISLAM IN CENTRAL ASIA Between Pen and Rifel . Rowman & Littlefield Publishers, Inc.. P264

Scanned by CamScanner

سب سے زیادہ مذہبی آزادی پر زور دیا گیا جس کے پیچھے مسلمان مذہبی تنظیموں کا پریشر تھا۔ جلاوطنی کے بعد جو لوگ بالخصوص شمالی علاقوں کے علاقے میں آئے وہ ان مشائخ کی وجہ سے بہت جلد اسلام کی طرف راغب ہوئے بلکہ خود ہو کر اسلام کی تبلیغی طور پر خدمت کرنے لگے۔

بالآخر 1989ء کو ازبک پارٹی کے الیکشن میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ مسلم مذہبی پارٹیوں کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ بالآخر ان ریاستوں میں آزادی کی لہر اٹھی اور سوویت یونین کو مجبوراً ان ریاستوں کو آزاد کرنا پڑا۔

مشائخ کی جدوجہد

1980ء سے لے کر 1991ء تک جب سوویت یونین ٹوٹا اور ریاستوں کو آزادی ملی تب وسطی ایشیا کی مختلف تنظیمیں اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ آزادی کا یہ سارا سلسلہ اچانک نہیں ہوا بلکہ ان کے پیچھے اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے احیاء کی ایک لمبی جدوجہد ہے۔ یہ جدوجہد بعض علاقوں میں بہت قوت اور جذبے سے جاری رہی جن میں بالخصوص ازبکستان اور تاجکستان ہیں۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ صوفیاء اور مشائخ ہیں۔ جنکی وجہ سے اسلام اس خطے میں آیا۔ مصنف اس بارے میں بیان کرتا ہے۔

" Since the end of the 1980s, and especially after the collapse of the Soviet state in 1991, Central Asian societies have witnessed a steady process of Islamic revival. This process was stronger in some parts of the region- particularly in Uzbekistan and Tajikistan-than in others. A retrospective survey of the Islamic

(1). RORLICH, Azade-Ayse "Islam and Atheism: Dynamic Tension in Soviet Central Asia", in FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation, Boulder, Westview Press, 1991, p190.

Scanned by CamScanner

culture that flourished in the great centers of Central Asian civilizations shows hov intimately Hanafi Islam became interconnected with traditional rites and customs, particularly those of the Sufi brotherhoods".(1)

داغستان میں اسلام کے اثرات

داغستان تصوف سے مضبوطی کے ساتھ اور باہم متصل علاقہ ہے۔ جہاں پر تصوف کی روایات، ادب و آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اسلام داغستان میں عربوں کے ذریعے ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں داخل ہوا۔ چودھویں اور سولہویں صدی عیسوی میں داغستان میں شافعی فقہ کا عروج ہو گیا۔ سولہویں صدی عیسوی سے لے کر آج تک داغستان کے لوگوں کی اکثریت تصوف کے کسی نہ کسی سلسلے سے تعلق ضرور رکھتی ہے۔ تصوف نے اس علاقے میں اپنے قدم جمائے۔ اور تصوف اس خطے میں ''طریقت'' کے نام سے جانا جانے لگا۔ جو کہ اسلامی احکامات و دعوات پر مشتمل باطنی صفائی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ بنا۔ طریقت (Tariqatism) اس وقت اس خطے میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ حالانکہ علماء و مذہبی اسکالرز بھی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں لیکن مشائخ کی تعلیمات اور انکے سلاسل کی بدولت اس خطے میں اسلام بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اور ان مشائخ نے اس خطے میں روس کے توسیع پسندانہ عزائم کو روکنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

1917ء میں بالشویک انقلاب کے بعد داغستان سوویت حکومت کا حصہ بن گیا۔ ستر سالہ اشتراکیت نے اس خطے میں اسلام کی ترویج و اشاعت اور اس کے تشخص پر بہت گہرا اور دوسرے لفظوں میں منفی اثر ڈالا ہے۔ داغستان میں اکثر مساجد اور مذہبی مدارس تباہ کر دیے گئے یا ان کو زبردستی بند کروا دیا گیا۔ جو رہ گئے ان کو ناسا گوار ان کی کڑی نگرانی کروائی گئی۔ مشائخ اور علماء کو یا تو شہید کر دیا گیا یا انہیں زبردستی جلا وطن کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں اس خطے میں اعلیٰ سطح پر اسلام کی نظریاتی، فکری، علمی، ادبی، ثقافتی، تہذیبی، اخلاقی اور روحانی اقدار کو

(1). Vitaly V. Naumkin," RADICAL ISLAM IN CENTRAL ASIA Between Pen and Rifle? Rowman & Littlefield Publishers, Inc., P.265

Scanned by CamScanner

ہو سکے۔ چیچنیا اور اسلام سیاسی طور پر بہت کمزور ہو گیا۔(1)

سوویت حکمران اس سارے اور ایسے ہتھکنڈوں کے باوجود اسلام کو اس خطے سے یکسر ختم نہیں کر سکے۔ سوویت حکمرانوں نے کیمونسٹ خیالات اور نظریہ سے ہم آہنگی رکھنے والے چند مسلمان علماء کی خدمات حاصل کیں جن میں سے اکثر سوویت خفیہ ایجنسیوں کے آلہ کار تھے۔ تاکہ اسلام کا حقیقی پہلو اس خطے میں رہنے والے مسلمانوں پر آشکار نہ ہو۔ اس عرصے میں صوفی اسلام یعنی تصوف زیر زمین چلا گیا۔ 1943ء سے 1989ء تک داغستان کے مسلمانوں نے شمالی قفقاز کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر DUMSK(The Muftiyat of the Muslims of North Caucasus) کے نام سے ایک تنظیم جس کا مرکزی دفتر Makhachkala داغستان کے شمال میں ایک شہر میں تھا کے ساتھ مل کر اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے خفیہ کوششیں کیں۔ یہی وجہ تھی کہ 1986-1991ء میں جب میخائل گورباچوف نے اس خطے میں کیمونسٹ حکومتوں کے برعکس آزادی رائے کے اظہار کے مواقع دیئے تو وسطی ایشیاء میں سب سے اہم اور مضبوط خطہ یہی تھا کہ جس نے آزادی کے لیے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس خطے کے مشائخ نے خفیہ رہ کر اسلامی تشخص کی حفاظت کی۔ اور جس کا نتیجہ ان ریاستوں کی آزادی کی شکل میں نکلا۔ یہ ان مشائخ تصوف کی قربانیوں کا ثمر ہی تھا کہ وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی ان میں سیاسی، سماجی، معاشرتی، مذہبی، دینی، اخلاقی اور روحانی اقدار کے تحفظ کے بارے میں شعور و آگہی پیدا ہوئی۔ کیونکہ جب روس ایک واضح منصوبہ بندی کے تحت ان مسلمانوں کا استحصال کر رہا تھا اور کیمونسٹ انقلاب سے قبل بھی زار شاہی دور میں بھی روسیوں نے مسلمانوں کے خلاف معاندانہ رویہ اپنا رکھا۔ اس دور میں بھی ان مشائخ تصوف نے روسی استبداد کے خلاف ہر سطح پر مزاحمت کی حتیٰ کہ انہوں نے مسلح مزاحمت کا آغاز کیا۔ شیخ منصور، امام شامل، حاجی بطال، کنتا حاجی، شیخ اوزن اور اس طرح کی بے شمار ہستیوں نے خفیہ رہ کر اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے جدوجہد کی۔ یہ انہی مشائخ کی قربانیوں کا ثمر تھا کہ ڈیڑھ صدی کے بعد بھی ان کی تعلیمات اور قربانیوں کو بھلایا نہیں جا سکا۔ اور وسطی ایشیاء کی مسلمان ریاستوں کو آزادی کی شکل میں اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کے تحفظ کا بہترین موقع ملا۔

---

(1) محمد نعیم بلال زبیری، افغانستان اور وسطی ایشیاء کا مستقبل، مطبوعہ نگارشات میاں چیمبرز ٹیمپل روڈ لاہور، ص 17

فصل دوم

مشائخِ تصوف کی کاوشوں کے علمی و فکری اثرات

Scanned by CamScanner

فصل دوم

علمی و فکری اثرات

وسطی ایشیاء میں جہاں مشائخ تصوف نے سیاسی اور روحانی کاوشیں کیں وہیں انہوں نے اسلام کے فکری و نظریاتی تصور کو بھی پروان چڑھایا۔ علمی، فکری، نظریاتی اور ادبی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھا۔ مشائخ کی تقریباً ستر سالہ جدوجہد کے اثرات نمایاں ہیں۔ وہ جدوجہد جو انہوں نے روسی استعمار کے خلاف اپنے دینی تشخص کو بچانے کے لیے کی۔ کبھی یہ جدوجہد سیاسی رنگ اختیار کر گئی اور کبھی مسلح مزاحمت یا جدوجہد کی صورت میں نظر آئی لیکن مشائخ کی روحانی اور اخلاقی جدوجہد ہمیشہ جاری رہی کبھی اعلانیہ اور کبھی خفیہ۔ ذیل میں ان علمی و فکری کاوشوں کے اثرات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

مشائخ کی اس علمی و فکری جدوجہد کے بڑے مثبت اثرات اس خطے کے مسلمانوں پر مرتب ہوئے اور ان ریاستوں کی آزادی کے بعد اور زیادہ مرتب ہوئے ہیں۔ جو اسلامی روایت مردہ ہو چکی تھیں پھر زندہ ہو رہی ہیں اور ایک ایسا طبقہ وجود میں آ گیا ہے جو اسلامی زندگی کے احیاء کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ لوگوں میں اسلامی زندگی کو اپنانے، قرآن کریم پڑھنے اور اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہو چلا ہے۔ چونکہ عربی رسم الخط ان کے لیے اجنبی ہو چکا ہے اس لیے بعض مسلمان طالب علم کسی غیر ملکی مسلمان طالب علم سے قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں روسی رسم الخط میں لکھوا لیتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں دعوت چپکے چپکے پھیلتی جاتی ہے۔ اسلامی لٹریچر کی پیاس بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلامی لٹریچر دو قسم کا ہے ایک وہ جو داخلی طور پر تیار کیا جاتا ہے یہ نماز روزے کے احکام اور دیگر اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہوتا ہے زیادہ تر قلمی ہوتا ہے کبھی کبھار سائیکلو سٹائل یا فوٹو اسٹیٹ بھی کروا لیتے ہیں۔ پریس پورے کا پورا حکومت کے قبضہ میں اور پرائیویٹ کوئی چیز نہیں چھپ سکتی۔ دوسرا لٹریچر وہ ہے جو باہر سے آتا ہے۔

زیر زمین مدارس

زکوٰۃ و صدقات صرف مسلم بورڈ سرکاری طور پر جمع کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے بورڈوں نے اپنے آدمی مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک سرکاری مولوی کے بیان کے مطابق ان رقوم سے بورڈ خدام مسجد، واعظین اور مؤذنین کی تنخواہیں ادا کرتے اور بیرونی ملکوں میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے مسلمان طالب علموں کو وظائف دیتے ہیں۔ اسی

طرح مسجدوں اور مدارس کی مرمت پر بھی یہ رقوم صرف کی جاتی ہیں۔ سرکاری بورڈوں کے مقرر کردہ آدمیوں کے سوا کسی اور شخص کا زکوٰۃ، صدقات اور دیگر عطیات وصول کرنا خلاف قانون اور مستوجب سزا جرم ہے، تاہم غیر سرکاری اسلام کے عہدیدار اور کارکن خفیہ دینی کام کرنے، وزیر ذمیں مساجد اور مدارس کو چلانے اور دوسرے سماجی امور انجام دینے کے لیے زکوٰۃ اور صدقات جمع کرتے ہیں۔(۱)

مساجد و مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

''اسلامی تشخص کی بحالی اور اس کی اشاعت کا کام بڑی تیزی سے جاری وساری ہے۔ اس کا ثبوت مساجد اور اسلامی مدارس کی بڑی تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد ہے۔ 1985ء تک ازبکستان میں صرف 27 رجسٹرڈ مساجد تھیں اور کوئی اسلامی مدرسہ نہیں تھا اور تقریباً ایک درجن سے بھی کم مسلمانوں کو حج کرنے کی اجازت ملتی تھی وہ بھی جو کمیونسٹوں کے منظور نظر ہوتے یا جنہیں روسی خفیہ ایجنسیاں کلیئر کرتیں لیکن اب 1996ء میں رجسٹرڈ مساجد کی تعداد 1,670 ہو چکی ہے اور 9 اسلامک انسٹی ٹیوٹ، 3 اسلامی یونیورسٹیاں، 25 مدارس، 670 بنیادی تعلیمی مکاتب اور ۱۱ اسلامی فلاح و بہبود کے سنٹر قائم ہو چکے ہیں''۔

اسلامی کتب کی تدوین واشاعت

اسلامی لٹریچر کی باقاعدہ اشاعت ہوتی ہے بلکہ اس کے لیے ایک پرنٹنگ بورڈ تشکیل دیا گیا ہے جو کہ مشائخ کی نگرانی میں کام کر رہا ہے اور ان کی مشاورت سے باقاعدہ اسلامی ترتیبی نصاب ترتیب دیا جا رہا ہے۔ پمفلٹ، چھوٹے چھوٹے کتابچے، مذہبی کتب، دعا اور مناجات پر مشتمل کتب اور بنیادی اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب چھاپی جا رہی ہیں اسلامی موضوعات پر لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے۔

" Among the first Islamic periodicals were the newspapers As-Salam ('Peace'), Nur-ul-Islam('Light of Islam'), Islamskii Vestnik('Islamic News') and Mezhdunarodnaya Musulmanskaya Gazeta('International Islamic Newspaper'). The hajj, which used to

---

(۱) شاہ نواز، مسلم اور سوویت روس میں، ص ۱۱۸

Scanned by CamScanner

be a luxury restricted to just a few privileged clerics, became accessiblo for many thousands of ordinary Dagestani Muslims".(1)

مدارس ومکاتیب کا انتظام

اسلامی دینی تعلیم کے فروغ کے لیے مدارس کا انتظام ترقی پا رہا ہے۔ لوگوں میں بچوں کو اسلامی تعلیم کے دلانے کا شوق پروان چڑھ رہا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف علاقوں میں مدارس قائم کیے جا رہے ہیں جہاں پر بچوں کی دینی، اخلاقی اور دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے مصنف اس بارے میں رقمطراز ہے۔

" In conjunction with this, madrasahs or Islamic schools opened, offering courses in Arabic, Shariah law and Islamic history. They also provide clerical training for young Muslims who wish to make Islam into a career. And although the vulnerability to Islam of the different peoples of Central Asia varies from republic to republic, the observance of Islamic rituals has generally been on the rise: Central Asian Muslims invariably observe circumcision of newborns and the tradition of providing a kalym (bride price) to the bride's family.They also perform important acts of faith, such as fasting, pilgrimages to Mecca, participation in Friday prayers and mosque attendance, which have allincreased dramatically".(2)

(1). Galina M.Yemelianova ,"A Study of Sufism in post-Soviet Dagestan of the Russian Federation,"2001,p 88.

(2). Mehrdad Haghayeghi , Islam and Politics in Central Asia (New York: St. Martin's Press, 1995) . pp 15–18.

Scanned by CamScanner

mosque construction, Islamic schools and the observance of Islamic rituals".(1)

اسی وجہ سے ازبکستان میں مساجد کی تعداد 80 سے بڑھ کر 5000 ہو گئی ہے یہ وہ مساجد ہیں جو کہ سرکاری طور پر رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار ایسی چھوٹی چھوٹی مساجد ہیں جو کہ گھروں میں خفیہ قائم تھیں اور اب بھی لوگ ان مساجد میں عبادت اور تربیت کے لیے جاتے ہیں۔ یہاں عربی زبان وادب اور اسلامی تعلیمات وعقائد کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ ازبکستان میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد 1990ء تک تقریباً 119 مذہبی تعلیم کے ادارے (مدارس) تھے۔ جو روسیوں کی چیرہ دستیوں اور پابندیوں کے باوجود کسی نہ کسی طرح قائم رہے۔ لیکن آزادی کے بعد صرف دس سالوں میں اس مدارس کی تعداد 2,000 تک پہنچ گئی ہے۔ جو کہ اسلام کی ترویج واشاعت کے حوالے سے ایک بہت اعلیٰ پیش رفت ہے۔ اب آہستہ آہستہ ان مدارس میں علماء کی طلب بھی بڑھ رہی ہے۔ افغانستان، ایران اور پاکستان کے مدارس سے تعلیم یافتہ علماء ان علاقوں میں دین کی شمع کو روشن کر رہے ہیں۔ سوویت حکومت مسلم کش پالیسیوں کی وجہ سے علماء کی تعداد ان علاقوں میں بڑھ نہیں سکی لیکن ان ریاستوں میں اب آزادی کے بعد اسلام بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔

داغستان میں 1985ء میں وہاں صرف 27 رجسٹرڈ مساجد تھیں کوئی اسلامی سکول یا تعلیمی ادارہ نہیں تھا۔ اور صرف ایک درجن سے بھی کم لوگوں کو حج کرنے کی اجازت ہوتی تھی وہ بھی جنھیں روسی خفیہ ایجنسیاں کلیئر کرتی تھیں۔ 1996ء میں وہاں 1,670 رجسٹرڈ مساجد، 9 اسلامک انسٹی ٹیوشنز، 670 پرائمری اسلامی اسکول اور 11 اسلامی فلاح و بہبود کے سنٹر قائم ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ داغستان اسلامک پریس نے "السلام"، "نور الاسلام"، "اسلامک نیوز" اور "انٹرنیشنل اسلامک نیوز پیپر" کے نام سے مختلف اخبارات ورسائل چھاپنے شروع کیے ہیں۔ (۲)

(1). Zeyno Baran "Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency", The Nixon Center, 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,71

(2). Dmitry Furman, 'Veruyushchie, ateisty i prochie. Novoe issledovanie rossiskoi religioznosti', Svobodnaya mysl, 1997, 1, pp 91.

Scanned by CamScanner

کتاب وسنت کے مطابق فکر وکردار کی تطہیر، تربیت وتعلیم اور عصر حاضر کے مسائل کے بارے میں اسلامی فہم بطور یقینی والا لٹریچر آہستہ آہستہ پہنچنے لگا ہے۔ اور روس کے اندر بھی خفیہ طور پر چھپنے لگا ہے۔ جس کے گہرے اثرات مرتب ہونے میں ابھی وقت لگے گا۔ بشرطیکہ یہ لٹریچر ان تک پہنچتا رہے اور سوویت حکمران اس کی راہیں مسدود نہ کریں۔ یہ لٹریچر زیادہ تر متوسط اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے اور مسلمان طلبہ میں پھیل رہا ہے۔ اس طبقے کی راہنمائی جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ انہی طبقات اور گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لٹریچر اسلام کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے خطرناک اثرات کا روسیوں کو اندازہ ہے۔ صوفیاء اور مشائخ کی طرح غیر سرکاری علماء کا یہ طبقہ بھی مستقبل کی امید ہے اور روسی اور کمیونسٹ حکومتیں یا انکے حامی مشائخ اور غیر سرکاری علماء کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ سے بہت زیادہ پریشان ہیں۔(۱)

مسلم مذہبی بورڈ کا قیام

ازبکستان میں مسلم مذہبی بورڈ قائم ہوا ہے۔ مسلم مذہبی بورڈ کی نشر واشاعت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور وہ اسلامی تشخص کے تحفظ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بورڈ بڑی ذمہ داری اور برق رفتاری سے اسلامی کتب، اسلامی کیلنڈر، مذہبی کتابوں کے سرورق اور بڑے وسیع پیمانے پر چھوٹے کتابچے پبلش کر رہا ہے۔ باقاعدہ اوقاف کا محکمہ تشکیل دیا گیا ہے۔ پہلے یہ صرف برائے نام تھا حالانکہ یہ 1920ء میں قائم ہوا تھا لیکن برائے نام تھا۔ اس کے علاوہ آہستہ آہستہ مذہبی تعلیمی ادارے اسلامی تعلیمات کے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔(۲)

اسلام کے عہد رفتہ سے تعلق جوڑنے کی خواہش شدید تر ہوتی جا رہی ہے اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Whilst the republics have a desire to connect more fully with the traditional practices and culture of the Islamic past, their religiousawareness does notnecessarily translate into radical,

---

(۱) مسلم اور سوویت روس میں، آباد شاہ پوری، ص ۲۵۸

(2) .GHONCHEH TAZMINI,"Central Asian Survey (2001) ,The Islamic revival in Central Asia: a potent force or a misconception?" ,p5.

Scanned by CamScanner

political behaviour. In fact,some importantfactors suggest that Islam will not take a revolutionary form inCentral Asia.First, 98 per cent of Central Asia's Muslims are Sunni Muslimsof the HanafiSchool of law, not Shi'ite Muslims".

اسلامی مدارس و اسکولز دین کی اشاعت کے لیے کام کر رہے ہیں مصنف مزید اس بارے میں رقمطراز ہے۔

" Nine Islamic educational training schools already have over 600 students who are studying Arabic and traditional religious subjects. Islamic pilgrimage sites, which the Soviet authorities were never able to suppress, are flourishing".(1)

اعلیٰ تعلیمی بورڈ کا قیام

ازبکستان میں اعلیٰ تعلیم کے لیے باقاعدہ ایک نظام ترتیب دیا گیا ہے۔ جس کی سربراہی مسلم بورڈ آف ازبکستان کرتا ہے۔ یہ بورڈ پورے ازبکستان میں جتنا بھی تعلیمی ڈھانچہ ہے اس کے لیے اساتذہ بھرتی کرتا ہے۔ 1992ء میں باقاعدہ اس ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ اعلیٰ و ثانوی تعلیمی اداروں کی سرپرستی اور نگرانی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علمی، ثقافتی، تہذیبی، مذہبی اور روحانی موضوعات پر مشتمل سیمینار اور مجالس کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان تعلیمی اداروں میں تعلیمی نصاب کی تیاری، مذہبی و درسی کتب کی فراہمی اور دوسرے انتظامی اور مالی امور میں معاونت فراہم کرتا ہے۔ تجوید و قرات، فقہ، حدیث، تفسیر، علم الکلام، قرآن مجید کے ازبک زبان میں تراجم اور تفاسیر، فلسفہ اور دوسرے مذہبی اور عصری علوم کے بارے میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان مکاتب اور مساجد میں دی جانے والی تعلیم اور اس کے فوائد کے بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

"They also provide clerical training for young Muslims who wish to make Islam into a career. And although the vulnerability to

(1). Muslim Turkistan by Bruce G. Privratsky Published by Routledge Press 2001 .p 88.

Scanned by CamScanner

Islam of the different peoples of Central Asia varies from republic to republic, the observance of Islamic rituals has generally been on the rise: Central Asian Muslims invariably observe circumcision of newborns and the tradition of providing a kalym (bride price) to the bride's family. They also perform important acts of faith, such as fasting, pilgrimages to Mecca, participation in Friday prayers and mosque attendance, which have all increased dramatically".(1)

اسلامی تعلیمی ادارے

وسطی ایشیاء میں مسلم ریاستوں میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ایک باقاعدہ علمی و نصابی بورڈ تشکیل دیا گیا ہے جو کہ باقاعدہ اسلامی تعلیمات پر مشتمل نصاب سازی کر رہا ہے اور ایسا نصاب ترتیب دے رہا ہے کہ جس کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی ہو۔ اس کے علاوہ بہت سارے اسکول و مدارس ہیں جو کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ (۲)

ان میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

میر عرب اسلامک سیکنڈری سپیشل اسکول آف بخارا

یہ تاریخی مدرسہ 1530-1536ء میں شیخ میر عرب نے بخارا کے امیر عبیداللہ خان کے مالی تعاون سے قائم کیا۔ شیخ میر عرب سید عبداللہ الیامانی جو کہ مشہور صوفی بزرگ تھے ان کے نام اس مدرسہ کا نام میر عرب مدرسہ رکھا گیا۔ یہ بخارا کے وسط میں واقع ہے۔ دو منزلہ عمارت ہے اور اس میں تقریباً 144 حجرے ہیں۔ یہاں پر شیخ میر عرب

(1). Martha Brill ,Olcott Diora Ziyaeva ,"Islam in Uzbekistan Carnegie PAPERS Religious Education and State Ideology Peace Publications Department , NW Washington, DC .July 2008, p 91.

(2). Allen J. Frank ," Muslim Religious Institutions in Imperial Russia" ,Published 2001 Brill, .p.162.

Scanned by CamScanner

اور شیخ عبید اللہ خان آف بخارا کے مزارات بھی ہیں۔ اگرچہ روسی استبداد کے زمانہ میں جب کیمونسٹ انقلاب آیا اور لینن نے مسلمانوں پر اپنے مظالم کی انتہا کر دی تب اس مدرسے کو بھی بند کر دیا گیا لیکن 1946ء میں دوبارہ اس اسکول میں جزوی طور پر تعلیم و تدریس کا آغاز ہو گیا۔ لیکن اس کے ابتدائی ایام میں یہاں صرف محدود قسم کی دینی تعلیم دی جاتی تھی جو کہ صرف عبادات و فضائل پر مشتمل تھی۔ بعد میں اس کے نصاب میں تبدیلیاں کی گئیں اور اس کو اسلامی تصورات و قوانین، فقہ، حدیث اور تفاسیر جیسے مضامین سے مزین کیا گیا۔ اور یہاں پر SADUM system متعارف کروایا گیا۔ مفتی زین الدین بابا خان جو کہ 1957ء سے لے کر 1982ء تک اس مدرسے کے مفتی اور مہتمم رہے۔ انہوں نے نئے انداز میں تفاسیر اور احادیث میں صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کے دروس کا اہتمام کیا۔ اور الازہر یونیورسٹی سے بھی جدید لٹریچر منگوانے اور ان کے مطابق تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں لانے کی کوشش کی۔

نیا مدرسہ

1956ء سے 1961ء تک "ایک نئی شاخ" کے نام سے پرانے باراک خان (Barak Khan) کے مدرسہ کے احاطہ میں ایک نئے مدرسے کی تشکیل کی گئی۔ آزادی کے بعد اس مدرسے کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں۔ 1998ء میں ازبکستان کی وزارت قانون و انصاف نے اس کو رجسٹرڈ کیا۔ سکول نے تین سالہ تعلیمی پروگرام متعارف کروایا اور پندرہ سال اور پچیس سال کے طالبعلم جنہوں نے بنیادی ثانوی تعلیم حاصل کر رکھی ہو ان کو اس مدرسہ میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ ازبکستان کی آزادی کے بعد اس مدرسہ کے گریجویٹس کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ 1951ء سے لے کر 1990ء تک صرف 990 گریجویٹس اس مدرسے سے فارغ التحصیل ہوئے جبکہ 1992ء سے لے کر 2001ء تک فارغ التحصیل ہونے والے گریجویٹس کی تعداد 719 ہے۔

امام بخاری تاشقند اسلامک انسٹی ٹیوٹ

یہ انسٹی ٹیوٹ سوویت دور سے ہی کام کر رہا ہے باقاعدہ طور پر اس انسٹی ٹیوٹ نے 1971ء میں کام کرنا شروع کیا۔ 1998ء میں اس مدرسے کو وزارت قانون و انصاف نے رجسٹرڈ کیا۔ اس کے دو ڈیپارٹمنٹ ہیں۔

۱۔ ڈیپارٹمنٹ آف بنیادی مذہبی تعلیم

۲۔ ڈیپارٹمنٹ آف لاء اینڈ ہسٹری آف سوشل سائنسز اور تعلقات عامہ

Scanned by CamScanner

یہاں پر عورتوں کا ایک گروپ ہے جو کہ ثانوی مذہبی تعلیم کے لیے اساتذہ کی تربیت کرتا ہے۔

قومی سلامتی، فلسفہ، بنیادی ازبک کلچر، معیشت، تاریخ، سائنس، کمپیوٹر سائنس، قرآنی علوم، فقہ، عربی اور بہت سارے اسلامی تاریخ کے مضامین پر مشتمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی معیار کے مطابق اپنے نصاب کو مرتب کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس کے لیے اس انسٹی ٹیوشن نے بہترین اساتذہ کا انتخاب کیا ہے۔ تقریباً 200 کے قریب نوجوان طلباء اس ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔

اس ادارے کے گریجویٹس کو حکومتی سطح پر نوکریاں بھی ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ ماوراء النہر پبلشنگ گروپ کے نام سے ایک ادارہ میں ان طلباء کو نوکریاں دی جاتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یہاں کے طلباء قاہرہ میں الازہر اور مدینہ یونیورسٹی بھی جاتے ہیں۔

کوکالدوش اسلامک سیکنڈری اسپیشل اسکول

یہ اسکول کوکالدوش (Ko'kaldosh) کے مدرسہ میں واقع ہے۔ جو کہ ماضی تاشقند میں ''مدرسہ درویش خان'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں یہ مدرسہ تعمیر ہوا۔ اس مدرسہ میں متعدد بار تعمیراتی کام ہوئے۔ 1866ء اور 1886ء کے زلزلے میں اس مدرسے کو کافی نقصان پہنچا۔ اس مدرسہ میں 28 کے قریب انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ اور پروفیسرز موجود ہیں۔ نصاب میں مطالعہ قرآن مجید، حدیث، خطاطی اور دوسرے مذہبی مضامین شامل ہیں۔ طلباء لٹریچر، انگلش، ماحولیاتی سائنسز، جغرافیہ، فزکس، ریاضی، علم فلکیات، کمپیوٹر سائنسز اور اس کے علاوہ بہت سارے دوسرے کورسز کرتے ہیں۔ 2001ء میں تقریباً 179 طالبعلم داخل ہوئے اور 59 گریجویٹس نے اسلامی مضامین پر مشتمل اعلیٰ تعلیم کو جاری رکھا۔ (۱)

خدیجہ الکبریٰ اسلامک اسپیشل سیکنڈری اسکول فار گرلز

تاشقند کے ضلع صابر رحیمو (Sobir Rahimov) (ایک ضلع کا نام) میں احمد جان قاری مسجد میں واقع ہے۔ دو دسمبر 1997ء کو یہ مدرسہ رجسٹرڈ ہوا۔ Eshon Bobo کے نام سے موسوم اس مدرسہ کا نام

(1). Martha Brill ,Olcott Diora Ziyaeva ,"Islam in Uzbekistan Carnegie PAPERS Religious Education and State Ideology Peace Publications Department , NW Washington, DC .July 2008, p 93.

Scanned by CamScanner

1998ء میں بدلا اور موجودہ نام سے اس کو رجسٹرڈ کروایا گیا۔ 114 کے قریب طالبات یہاں دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اس مدرسہ کے 33 اساتذہ نے یونیورسٹی کی سطح پر ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں۔

امام البخاری اسلامک سیکنڈری اسپیشل اسکول

امام بخاری کے نام پر اس سکول کا نام رکھا گیا ہے۔ سمرقند کے (Pay-Arik) ضلع میں یہ قائم ہے۔ اس مدرسہ میں تقریباً 120 کے قریب طالبعلم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں پر بھی زیادہ تر طلباء کو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔

سید احمد ولی خواجہ بخاری

یہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ کے نام پر قائم ہے ازبکستان کے شہر Kashka Rarya میں واقع ہے۔ 1992ء میں اس اسکول کا افتتاح ہوا۔ اور 1998ء میں اس کو باقاعدہ حکومتی سطح پر رجسٹرڈ کیا گیا۔ یہاں پر عربی، فارسی، منطق، علم اللغۃ، علوم القرآن، علوم الحدیث اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ جدید ذرائع علم سے مزین اس درسگاہ میں تمام تر جدید سائنسی سہولیات موجود ہیں۔ یہاں پر 500 کے قریب طالبعلم ہیں جن میں سے 339 طلباء نے گریجویشن مکمل کر لی ہے۔

ملا کرغیز اسلامک سیکنڈری اسکول

یہ اسکول 1991ء میں قائم ہوا۔ یہ ملا کرغیز اخوند (1850 میں پیدا ہوئے اور زرعی ماہر کے طور پر مشہور تھے)۔ یہ قرآن کے بہترین قاری تھے اور بڑے مذہبی اور صوفی منش تھے۔ 1922ء میں بہتر سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ اس مدرسہ کے چھ کلاس روم ہیں، ایک لائبریری، ایک کمپیوٹر کلاس اور تقریباً پینتالیس طلباء اس ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سید محی الدین مخدوم اسلامک سیکنڈری اسپیشل اسکول

1992ء میں اندجان کے ضلع Oltinkul میں اس سکول قیام عمل میں آیا۔ 1998ء میں یہ حکومتی سطح پر رجسٹرڈ ہوا۔ یہاں پر تقریباً بائیس کے قریب مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ جن میں خالصتاً مذہبی علوم اور جدید عصری علوم بھی شامل ہیں۔ تیرہ کلاس رومز، لائبریری، کیفے ٹیریا اور ایک بہت بڑے ہال پر مشتمل اس اسکول کی عمارت

Scanned by CamScanner

پاسی خوبصورت ہے۔

Juibori Kalon Islamic Special Secondary School for Girls

بخارا میں یہ اسکول 2 ستمبر 1992ء کو قائم ہوا۔ 1998ء میں اس کی رجسٹریشن عمل میں آئی۔ اس اسکول میں اساتذہ کو عربی اور اخلاقیات کی تربیت دی جاتی ہے۔ نصاب تعلیم میں مذاہب کی تاریخ، اسلام کے بنیادی ارکان، قرآن، فقہ، حدیث، تفسیر، ازبکستان کی تاریخ، قومی آزادی کے بارے میں نظریات، روحانی زندگی کے بنیادی اصول اور مذہبی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ازبک زبان اور بین الاقوامی زبانوں میں چودہ سو کتب موجود ہیں اس کے علاوہ تقریباً پانچ سو سے زیادہ کتب مخصوص مذہبی عقائد پر موجود ہیں۔ یہ اسکول سترھویں صدی عیسوی کی پرانی عمارت میں واقع ہے۔

محمد ابن احمد البیرونی اسلامک سیکنڈری سپیشل اسکول

اسکول کا نام ابوریحان محمد بن احمد البیرونی (973-1048) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اس اسکول میں کبار مشائخ کے حالات زندگی پر سیر حاصل مواد موجود ہے اور طلباء مشائخ Akhmad Yassavly, Sufi Berdakh, and Makhtumquli.Khodjjniyoz,Alloyor, Navoi, Saadi, کے بارے میں تحقیقی مقالہ جات لکھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ امام فخرالدین رازی کے نام پر بھی ایک اسکول قائم ہے۔(1)

ان علاقوں میں بہت سے مدارس، اسکول اور یونیورسٹیاں قائم ہو چکی ہیں کہ جو اسلام کی اشاعت اور اس کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ ان مشائخ تصوف کی کاوشوں کا اثر ہی ہے کہ عوام میں اسلامی تعلیمات کے حصول کی بابت شوق بڑھ رہا ہے۔ اور یہ علمی اور فکری اثرات ہیں جو کہ مشائخ تصوف کی کاوشوں کا ثمر ہیں اور اس علاقے کے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو چلا ہے کہ علمی، فکری اور تعلیمی میدان میں ترقی کیے بغیر ہم طاغوتی نظام کی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے انہوں نے جدید ذرائع علم سے بھی استفادہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس میں انٹرنیٹ ان تک اسلامی معلومات بہم پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

(1). Martha Brill ,Olcott Diora Ziyaeva ,"Islam in Uzbekistan Carnegie PAPERS Religious Education and State Ideology Peace Publications Department , NW Washington, DC .July 2008, p 91.

Scanned by CamScanner

فصل سوم

اسلامی اقدار و روایات کا فروغ

Scanned by CamScanner

فصل سوم

اسلامی اقدار کا فروغ

وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مشائخ تصوف نے سیاسی، مذہبی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی سطح پر مسلمانوں کے لیے بہت کاوشیں کیں۔ انہوں نے روسی استبداد کے مظالم کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔ بھرپور مزاحمت کی۔ سیاسی سطح پر عوام میں اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے شعور بیدار کیا۔ اسلام کے مذہبی اور قانونی پہلوؤں کی ضرورت و افادیت اور پر عمل درآمد کروانے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ مشائخ کی ان کاوشوں کے اثرات بڑے مثبت نکلے۔ عوام الناس میں روسی استبدادی پالیسیوں کی بدولت اسلامی شعائر سے پیدا شدہ دوری ختم ہوئی۔ ان میں دین کی تڑپ اس کے تحفظ کا جذبہ پروان چڑھا۔ انہوں نے قربانیاں دے کر اسلامی تشخص کی بحالی کو یقینی بنایا۔

مشائخ تصوف کی ان کاوشوں کی بدولت نوجوان نسل میں اسلام سے متعلق آگاہی کا شعور بیدار ہوا اور یہ جذبہ پروان چڑھا کہ کیسے نامساعد حالات میں اسلام کی پہچان کو قائم رکھا جا سکتا ہے؟ اس کی روحانی اقدار کے تقاضے کیا ہیں اور کیسے ان اقدار کے مطابق زندگی میں امن و سکون اور فلاح و بہبود کا جذبہ قائم رکھا جا سکتا ہے۔ ان کاوشوں اور قربانیوں کے بڑے دوررس اثرات اس خطے کے مسلمانوں پر مرتب ہوئے۔

ان کاوشوں کے بڑے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ اسلامی شعائر پر عمل کرنے اور اس کی حفاظت کے بارے میں مشائخ کی تعلیمات کی بدولت نوجوان نسل میں احساس ذمہ داری پیدا ہوا۔ اسلام کو باقاعدہ ہر عمر کے لوگوں میں موضوع بحث بنایا گیا بلکہ اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے موثر اقدامات کی ضرورت کو اجاگر کیا گیا۔ اسلامی تہوار خصوصاً عیدین، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رمضان المبارک، شب برات اور جمعہ کے اجتماعات کو بڑے اہتمام سے منعقد کروایا جانے لگا۔

اسلامی تہوار و عبادات کا اہتمام

وسطی ایشیاء میں اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے جو کاوشیں مشائخ نے شروع کی تھیں وہ ثمر بار ہونے لگی ہیں۔ اسلامی تشخص کی بحالی اور اسلامی شعائر کی اہمیت اس خطے کے مسلمانوں کے دلوں میں بڑھ رہی ہے اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں کیمونسٹ پارٹی اور خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کی

Scanned by CamScanner

بہت بڑی تعداد مسلمانوں پر نظر رکھنے کی خاطر مصروف رہی کہ ان کے اجتماعات کہاں کہاں منعقد ہوتے ہیں اور ان میں مسلمانوں کی شرکت کس حد تک ہے اور رمضان المبارک کے حوالے سے مسلمانوں میں کس قدر جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمان طلباء کی رمضان کے دنوں میں کینٹین اور کیفٹیریا میں شرکت بھی بہت کم ہو کر رہ گئی ہے۔ اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" Observance of Ramadan by school children andstudents led to a drop in cafeteria attendance, and negatively affected the sales of food-catering establishments".(1)

اسلام کا اثر اتنا بڑھ چکا ہے کہ اب ان علاقوں کے لوگ جو کہ روسی افسران یا کمپنیوں میں ملازمتیں کر رہے ہیں وہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کے خلاف کی گئی کسی بھی بات یا عمل کو روک سکیں یا اس کا مناسب جواب دے سکیں۔ گیسٹ ہاؤسز کے لیے دیئے جانے والے فنڈز کو یہ مسلمان آفیسرز گھروں میں خفیہ مساجد بنانے میں خرچ کر دیتے ہیں۔ وہ اب اعلانیہ روس کے خلاف آواز اٹھانا شروع ہو چکے ہیں (۲)

اسلامی شعائر کی پابندی

مشائخ کی اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کی گئی کوششوں کے سبب عوام میں اسلام کے بارے میں محبت اور دلچسپی بڑھنے لگی اور اسلامی شعائر اور عبادات کی طرف لوگوں کا رحجان بڑھنے لگا۔ بڑے مثبت اثرات مرتب ہونا شروع ہوئے۔ ان اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے مصنف اس بارے میں لکھتا ہے۔

"This revival was quite easy to trace by simple patterns of behaviour during the 1989-1991 period: - Observance of the month of

(1). RORLICH, Azade-Ayse "Islam and Atheism: Dynamic Tension in Soviet Central Asia", in FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation, Boulder, Westview Press, 1991, p192.

(2). ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p269.

Scanned by CamScanner

Ramadan is also increasing among Central Asians; during the last few years, children and youths, as well as adult members of the Party and intelligentsia, have engaged in the complete or partial fulfilment of this Muslim ceremonial obligation.(1)

روسی استبداد کے مظالم اور سختیوں کے باوجود یہ بات اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ مشائخ نے اس خطے میں اسلامی تشخص کی بحالی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ الیگزینڈر بنگسن اس بارے میں لکھتا ہے۔

" These trends show that in spite of Soviet attempts at eradication and then re-education, Islam remained a resilient social and religious force throughout the region. Sufism has indeed thrived 'on adversity'".(2)

جلاوطنی کے باوجود اسلام کی تبلیغ

وسطی ایشیاء کے مسلمان علاقوں میں سے بہت سارے علاقوں کے مسلمانوں بشمول مشائخ کو وہاں سے بے دخل کیا گیا۔ اس کے علاوہ بالخصوص شمالی قفقاز کے علاقوں کے مسلمانوں کو جب جلاوطن کیا گیا اور وہ دوبارہ 1960ء کی دہائی میں واپس ان علاقوں میں آئے تو جلاوطنی کے دور میں یہ مسلمان وسطی ایشیاء کے دور دراز علاقوں تک پھیل گئے ان میں بہت سارے مشائخ بھی تھے جنہوں نے ملک بدر ہونے کے بعد ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ جاری رکھی اور اس کے اثرات 90 کی دہائی میں نکلنا شروع ہوئے اور بالآخر سوویت یونین کو ان مسلمان ریاستوں کو آزادی دینا پڑی۔(۳)

(1). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and ExternalDimensions", Journal of Islamic Studies, 7 no. 2,1996, p296.

(2) .BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. Mystics and Commissars: Sufism in the SovietUnion, Berkeley, University of California Press, 1985, p11

(3). FULLER, Graham E. & LESSER, Ian O. A Sense of Siege: The Geopolitics of Islamand the West, Boulder, Westview Press, 1995, p164.

Scanned by CamScanner

ترکستان میں مذہبی بیداری

ترکستان میں بھی اس مسلمان تحریک کی بیداری کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اسلامی تشخص کے احیاء کی اس تحریک نے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ حیران کن حد تک مزاحمت کر کے سوویت استعمار کے سامنے اپنے عظیم مقصد کو ناکام نہیں ہونے دیا۔ آج ترکستان کی مساجد میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ جو کہ چند دہائیاں قبل ناممکن تھا۔ محافل درود و سلام منعقد کی جاتی ہیں۔ لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل اپنے اسلاف کے کارناموں کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔ یہ اسلام کی اس خطے میں بڑی خاموشی سے کی جانے والی جدوجہد کے نتیجے میں فتح ہے جس کا سہرا ان مشائخ کے سر ہے کہ جنہوں نے دور پرفتن میں بھی اسلامی اقدار و روایات کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور اس شمع کو بجھنے نہیں دیا۔

پرسکون اور پرامن زندگی

مشائخ کی تربیت اور روحانی وعظ و نصیحت سے عوام کے دلوں میں امن و آشتی سے زندگی گزارنے کا رجحان پنپ رہا ہے۔ اور وہ داخلی جھگڑے، فتنہ و فساد اور علاقائی تعصبات کو بھلا کر ایک دین کے پیروکار بن کر آپس میں امن و آشتی سے رہنا چاہتے ہیں۔ مصنف اپنی کتاب میں اسلامی شعائر کی بحالی اور مذہب پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور مشائخ کے رویہ کے بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

" In fact inner corruption and sin is more to be feared than any external oppression. Within the expectation of future judgement, time is always on the side of Islam and its professors. This has meant that in most contexts, Sufi groups and the communities they influence have been willing to use non-violent forms of accommodation with secular state authorities. This was the case

(1). KRISTOF, Nicholas "Separatist Ire Felt in Xinjiang", Sydney Morning Herald, 16 August 1993, p6.

with the Tijaniya order of Algeria down to the 1950s, and in general coloured the way Sufi groups reacted to Soviet rule in Central Asia. Exceptions to this trend can be found when Sufi groups try to resist external imperial powers which disrupt regional cultures". (1)

تصوف بہت زیادہ نمایاں مقام پر پہنچ چکا ہے۔ اس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مشائخ کی تعلیمات کے وسطی ایشیاء کی ریاستوں پر بہت اچھے اثرات مرتب ہونا شروع ہو چکے ہیں۔ اس کی ایک مثال Islamic Renaissance Party کا قیام ہے جو کہ اس خطے میں کام کر رہے نامور مشائخ کی نمائندہ پارٹی ہے۔ بعد میں یہ پارٹی سیاسی سطح پر بھی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی ہے۔

عوام کا مذہب کی طرف رجحان

مشائخ کی زیرِ زمین سرگرمیوں کا فائدہ یہ ہوا کہ عوام اب کھل کر مذہب کی طرف راغب ہونا شروع ہو چکے ہیں۔ خصوصاً وسطی ایشیاء کی ریاستوں کی آزادی کی تحریک میں بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ انہوں نے مقدس مذہبی کتابوں کی اشاعت شروع کر دی ہے اور اسلامی عبادات و معاملات کو روزمرہ زندگی میں آزادی کے ساتھ اپنا لیا ہے۔ سوویت یونین کے ٹوٹ جانے کے بعد اسلام نے ان ریاستوں میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ (۲)

نوجوان نسل کے مشائخ

موجودہ دور تصوف کی بقاء اور اس کے احیاء میں وسطی ایشیاء کے بزرگ مشائخ کے ساتھ ساتھ نئی نسل کے صوفی مشرب رکھنے والے افراد کی منظرِ عام پر آئے ہیں۔ جنہوں نے عبادات و ریاضات اور تربیت کے مراحل اپنے اکابر کے سامنے مکمل کیے لیکن جدید روایات کو بھی اپنایا۔ جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا۔ اور سائنسی بنیادوں پر اپنے حلقہ ارادت کو منظم و مربوط بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مشائخ نے ضرورت کے مطابق سیاسی سطح پر بھی اپنا اثر و رسوخ

(1). FALARTI, Maziar M. "Sufism in Central Asia", Unpublished Research Paper, School of Humanities and Social Sciences, Bond University, Queensland, Australia, 1996, p19.

(2). RASHID, Ahmed The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?, Karachi, OUP, 1994, p55..

Scanned by CamScanner

ظاہر کیا ہے۔ ان کا سیاست کی طرف بھی کافی میلان ہے۔ اس بات کا ثبوت ابراہیم حضرت کی شکل میں نظر آتا ہے۔ جنہوں نے مراقبہ اور مشاہدہ کے ذریعے بہت شہرت پائی ہے۔ تصوف اس سارے خطے میں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس کے اثرات میں اہم بات یہ ہے روسی انٹیلی جنس کے معتبر افراد بھی ان مشائخ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

عوام پر تصوف کا اثر

عوامی اور سماجی سطح پر تصوف کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ بطور خاص ابراہیم حضرت کا اثر ورسوخ خاصا بڑھ رہا ہے۔ تصوف کی طرف راغب ہونے والے افراد میں زندگی کے ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔ عوام کی ان مشائخ کے ساتھ محبت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے روحانی مسائل اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ لوگ اپنی ان پریشانیوں کے حل کے لیے ان مشائخ سے راہنمائی لینے کے لیے جاتے ہیں۔ بہت سارے مشائخ کا اثر ورسوخ اسٹیبلشمنٹ کے علماء کی نسبت بہت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ مشائخ عوام کو انفرادی طور پر ذکر اذکار کی تلقین کرتے ہیں۔(1)

روحانی تربیت کا انتظام

داؤد خان اور عادل خان 1990ء کی دہائی کے اوائل ہی میں اس خطے میں مشہور ہوئے جبکہ ابراہیم حضرت آج بھی اس خطے میں اچھی شہرت کے حامل ہیں۔ ابراہیم حضرت اور شیخ عادل خان اندجانی دونوں کے شیخ ایک ہی ہیں کا نام Ishan Abdurrahman jon ایشان عبدالرحمٰن ہے۔ انہی حالات میں مشائخ تصوف نے کوشش کی ہے کہ اس خطے میں اسلام کے صحیح تصور کو اجاگر کیا جائے۔ آج کل تصوف کا رجحان سیاست کی طرف زیادہ ہے۔ مشائخ تصوف کی باقاعدہ کوئی سیاسی تاریخ نہیں ہے۔ یہ شروع شروع میں فقط مذہبی اور روحانی حوالے سے اسلام کی خدمت کر رہے تھے لیکن بعد میں حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان مشائخ اور ان کے آباء نے خانقاہوں سے ملک کی اقامت اور احیاء دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ مشائخ نے ہمیشہ تصوف کی اشاعت وترویج پر زور دیا ہے۔

(1). RASHID, Ahmed The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?, Karachi, OUP, 1994, p45.

Scanned by CamScanner

اسلامی شعائر کی حفاظت کا انتظام

ایک غیر سرکاری مذہبی سکالر (سوویت ازبک دانشور سعید بے لیف کے بقول) غیر سرکاری علماء و مشائخ معاشرے کا ناگزیر حصہ بن چکے ہیں" وہ نماز روزے کی تبلیغ و تعلیم کے علاوہ مختلف امور، تعلیم و تدریس، شادی بیاہ اور تجہیز و تکفین کی رسوم انجام دیتے ہیں۔ جگہ جگہ غیر سرکاری مسجدیں ہیں جنہیں یہ غیر سرکاری علماء چلاتے ہیں۔

نالصتاً مذہبی اور دینی گھرانے

ایسے گھرانے بھی ہیں جن کے سب ارکان اسلام پر کاربند ہیں۔ ان میں ایسے مخلص اور حمیت دین میں سرشار خاندان بھی ہیں جن کا کوئی رشتہ دار اگر نماز نہیں پڑھتا تو وہ اسے اپنے گھر میں قدم نہیں رکھنے دیتے۔ جو حلال و حرام کا پورا خیال رکھتے ہیں اور اپنے بچوں کی گھروں کے اندر خود تربیت کرتے ہیں۔ جو لوگ مسلمان تھے ان کے اندر جذبہ ایمانی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ اسلامی فرائض کی ادائیگی کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ دور کرنے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے کا حوصلہ رکھتے تھے اور خطرات مول لینے سے بھی نہ ڈرتے تھے ان کے اندر کافرانہ اور غیر اسلامی زندگی کی قباحتوں سے لڑنے اور ان کی گرفت سے چھٹکارا پانے کا جواں جذبہ موجود تھا۔(۱)

تبلیغ دین کے طریقہ کار

جو لوگ دعوت سے متاثر ہوتے ہیں ان کے اندر نو مسلموں کا جوش و جذبہ ابھر آتا ہے اور اس دعوت کو پھیلانے کی تگ و دو کرنے لگتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اس کام میں دعوت دینے والوں سے راہنمائی طلب کرتے ہیں خفیہ ملاقاتوں میں پوچھتے ہیں کہ یہ کام کس طرح کرنا چاہیے۔ تبلیغ دین کے لیے لوگ ٹرانسسٹرز اور کیسٹ استعمال کرتے ہیں بہت سے لوگ پاکستان اور ایران ریڈیو سے باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت سنتے ہیں اور معانی نہ سمجھنے کے باوجود اپنے ایمان کو زندہ تازہ کرتے ہیں۔ تبلیغی مجالس میں مرد ہی نہیں خواتین بھی شریک ہوتی ہیں۔ بعض تو اپنے گھروں میں الگ سے اجتماعات منعقد کرتی ہیں۔ بعض خواتین شیخ بھی ہیں۔

---

(۱) شاہجہاں آبادی، مسلم امہ سوویت روس میں، باب چہارم، ص ۱۱۲۱

Scanned by CamScanner

دیہات میں اسلام کے اثرات

شہری آبادی میں چھوٹے چھوٹے دعوتی حلقے اگرچہ خاص تعداد میں کام کر رہے ہیں تاہم دیہاتی آبادی میں اسلامی دعوت کو قبول کرنے کی صلاحیت واستعداد زیادہ قوی ہے، چنانچہ دیہات میں اسلامی زندگی کے احیاء کی تحریک زیادہ وسعت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور غیر سرکاری معلومات کے مطابق کوئی اجتماعی فارم اور گاؤں ایسا نہیں جہاں کوئی خفیہ مسجد اور غیر سرکاری عالم نہ ہو۔ انہی معلومات کے مطابق غیر سرکاری اسلام بعض سرکاری اداروں مثلاً دیہاتی کونسلوں، انجمنوں (guilds) خاندان اور قبیلے کے بزرگوں (elders) کی کونسلوں تک میں نفوذ کر چکا ہے۔ غیر سرکاری علماء کی تعداد رجسٹرڈ علماء سے کہیں زیادہ ہے۔ یہی کیفیت غیر سرکاری مسجدوں کی ہے۔ غیر سرکاری علماء مسلمان علاقوں، شہروں اور دیہات میں گھومتے رہتے ہیں لوگوں کو خفیہ طور پر اسلام کی تعلیمات سکھاتے، دینی و معاشرتی تقریبات بجا لاتے اور انھیں اسلامی اصولوں سے وابستہ رکھتے ہیں۔ ان میں کمیونسٹ پارٹی کے ارکان (ideologues)، جنگجو ملحد (militant atheists)، مبلغ (propagandists)، اسکول ٹیچرز، پروفیسرز اور مختلف مناصب پر فائز اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی شامل ہوتے ہیں۔(1)

دعوتی اجتماعات

مختلف مقامات پر خفیہ تربیتی ودعوتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں قرآن کریم کا درس ہوتا ہے بعض غیر ملکی طلبہ جو مختلف زمانوں میں تاشقند وغیرہ میں تین چار برس رہے ہیں اور موقع پا کر مختلف شہروں کا سیر سپاٹا کر چکے ہیں، ایسے کئی گھرانوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے گھروں میں (ان کے زمانہ قیام میں) باقاعدہ اجتماعات ہوا کرتے تھے۔ وہ مختلف شہروں میں کئی اسلامی گھرانوں سے ملے۔ بخارا کی ایک خاتون کسی اسکول میں استانی تھیں۔ ان کی کئی بچیاں تھیں۔ بڑی بچیاں پردہ کرتی تھیں، صرف چھوٹی بچیاں مہمانوں کے سامنے آتی تھیں، انھیں گھر ہی پر تعلیم دے رہی تھیں۔ ان کے میاں کٹر کمیونسٹ تھے۔ بیوی کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا کہ میاں شکایت نہ کر دے کہ وہ مسلمان ہے اور بچوں کو اسلامی تعلیم دے رہی ہے۔ ان کے ہاں دعوتی اجتماع ہوا کرتا۔ شرکاء نے میاں کے زندان میں سے ایک تھے۔

(1) Muslim Trkistan: Kazak Religion and Collective, by Bruce G. Privratsky ,Page 13, Published Routledge Press 2001.

Scanned by CamScanner

آنے سے پہلے ہی رخصت ہو جاتے۔ قرآن کریم کا بہت پرانا نسخہ اس گھرانے کے پاس تھا۔ جو انہیں بزرگوں سے ورثے میں ملا تھا اور گھر گھر تلاشی لینے اور دینی کتابوں کو جلانے کی جو مہمیں کمیونسٹ حکمرانوں نے کمیونسٹ انقلاب کے ابتدائی برسوں میں چلائی تھیں ان سے کسی نہ کسی طرح محفوظ رہ گیا تھا۔

اسلام کے بارے میں دلچسپی

غیر سرکاری اسلام کی تحریک جیسے جیسے بڑھ رہی ہے لوگوں میں اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلوانے اور خود اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہونے کا ذوق وشوق فزوں تر ہو رہا ہے۔ چنانچہ جہاں بڑوں کے خفیہ مدارس وجود میں آچکے ہیں وہاں چھوٹے بچوں کے لیے بھی خفیہ مکتب کھل رہے ہیں جونہی والدین کو پتہ چلتا ہے کہ کسی مقام پر قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے لوگ اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں۔

اسلامی ثقافت کا تحفظ

اسلامی ثقافت اور تشخص کی بحالی کا دوسرا رخ گھروں کے اندر دیکھا جا سکتا ہے جہاں دین اور ثقافت کی جڑیں بڑی گہری ہیں اور اس کے اثرات اب سطح پر نمودار ہو رہے ہیں، سوچنے کا رنگ ڈھنگ بدل رہا ہے، رویے تبدیل ہو رہے ہیں اور دینی لحاظ سے بظاہر مردہ ماحول میں زندگی کا ارتعاش پیدا ہو رہا ہے۔ لوگ رمضان کے سارے روزے رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے مذہبی تہواروں پر چھٹی نہیں ہوتی تاہم لوگ دھوم دھام سے مناتے ہیں اور کام کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔(۱)

احکام شرعیہ کی پابندی

چنانچہ اکثر مسلمان سرکاری ملازمتوں اور کارخانوں وغیرہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد نماز، روزہ اور دوسرے احکام اسلامی کی پابندی کرنے لگتے ہیں۔ اسی لیے چار پانچ برس پہلے تک زیادہ تر نمازی بوڑھے یا فارغ اوقات میں تیس پینتیس برس سے زائد عمر کے لوگ نظر آتے تھے، لیکن اب بوڑھے ہی نہیں جوان بھی مسجدوں میں دکھائی دینے لگے ہیں۔ جو مسجدیں مسلم بورڈوں کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں سوویت حکام اور بیرونی سیاحوں، دونوں کے

---

(۱) شاہ علی آباد، مسلم اور سوویت روس میں، باب چہارم، ص ۱۳۲

مطابق ان میں نمازیوں کی حاضری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عید اور بقرعید کے تہواروں پر نمازیوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ کفر و الحاد کے مرکز ماسکو کی مسجد میں عید کے موقع پر چار پانچ ہزار کی حاضری ہو جاتی ہے۔ یہ خاصی بڑی تعداد سوویت حکمرانوں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ لینن گراد کی مسجد میں بارہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔

نوجوانوں میں اسلام

اسلام نوجوانوں میں خاصہ مقبول ہو رہا ہے۔ نئی نسل خصوصاً کمیونسٹ نوجوانوں کی خاصی تعداد غیر سرکاری اسلام سے وابستہ ہے وہ دینی تقریبات میں بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ قازقستان کے ضلع چمکند کی ایک دینی تقریب میں چار ہزار افراد جمع ہوئے جس میں ہر دسواں شخص کومسومول (Komsomol) کا رکن تھا اسی طرح بخارا کے باب کندری جان میں ختم قرآن کی محفل منعقد ہوئی جس میں نوجوانوں کی معقول تعداد شریک تھی۔ لینن گراد اجتماعی فارم کے پارٹی سیکرٹری نے ایسی ہی ایک تقریب منعقد جس میں ایک سو اشخاص شریک ہوئے۔ نوجوان اسلام سے جذباتی وابستگی رکھتے ہیں۔ انہیں کوئی غیر ملکی مسلمان مل جاتا ہے تو وہ اپنے مسلمان ہونے کا اظہار بڑے جوش و انبساط اور احساس فخر کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان علاقوں میں پہنچ کر ایک مسلمان محسوس کرتا ہے کہ وہ بظاہر قبرستان سے نکل کر زندوں کی بستی میں پہنچ گیا ہے۔ یہاں بوڑھے ہی نہیں نوجوان بھی اسلام پر مضبوطی سے قائم ہیں اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ اسلام اور اس کی تہذیبی و ثقافتی روایات کے استحکام و فروغ کے لئے سوچتے ہیں اور کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر مسجدیں اگرچہ منہدم کی جا چکی ہیں تاہم جو باقی ہیں وہاں نمازیوں کی حاضری اچھی خاصی ہوتی ہے۔(۱)

مشائخ کے ناموں پر نام رکھنا

بہت سارے بچوں کے نام امام شاملؒ کے نام پر رکھے جاتے ہیں والدین اپنے بچوں کو روسیوں کے ساتھ جنگوں میں شہید ہونے والے مجاہدین راہ حق کی داستانیں ابھی تک سناتے ہیں۔ دوسرے علاقوں مثلاً تاجکستان اور ازبکستان وغیرہ کے بارے میں یہاں کے لوگ بڑے تند و تلخ جذبات رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں وہ مسلمان ہی نہیں کیا ان سے نفرت کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتے، بلکہ اسلام کو مسخ کرنے میں کافر ملحد حکومت کا ہاتھ بٹا

(۱) شاہ ہادی آبادی، مسلم امہ سوویت روس میں، ص ۱۳۰

Scanned by CamScanner

رہے ہیں۔ پانچوں وقت کی نماز لوگ بڑی تعداد میں پڑھتے ہیں اور یہی حال رمضان کے روزوں کا ہے۔ وہ بھی جو سروے کے دوران اپنے آپ کو بے عقیدہ (Non-believers) کہتے ہیں۔ عیدین، دینی اور قومی تہوار کی حیثیت سے مناتے ہیں نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت وسیع پیمانے پر جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ اس طرح ایک مجبور و محصور قوم جسے دین کے سرچشموں سے محروم کر دیا گیا ہے نبی کریم ﷺ کی لازوال قیادت کے ساتھ اپنے گہرے تعلق اور قلبی وابستگی کا کھلا اظہار کرتی ہیں۔

چیچن انگوش کے مسلمان داغستانیوں سے بڑھ کر گرم جوش ہیں۔ سرکاری ماخذ کے مطابق یہاں نوجوانوں میں خدا پر ایمان اور حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر یقین بہت عام ہے۔ عبادات بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ روزوں کا دوسرے مسلمان معاشروں سے کہیں زیادہ سختی سے احترام کرتے ہیں۔ کوئی بے عقیدہ، بے روزہ شخص روزہ دار مسلمان کے سامنے کچھ کھانے پینے کی جرات نہیں کرتا۔ یہی حال کفر و الحاد کے پروپیگنڈے کا ہے۔

اسلامی شعائر کا پرزور اثر

اسلام کے خلاف پروپیگنڈا اخباروں تک محدود ہے۔ دیہات میں ملحدانہ نظریات کا اظہار اپنی شامت کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے۔ استاد طلبہ کے سامنے اس ڈر سے زبان الحاد بند رکھتے ہیں کہ طالب علم اپنے والدین کو جا کر نہ بتا دیں کہ اور ان پر ملحد ہونے کی چھاپ نہ لگ جائے۔ اسی طرح ڈاکٹر یا انجینئر عوامی ملامت سے خوف کھاتے ہیں حتیٰ کہ کومسومول اور پارٹی کے لیڈ اور وزیر تک اپنے مذہب دشمن افکار کے کھلے اظہار سے اجتناب کرتے ہیں۔ ایک دانشور کی روایت کے مطابق اس کا سبب محض یہ خوف نہیں کہ کہیں ان کے شاگرد یا عام مسلم ان کی پٹائی یا معاشرتی بائیکاٹ نہ کر دیں۔ بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب علم و دانش خفیہ طور پر خدا اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے پائے گئے ہیں۔(1) ان افراد کے ایمان خفیہ رکھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک ان ریاستوں کو آزادی ملنے کے باوجود بعض دفاتر اور اعلیٰ سرکاری عہدوں میں کیمونسٹ ہی براجمان ہیں اور ان میں سے اکثر اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ان کی ہمدردیاں کیمونسٹ تنظیموں کے ساتھ ہیں۔ کچھ کو مجبور کر کے اور کچھ کو لالچ کے ذریعے ساتھ ملایا گیا ہے۔

(1) شاہ ہادی آبادی، مسلم امہ سوویت روس میں، ص ۱۲۱

Scanned by CamScanner

نوجوان نسل میں اسلامی شعائر کی حفاظت کا شعور

اسلامی تشخص کی بحالی کے اثرات اس طرح نمایاں ہیں کہ مساجد اور مسلمانوں کے مذہبی تہوار و رسومات میں بڑھتا ہوا ذوق وشوق اس امر کا غماز ہے کہ اس خطے میں اسلام دوبارہ اپنی حیثیت بحال کر رہا ہے اس بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" This revival was quite easy to trace by simple patterns of behaviour during the 1989-1991 period: -Observance of the month of Ramadan is also increasing among Central Asians; during the last few years, children and youths, as well as adult members of the Party and intelligentsia, have engaged in the complete or partial fulfilment of this Muslim ceremonial obligation. Observance of Ramadan by school childrenand students led to a drop in cafeteria attendance, and negatively affected the sales of food-catering establishments".(1)

اسلامی تنظیمیں

مشائخ کی زیر زمین کاوشوں کے نتیجے میں اس خطے میں مسلمانوں کے اندر اجتماعی سوچ میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔ بنیادی طور اسلام فرغانہ وادی کے راستے اس خطے میں داخل ہو رہا ہے۔ کیونکہ تاریخی اعتبار اس وادی میں ہمیشہ اسلام سے محبت کرنے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنیوالوں کی خاصی بڑی تعداد موجود رہی ہے۔ یہ وادی ازبکستان، کرغزستان اور تاجکستان کے درمیان ہے۔ چار اسلامی تنظیمیں اس خطے میں سرگرم عمل ہیں۔ ایک Adolat(انصاف)، Baraka(برکت)، Tauba(توبہ) اور Islam

(1). Zeyno Baran ,"Islamic Radicalism in Central Asia and the Caucasus: Implications for the EU S. Frederick Starr Svante E. Cornell SILK ROAD PAPER July 2006.p 26.

Scanned by CamScanner

Lashkarlari فدائیان اسلام کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ یہ گروپ سوویت دور میں زیر زمین رہے۔ لیکن گورباچوف کے دور میں یہ دوبارہ ابھرے اور علی الاعلان اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے کام کرنے لگے۔

اس کے بعد کچھ اور تنظیمیں بن گئیں۔ جن میں حزب التحریر، اکرامیہ Akramiya، حزب النصرت، Uzu Soqol (لمبی ڈاڑھیوں والے)، تبلیغی جماعت، حزب اللہ اور IMU اسلامک موومنٹ آف ازبکستان کے نام مشہور ہیں۔ مشرقی ترکستان اسلامک موومنٹ (East Turkostan Islamic Movement)، اسلامک موومنٹ آف سنٹرل ایشیاء (Islamic Movement of Central Asia)، اور اسلامی جہاد گروپ (IJG) کے ناموں سے یہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔

نمازوں کا اہتمام

مساجد میں پانچ وقت نمازیں پورے اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں اور جمعہ کے روز بھی مساجد میں بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔

" In turkistan ther is growing Friday attendance at the main congregationa mosque. Oled men gather also at smll mosques now being built in the neighborhoods". (1)

1995ء میں ترکستان میں ایک نئے امام کو منتخب کیا گیا ہے۔ جو کہ الماتے کے اسلامی انسٹیٹیوٹ کے منتظمین میں سے ہے۔ ان سے پہلے نوے برس کی عمر کے Sunaq mullah Ablas abulaqyiruit تھے جو یہاں پر کئی برس امام رہے۔

مساجد کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش

اسلام وسطی ایشیاء میں بالعموم اور چیچنیا میں بالخصوص روسی استبداد کے مظالم کے باوجود ابھی تک مضبوط ہے۔ چیچنیا کے غیور عوام اور راہنماؤں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو بچانے کا عہد کیا ہے۔ اسی لیے مفتی اعظم نے پانچ

(1). Zeyno Baran ,"Islamic Radicalism in Central Asia and the Caucasus: Implications for the EU S. Frederick Starr Svante E. Cornell SILK ROAD PAPER July 2006.p 27.

Scanned by CamScanner

متقیوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی ہے جو علاقے میں مساجد کی دیکھ بھال اور نئی مساجد تعمیر کرنے کے بارے میں کام کا جائزہ لے گی۔اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے

" New mosques, often solidly constructed of brick with bright aluminum or silver sheathed minarets, are an increasingly prominent sight in the countryside. Several neighborhood mosques are functioning in Grozny and three large mosques are under construction. The most impressive Islamic construction project in the capital is the Islamic University, half completed in a modern architectural style more reminiscent of contemporary Islamic architecture in Saudi Arabia and the Gulf than the more conservative classic mosques and medreses of Turkey and Egypt (1).

مشائخ کی خطے میں مقبولیت

سوویت یونین میں اسلام ایک ابھرتی ہوئی طاقت بن کر سامنے آیا ہے۔اس کی وجہ مشائخ کا وہ نیٹ ورک ہے جو زیر زمین رہ کر اپنا کام بھرپور طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں اور وسطی ایشیاء میں خاصے معروف و مقبول بھی ہیں۔روسی استبداد اپنی تمام تر سفاکیوں اور سازشوں کے باوجود مشائخ تصوف کے اس روحانی نظام کو ختم نہیں کر پایا بلکہ یہ زیر زمین روز بروز ترقی کرتا چلا آیا اور اب ان ریاستوں کی آزادی کے بعد اس کے اثرات عوام پر نمایاں ہونے لگے ہیں۔مصنف ان کے بارے میں کہتا ہے

These continue to exercise considerable influence on the Muslims. Of these, the Naqshbandiya is the most popular, followed

(1) ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics,N.Y.,Penguin, 1988,pp268-269

Scanned by CamScanner

by the Qadiriyya (mostly in the Caucasus) the Khalwatiya (in Turkmenistan . . .), and the Yasawiya (in Uzbekistan, Kirghizia and Kazakhstan).(1)

اسلام کے اثرات کے بارے میں مصنف ادیب خالد اپنی کتاب Islam after Communism میں لکھتا ہے۔

" The most Islamised former Soviet regions were the Ferghana Valley (in Central Asia), the Dagestan and Chechnya (in the Caucasus) and Tatarstan (in the Urals - Volga). Though the form of Islam that developed in Central Asia was mostly Sunni,specifically the Hanafi Sufism also spread among Uzbeks and Tajiks, mainly through the Naqshbandiyya brotherhood ".(2)

صوفیاء کی مساجد اور خانقاہیں

جیسے جیسے اس خطے میں مشائخ اور علماء کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اسی کے ساتھ ساتھ ان کی مساجد بھی اسلامی اثرات کو خطے میں بڑھا رہی ہیں۔ مشائخ کے آباء کی خانقاہیں خفیہ طریقے سے اسلام کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرتی رہی ہیں اور اب چونکہ حالات مسلمانوں کے لیے خاصے سازگار ہیں لہذا وہ خانقاہوں پر وقت نکال کر جاتے ہیں۔ مصنف اس بارے میں رقمطراز ہے۔

" These measures against "institutional" Islam had little impact on the Sufi brotherhoods, which had never relied on

(1). ZAKARIA, Rafic The Struggle Within Islam: The Conflict Between Religion and Politics, N.Y., Penguin, 1988, p269.

(2). Khalid, Adeeb," Islam after Communism: Religion and Politics in Central Asia Berkeley/Los Angeles, University of California Press (2007), p. 22

Scanned by CamScanner

mosques and madrasas as their centers. Indeed, the orders themselves-particularly the Naqshbandis-are noted to this day for organizing their own clandestine Arabic classes and schools to teach the Qur''an. And, throughout the 1970s, th' orders regained their popularity in Chechnya behind a new Chechen Sufi brotherhood-an order that had formed during the exile in Central Asia".(1)

عوامی سطح پر پذیرائی

صوفیہ کی تحریک بنیادی طور پر سیاسی تحریک نہیں تھی بلکہ ایک مذہبی اور روحانی تحریک تھی لیکن تاریخ بتاتی ہے جب اس کو ضرورت محسوس ہوئی تو صوفیہ کی یہ تحریک سیاسی حوالے سے اسلام کی حفاظت کرنے لگی۔ اب 70 کی دہائی سے وسطی ایشیاء میں تصوف کی یہ تحریک عوامی سطح پر بہت ساری اصلاحات لے کر آئی ہے۔ ان مشائخ میں ایسے لوگ شامل ہیں جو اس تصوف کے بھائی چارے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور یہی رجحان سیاسی تعلق کو آگے بڑھانے میں مدد دیتا ہے۔

دعوتی اجتماعات

مختلف مقامات پر خفیہ تربیتی و دعوتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں قرآن کریم کا درس ہوتا ہے بعض غیر ملکی طلبہ جو مختلف زمانوں میں تاشقند وغیرہ میں تین چار برس رہے ہیں اور موقع پا کر مختلف شہروں کا سیر سپاٹا کر چکے ہیں، ایسے کئی گھرانوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے گھروں میں (ان کے زمانہ قیام میں) باقاعدہ اجتماعات ہوا کرتے ہیں (۲)

(1). Khalid, Adeeb," Islam after Communism: Religion and Politics in Central Asia. Berkeley/Los Angeles, University of California Press (2007), p. 25

(۲) شاہ ولی آبادی، مسلم امہ سوویت روس میں، ص ۱۳۳

Scanned by CamScanner

نوجوان نسل میں اسلامی روایات کے متعلق شعور پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ اس بارے میں مصنف بیان کرتا ہے۔

"Some, particularly the youth, chose a stricter form of religious practice: they undertook religious education and adoplad religious dress and other obligations prescribed by a conservativ interpretation of Islam. Still, others saw Islam as the basis for an alternative political system. The differences in Islamic adherence ref ects the absence of true religious solidarity in the region".(1)

ازبکستان میں اسلامی تاثر

وسطی ایشیا میں ازبکستان وہ خاص ریاست ہے جس کی سرحدیں تقریباً تمام وسطی ایشیائی ریاستوں حتیٰ کہ افغانستان سے ملتی ہیں۔ بلکہ اسے وسطی ایشیا کا دل بھی کہا جاتا ہے۔ 26 ملین نفوس پر مشتمل یہ ریاست تقریباً نوے فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ازبکستان تقریباً وسطی ایشیا کی کل آبادی کا نصف ہے۔ مزید یہ کہ تاجکستان کی آبادی کا 25 فیصد، 13.8 فیصد کرغزستان کا، 9.2 فیصد ترکمانستان کا، 9 فیصد افغانستان کا اور 2.5 فیصد قازقستان کا ہے۔ اس کے علاوہ ازبکستان حنفی مکتبہ فکر کا گڑھ اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔ بلکہ اس علاقے میں وسطی ایشیا کی نسبت سب سے زیادہ باشریعت مسلمان ہیں جو دوسرے علاقوں کی نسبت اسلام پر زیادہ عمل کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے پاس بقیہ آزاد مسلمان ریاستوں کی نسبت بہت زیادہ باصلاحیت فوج ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں اسلام اس خطے میں پہنچا۔ اور نویں صدی عیسوی میں اسلام خصوصاً حنفی مکتبہ فکر سب سے زیادہ مقبول ہو گیا ہے۔ (۲)

---

(1). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and External Dimensions", Journal of Islamic Studies, 7 no. 2,1996, p 296.

(2) Zeyno Baran,"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency", The Nixon Center . 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,75.

Scanned by CamScanner

وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں بالخصوص ازبکستان میں مشائخ کی جدوجہد کے بعد اس جدوجہد کے مثبت اثرات نمایاں ہونے لگے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ اثر ازبکستان میں ہوا ہے۔ عوام کی طرف سے مساجد کو بنانے اور انکو آباد کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس بارے میں مصنف Zeyno Baran لکھتا ہے۔

"There was a strong demand for mosques, especially in Uzbekistan, where there were only 89 mosques in Soviet times. Within a year after independence, this number had exploded to 5,000.(1)

1992ء میں ازبکستان میں تقریباً 300 نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔ تاجکستان میں 130 بڑے قصبوں میں مساجد تعمیر کی گئیں۔ اور ترکمانستان میں 500 مساجد گنجان آباد علاقوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا مرجع

وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کا مرجع آج بھی صوفیاء اور مشائخ ہیں۔ اور آنے والے برسوں میں بھی ان کا مرکز امید رہیں گے۔ ماضی میں بھی انہی مشائخ اور صوفیاء نے روسیوں کے خلاف مزاحمت میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں جتنی بھی مزاحمتیں اور بغاوتیں ہوئیں وہ صوفیاء و مشائخ اور انکے پیروکاروں کی قیادت میں ہوئیں۔ آج بھی ہر جگہ ان سے ہزاروں افراد وابستہ ہیں۔ مسلح افواج میں بھرتی ہونے والے مسلمان رنگروٹوں کی ایک خاصی تعداد صوفیاء سے متاثر اور کسی نہ کسی سلسلہ طریقت سے وابستہ ہے۔ خصوصاً نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف ان خطے کے لوگوں میں بہت پروان چڑھ رہا ہے۔ ان کی خفیہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ان کے اثرات میں بھی روز بروز نمایاں اضافہ ہو رہا ہے۔ انہی مشائخ کی قیادت میں ایک بہت بڑی اسلامی پارٹی وجود میں آچکی ہے۔

مسلمانوں کے اندر اس وقت مختلف سلسلہ ہائے طریقت کام کر رہے ہیں ان میں ہر ایک کا اپنا انداز فکر اور

(1.) Zeyno Baran,"Hizb ut-Tahrir: Islam's Political Insurgency", The Nixon Center, 1615 L Street ,N.W., Suite Washington, D C 2003.P,76.

Scanned by CamScanner

طریق دعوت و عمل ہے۔ اور وہ اس مخصوص انداز کے مطابق ذہن و کردار کی تربیت کرتے ہیں۔ وہ تزکیہ نفس اور تربیت و کردار کا نصاب ہی الگ نہیں رکھتے، بلکہ زندگی کے بارے میں ان کے تصورات اور اس کے مسائل ان کے حل کرنے کے انداز مختلف ہیں۔ باقی سلسلے اپنا سارا زور تزکیہ، وظائف و اوراد، مراقبہ، چلہ کشی، عرس و سماع اور دوسرے وظائف پر لگا رہے ہیں۔

اسلامی تشخص کے فروغ کے لیے مشائخ کی حکمت عملی

مشائخ کی اسلامی تشخص کے فروغ کے لیے کی گئی کوششوں کے اثرات اب عوام میں ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ مشائخ کی ان کاوشوں کے بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

" Several Sufi strategies have been consciously used to help Islamic culture survive under conditions of oppression. Two of these are 'invisibility-in-the-crowd', sometimes formulated as khalwat dar anjuman, 'solitude within society', and safar dar watan, 'journey within the homeland', which reminds the Muslim that the journey into the inner world is more important than any external condition". (1)

عالمی افق پر ان علاقوں میں اسلام ایک نئے روپ سے ظاہر ہوا ہے جو کہ تمام عالمی اسلام دشمن طاقتوں کے لیے ایک تلخ حقیقت بنتا جا رہا ہے۔ امریکی استعمار نے کبھی یہ نہیں چاہا تھا کہ روس کے خاتمے کے بعد اس خطے میں اسلام ایک مضبوط قوت اور طاقت کے ساتھ ابھرے۔ اور ایک عظیم وسطی ایشیاء کے مسلمان ممالک کا ایک بلاک بن جائے کہ جس کی بدولت اس خطے میں امریکہ اور دوسری طاغوتی طاقتوں کی اجارہ داری ختم ہو جائے اور ان کے مفادات کو نقصان پہنچے۔ یہی وجہ ہے کہ وسط ایشیاء عالمی افق پر ایک نئے روپ سے نمودار ہوا۔ اس حوالے سے مصنف رشید احمد لکھتے ہیں۔

" It seems likely that the events of the next decade will place

1. OLESEN, Asta Islam and Politics in Afghanistan, London, Curzon Press. 1995.

Scanned by CamScanner

سیکولر ریاست کے طور پر یہ ریاستیں کام کریں۔ اس لیے عالمی طاقتوں کو ان ریاستوں میں اسلام کے حقیقی رنگ کے غالب آ جانے کا خوف ہے۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ James Baker نے 1991ء میں اپنے وسطی ایشیاء کی ریاستوں کے دورے کے بعد یہ کہا تھا کہ امریکہ اور روس کو اس وقت سب سے بڑا خطرہ ان آزاد ریاستوں میں اسلامائزیشن کا ہے۔ اس خطے میں اسلام کی بڑھتی ہوئی حیثیت اور ان ریاستوں میں خالصتاً مذہبی قیادت کی کامیابیاں ایک بہت بڑا خطرہ بن کر سامنے آ رہا ہے۔ اس لیے ہر آزاد وسط ایشیائی ریاست کو چاہیے کہ وہ اسلامی بنیاد پرستی سے خبردار رہے۔ وسطی ایشیاء عالمی افق پر ایک نئے روپ سے نمودار ہوگا اس حوالے سے مصنف رشید احمد لکھتے ہیں۔

" It seems likely that the events of the next decade will place a strong stamp on the future of 'Greater Central Asia' and its prospects. Sufism, as an indigenous, eclectic and tolerant form of Islam".(1)

مغرب میں ان آزاد وسط ایشیائی ریاستوں میں بڑھتی اسلامی تہذیب و ثقافت کے تحفظ کی لہر کے بارے میں بہت خوفزدہ ہے کیونکہ اگر روس کے افغانستان سے انخلاء سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اس کا اقتدار روس رہ جاتا تو عالمی طاقتوں کو گوارا تھا لیکن یہ کبھی نہیں گوارا ہوگا کہ وسطی ایشیاء میں ایک بلاک بن جائے جو کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی نمائندگی کرے۔ اس خوف کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" These fears have 'led the Western powers to compromise on their own democratic principles and concern for human rights and support governments which totally disregard them". (2)

---

(1). RASHID, Ahmed "Revival of Islam", 17 December 1992, pp39.

(2). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and External Dimensions", Journal of Islamic Studies, 1996, p305.

Scanned by CamScanner

a strong stamp on the future of 'Greater Central Asia' and its prospects. Sufism, as an indigenous, eclectic and tolerant form of Islam".(1)

تاجکستان میں 1990ء کے موسم گرما کے بعد ISLAMIC REVIVAL PARTY قیام عمل میں آیا جو کہ تاجکستان میں اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اسی طرح نومبر 1991ء کو Islamic Revival Party of Takistan کے نام سے ایک نئی پارٹی قائم کی گئی۔ اسی دوران اس علاقے میں اسلامی تشخص کے تحفظ کی کوششوں کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے اور لوگوں نے اسلامی شعائر کو اپنانے میں خاصی دلچسپی دکھائی۔ اس میں بہرام خان کا گروپ خاصا فعال نظر آیا اور تب سے اس گروپ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ دوشنبہ (تاجکستان کا دارالخلافہ) میں اس کا اجلاس منعقد ہوتا ہے۔(۲)

اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور امریکی خوف

گوکہ ان ریاستوں کو آزادی دینے کے بعد بھی روسی حکومت اور اس کی آلہ کار خفیہ ایجنسیوں نے داخلی اور خارجی سطح پر خفیہ اور اعلانیہ اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لیے کوششیں کیں۔ ان کا مطمع نظر یہ تھا کہ گو کہ حالات و واقعات کے تحت ان ریاستوں کو آزادی دینا پڑی لیکن اس آزادی کے یہ ثمرات زیادہ سے زیادہ سمیٹ نہ سکیں۔ اور گماشتوں میں اسلام کی نمائندہ یہ ریاستیں وجود میں نہ آ جائیں۔ کیونکہ نہ صرف ان کو بلکہ باقی غیر مسلم ریاستوں کو بھی اسلام کے پھلنے پھولنے سے بہت خطرہ تھا۔ لہذا انہوں نے کوشش کی کہ ان ریاستوں میں آزادی کے بعد بھی اسلامی رنگ نظر نہ آئے۔ اور حکومتی سطح پر ایسے نمائندے منتخب کیے جائیں یا کروائے جائیں جو کہ کیمونسٹ خیالات و نظریات کا پرچار کریں اور ان کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرتے رہیں۔ تاکہ ایک صحیح اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی بجائے ایک

(1). RASHID, Ahmed "Revival of Islam", Far Eastern Economic Review, 17 December 1992, pp35.

(2) Michael Mandelbaum, ed, Central Asia and the World (New York: Council of Foreign Relations Press,1994), p 136.

Scanned by CamScanner

بیدار ریاست کے طور پر یہ ریاستیں کام کریں۔ اس لیے عالمی طاقتوں کو ان ریاستوں میں اسلام کے حقیقی رنگ کے چھاپ آجانے کا خوف ہے۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ James Baker نے 1991ء میں اپنے وسطی ایشیاء کی ریاستوں کے دورے کے بعد یہ کہا تھا کہ امریکہ اور روس کو اس وقت سب سے بڑا خطرہ ان آزاد ریاستوں میں اسلامائزیشن کا ہے۔ اس خطے میں اسلام کی بڑھتی ہوئی حیثیت اور ان ریاستوں میں خالصتاً مذہبی قیادت کی کامیابیاں ایک بہت بڑا خطرہ بن کر سامنے آ رہا ہے۔ اس لیے ہر آزاد وسط ایشیائی ریاست کو چاہیے کہ وہ اسلامی بنیاد پرستی سے خبردار رہے۔ وسطی ایشیاء عالمی افق پر ایک نئے روپ سے نمودار ہوگا اس حوالے سے مصنف رشید احمد لکھتے ہیں۔

" It seems likely that the events of the next decade will place a strong stamp on the future of 'Greater Central Asia' and its prospects. Sufism, as an indigenous, eclectic and tolerant form of Islam".(1)

مغرب میں ان آزاد وسط ایشیائی ریاستوں میں بڑھتی اسلامی تہذیب وثقافت کے تحفظ کی لہر کے بارے میں بہت خوفزدہ ہے کیونکہ اگر روس کے افغانستان سے انخلاء سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اس کا اقتدار رہ جاتا تو عالمی طاقتوں کو گوارا تھا لیکن یہ کبھی نہیں گوارا ہوگا کہ وسطی ایشیاء میں ایک بلاک بن جائے جو کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی نمائندگی کرے۔ اس خوف کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔

" These fears have 'led the Western powers to compromise on their own democratic principles and concern for human rights and support governments which totally disregard them". (2)

---

(1). RASHID, Ahmed "Revival of Islam", 17 December 1992, pp39.

(2). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and External Dimensions", Journal of Islamic Studies, 1996, p305.

Scanned by CamScanner

خلاصہ

وسطی ایشیاء میں انقلاب روس کے بعد اشتراکیت کا سیاہ دور آیا۔ چہار دانگ عالم میں پراپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ نظام ایک بہترین نظام ہے جو انصاف، امن، رواداری، دولت کی منصفانہ تقسیم، اقلیتوں کے حقوق کا محافظ، معاشی خوشحالی کا ضامن اور عالمی امن قائم رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس نظریہ میں لفظوں کی حد تک سچائی تھی لیکن عملاً اس نظام نے انسانیت کو رسوائی، ذلت و شکست، شرمندگی، نفرت، تعصب، ظلم، بربریت اور معاشی استحصال کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ماضی کی اکثریت اقلیت میں بدلی تو اس خطے کی طاقتوں نے اس اقلیت کو اپنے مذہبی، لسانی، علاقائی، نسلی اور قومی تعصب کا نشانہ بنا کر صفحۂ ہستی سے مٹانے کی مذموم کوششیں کیں۔

زارشاہی دور میں وسطی ایشیاء اور ترکستان کے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ ڈالے گئے۔ ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے ایک نئے نظام کی وعید سنائی گئی۔ 1917ء کے کیمونسٹ انقلاب نے وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کے چہروں پر تفکرات کی تنی ہوئی چادر کو تھوڑا سا ہٹایا لیکن یہ ان کی خام خیالی تھی کیونکہ "کفر ایک ملت ہے" کے مقولے کے مصداق اس خطے کے مسلمانوں کا جرم مسلمان ہونا ٹھہرا اور یہ ان کے لیے جرم مسلسل ثابت ہوا۔

شیخ شفیق بلخی، امام بخاری، عمر بن سالم الحداد نیشاپوری، امام ترمذی، ابو تراب نخشی، ابو العباس بن القاسم بن مہدی، ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری، امام زمخشری، ابو بکر الشافعی، امام فخر الدین الرازی، سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، امام سرخسی، ابو اللیث سمرقندی، ابو علی ابن سینا، الخوارزمی، احمد بن محمد فرغانی، شیخ خواجہ بہاء الدین نقشبندی، خواجہ محمد پارسا، حضرت یعقوب مجددانی اور امام شامل جیسی ہزاروں نابغہ روزگار ہستیوں کی یہ سرزمین کہ جس نے عالم اسلام میں ایسے نامور سپوت پیدا کیے۔ ان سپوتوں کی نشانیوں کو مٹانے کی ناپاک جسارتیں کی گئیں۔ سمرقند، بخارا اور تاشقند اسلامی تہذیب وثقافت کی پہچان بن جانے والے ان خوبصورت علاقوں کو اسلام کی تاریخ سے مٹانے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کر کے ان میں نفاق و مادیت پرستی کا بیج بو کر ان کو سیاسی حوالے سے کمزور کر دیا گیا۔ کفر و الحاد کی سازشیں رنگ لائیں۔ کچھ اپنوں کی مہربانیوں اور ریشہ دوانیوں اور کچھ مسلمانوں کی مادیت پرستی میں دلچسپی بڑھی اور یوں ان کا سرمایہ افتخار ان کے لیے باعث عبرت بنا دیا گیا۔

جبر و بربریت کی ایسی خوفناک آندھی چلی کہ جس نے وحدت، ایمان، اتحاد، اخوت و محبت، مذہب، دین اور ملت کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کر دیا۔ وہ مسلمان جو اس خطے میں اسلام کی پہچان تھے۔ وہی مسلمان اپنے ہی

Scanned by CamScanner

گھروں سے بے دخل کر دیے گئے۔ زار شاہی اور روسی استبداد کے سامنے بند باندھنا مشکل ہو گیا۔

حاجی کنگا، شیخ اوزن حاجی، حاجی بطال، شیخ منصور اور امام شامل جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی۔ اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ روسی استبداد کے بارود کے سامنے سینہ سپر ہو کر خطے کے مسلمانوں کو حوصلہ، دلیری، بہادری اور ناموس دین پر مر مٹ جانے کی روشن مثالیں پیش کیں۔

مشائخ تصوف کی یہ سرزمین کہ جس میں رومی، رازی، غزالی جیسے اجلال جلیلہ پیدا ہوئے اس سرزمین نے ہاتھ پر ہاتھ دھرے مسلمانوں کے لیے اپنی طنابیں کھینچ لیں اور یہ سرزمین ان کے لیے تنگ پڑ گئی۔ ظلم و بربریت کا وہ دور چلا کہ جس نے اللہ کا نام لینا بھی ایک دم ناممکن بنا دیا۔ ایسے پرفتن دور میں یہ مشائخ تصوف ہی تھے جنہوں نے تن، من اور دھن کی قربانیاں دیں اور اسلامی تشخص کے تحفظ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ نامساعد حالات میں بھی انہوں نے زیرزمین اور خفیہ تدابیر کے ذریعے اس زخم خوردہ مسلم معاشرے کے زخموں پر روحانیت کا مرہم رکھا جس کی بدولت اس تن چور چور میں زندگی کی رمق باقی رہی۔

ان مشائخ تصوف نے سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور روحانی حوالوں سے امت مسلمہ کے درد کا درماں کیا۔ اور اس دین فطرت کی سربلندی اور اس کے تشخص کی حفاظت کے لیے مسلح جہاد تک کیا۔ انہی مشائخ کی کاوشوں کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ وسطی ایشیاء کی ان ریاستوں کو بالخصوص مسلم ریاستوں کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی۔ ستر سالہ اس جدوجہد کے پیچھے ایک بہت طویل، کٹھن اور صبر آزما جدوجہد تھی کہ جس کی بدولت سوویت معاشرے میں جہاد الحاد اپنی تمام تر فتنہ انگیزیوں کے باوجود شمع اسلام کو بجھا نہیں سکا۔ مادیت پرستی کے طوفان بدتمیزی کے باوجود ان مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی محبت والفت کو مٹا نہیں سکا۔ اور ایک یہ وقت بھی آیا کہ روسی استبداد کا ہر ظلم تاریخ امم میں ایک سیاہ باب بن گیا۔ اور عالمی طاقتیں سکتے کے عالم میں رہ گئیں جب اس خطے نے اسلام کے رنگ کو دوبارہ اپنانا شروع کیا۔

موجودہ حالات میں اگر ان وسطی ایشیاء کی آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں کو دیکھا جائے اور ان کے حکمرانوں کو دیکھا جائے تو انہیں مفت میں حکمرانی ملی ہے اور ان میں بعض تو سوویت روس کے قدیم نمک خوار اور پروردہ رہے ہیں اور آج بھی کمیونسٹ ذہن اور کمیونسٹ پارٹی کا تسلسل ہیں۔ اس لئے وہ از خود قدم اٹھانے کی نہ تو ہمت رکھتے

Scanned by CamScanner

ہیں اور نہ ہی انہیں اس کا شعور ہے۔ وہ اس وقت تک ماسکو نوازی کا دم بھرتے رہیں گے جب تک انہیں آزاد فضا میں رہنے کا احساس و تجربہ نہیں ہوتا، انہیں یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ ماسکو کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے پر ان کی گردن نہ ماری جائے گی اور انہیں اقتدار سے محروم نہیں ہونا پڑے گا یا پھر انہیں کوئی متبادل سرپرست نہیں مل جاتا جو انگلی پکڑ کر انہیں جدید دور اور بدلے ہوئے حالات کے تقاضوں سے روشناس کرائے۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ اب چونکہ حزب اختلاف کی بھی گنجائش ہے جو اگر منظم ہو جائے تو متبادل قیادت کے طور پر آگے آ سکتی ہے۔ مسلمان ملکوں بالخصوص پاکستان، ترکی اور ایران کو فیصلہ یہ کرنا ہوگا کہ پرانی قیادت کے سر پر دست شفقت رکھ کر ان کی راہنمائی یا مدد کی جائے یا نئی حزب مخالف کی قیادت کے ابھرنے تک انتظار کیا جائے۔ ضروری نہیں کہ تمام نو آزاد ریاستوں میں معروضی حالات ایک جیسے ہوں۔ اس لئے ہر ایک کے لئے جدا جدا پیمانہ یا انداز اختیار کرنا ہوگا۔ براہ راست روابط استوار کرنے میں عجلت کی صورت میں یہ ممکن ہے کہ کچھ طاقتیں اسے غلط معانی پہنانے کی کوشش کریں اور انہیں بھگانے کا موقع مل جائے۔ اس لئے اگر عالم اسلام بالعموم اور پاکستان، ایران اور ترکی بالخصوص ان نو آزاد ریاستوں کی حکومتوں کو بین الاقوامی اسلامی تنظیم یا علاقائی اقتصادی تنظیم میں شامل کر کے ان کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں ان کی راہنمائی اور مدد کریں تو مطلوبہ نتائج بہتر طریقے پر حاصل ہو سکیں گے۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مغربی اقوام خاص طور پر امریکہ ان ریاستوں پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی پوری کوشش کرے گا۔ بہت سے امریکی دانشور یہ روابط اس لئے بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان نو آزاد ریاستوں میں اسلامی خیالات و تصورات نے ابھی شدت اختیار نہیں کی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اگر "بنیاد پرست" زور پکڑ گئے تو وہ امریکہ کی عملی سیاست کی بساط پر مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔

1991ء کو جب وسطی ایشیاء کی پانچ ریاستوں کو جمہوری راستے کے ذریعے آزادی ملی اس کے ایک مہینے بعد بہت سارے اسکالرز، محققین، تاریخ دان اور سیاسی تجزیہ کار اس موضوع پر اظہار خیال کرنے لگے کہ کیا یہ ریاستیں (قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان) واقعی ایک اسلامی بلاک کے خدوخال بنا پائیں گی یا صرف برائے نام اسلامی ریاستیں رہیں گی جو بالآخر سیکولر ریاستوں کا روپ دھار کر دوبارہ روسی استعمار کا آلہ کار بن جائیں گی۔ کیونکہ کسی نہ کسی طریقے سے ان ریاستوں میں رہنے والے مسلمانوں کا تعلق اپنے درخشاں ماضی سے جڑا رہا وہ روحانی حوالے سے تھا یا سیاسی حوالے سے، خفیہ طریقے سے تھا یا اعلانیہ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ

Scanned by CamScanner

اس بات کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ ان ریاستوں کی آزادی کے عوامل جو بھی ہوں عالمی، مغربی طاقتوں کے مفادات سے قطع نظر ان ریاستوں کی آزادی اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت و قوت کی ایک روشن مثال ہے۔ اب یہ دیکھنا ہو گا کہ ان ریاستوں میں اسلام کا تصور کیسا ہو گا؟؟ اگر تو وہ تصور ہے جس سے مغرب خوفزدہ ہے تو وہ کبھی بھی ان ریاستوں میں اس اسلام کو دیکھنا اور پنپتا پسند نہیں کرے گا جو اسلام اس نے روسی استعمار کے خلاف افغانستان میں دیکھا۔ کیونکہ مغرب کبھی بھی اسلام کو اس حوالے سے پھلتا پھولتا نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ اگر ان آزاد ریاستوں میں ان کمیونسٹ ذہنوں کو تبدیل کر کے خالص اسلامی ذہن رکھنے والے افراد کے پاس قوتِ نافذہ نہ آئی تو دو صدیوں تک مجید ان مشائخ تصوف کی قربانیوں کے ثمرات سے اس خطے کے مسلمان زیادہ استفادہ نہیں کر پائیں گے کیونکہ ستر سالہ اشتراکی دور میں اسلام ایک ثقافتی مظہر کے طور پر زندہ رہا۔

ایک خوش آئیں بات یہ ہے کہ حکومتی سطح سے ہٹ کر عام عوام میں اسلامی شعور پروان چڑھ رہا ہے۔ عالمی طاقتوں نے بھی ان ریاستوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا کیونکہ یہاں مسلمان آباد ہیں۔ اور اگی خاصی بڑی تعداد اسلامی احکامات نوجوان نسل نے اپنے اکابرین کی قربانیوں کو ضائع نہیں کیا اور یوں دو صدیاں پہلے شروع کی جانے والی اس جدوجہد نے اس خطے کے مسلمانوں کو جینے کا ایک نیا عزم اور ولولہ عطا کیا۔ رنگ، نسل، علاقہ اور زبان کی عصبیتیں ختم ہو گئیں اور زیرِ زمین ایک خفیہ معاشرہ وجود میں آیا کہ جس نے اسلام کے عہدِ رفتہ کی یاد تازہ کر دی۔ نوجوانوں اور بچوں کے اسلام کے متعلق سوال کرتے وقت چہروں پر جو خوشی اور تمازت ہے وہ انہی مشائخ تصوف کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ اسلامی شعائر کی حفاظت کی جانے لگی۔ اسلام کے بارے میں نوجوان نسل کی دلچسپی قابلِ دید تی ہے۔ آج یہ نوجوان نسل قرآن مجید کی تلاوت بلا خوف و خطر کر سکتی ہے۔ ایک وہ دور بھی آیا کہ جب اس خطے کے مسلمانوں کو قرآن مجید مکمل کتابی شکل میں دیکھنا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ آج بحمد للہ تعالیٰ اسلام اس خطے میں ایک نئی طاقت بن کر ابھر رہا ہے۔ وہ طاقت جس سے مغرب اور یورپ سب خوفزدہ ہے۔

نتائج

۱۔ مشائخ تصوف کا تعلیمی و ترجیحی منہج بہت موثر رہا جس کی وجہ سے وسطی ایشیاء میں مسلم تشخص کا تحفظ ممکن ہوا۔

۲۔ اس مقالہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشائخ تصوف کی کاوشوں سے مسلمانوں نے اپنی رسوم و رواج اور ثقافتی اقدار کو روسی استبداد کے مظالم کے باوجود محفوظ رکھا۔

۳۔ مشائخ تصوف نے انتہائی ناسازگار حالات میں جب مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی تھی اور اسلامی اقدار و نظریات کو ختم کیا جا رہا تھا تب انہوں نے زیر زمین رہ کر اسلام کے فکری اور نظریاتی پہلو کی حفاظت کی۔

۴۔ مشائخ تصوف کے خانقاہی نظام نے اسلام کے روحانی پہلو اس وقت محفوظ کی جب سیاسی اور معاشرتی سطح پر مسلمانوں کا مذہبی تشخص خطرے میں تھا۔

۵۔ اس مقالہ میں اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ مشائخ تصوف نے حالات و واقعات کا جائزہ لے کر خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی اور مسلح جدوجہد کے ذریعے اپنے خون سے اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے کاوشیں کیں۔

۶۔ وسطی ایشیاء میں انقلاب روس کے بعد کیمونسٹ دور میں مظالم اور انتہائی معاندانہ پالیسیوں کے باوجود جب سیکڑوں کی تعداد میں تصوف اور خانقاہی نظام کو بھی تہہ و تیغ کیا گیا تب یہ مشائخ ہی تھے جنہوں نے سیاسی سطح پر بھی علم جہاد بلند کیا۔

۷۔ یہ امر اظہر من الشمس ہو چکا ہے کہ وسطی ایشیاء میں مسلم ریاستوں کی 1991ء میں سوویت استعمار سے آزادی ان مشائخ تصوف کی کاوشوں اور جدوجہد ہی کا ثمر تھی۔

۸۔ وسطی ایشیاء اور ترکستان میں مسلمانوں میں دینی حمیت اور غیرت کی دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ بنانے میں ان مشائخ تصوف کی کاوشوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے کہ جنہوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت اور اپنے اسلاف کے اطوار سے تعلق قائم رکھا۔

۹۔ اس مقالے کے مطالعہ سے اس نتیجے پر پہنچنا انتہائی آسان ہے کہ اسلام کے روحانی پہلو کو ان مشائخ نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی کمزور نہیں ہونے دیا اور عوام کے درمیان ایک لطیف تعلق برقرار رکھا۔

۱۰۔ اس موضوع پر تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوئی ہے کہ وسطی ایشیاء میں مسلم ریاستوں کی آزادی کی دیگر

Scanned by CamScanner

وجوہات میں سب سے بڑی وجہ بھی مشائخ تصوف ہی تھے کہ جنکی کاوشوں کی بدولت اس خطے کے مسلمانوں میں حریت فکر اور علم جہاد بلند کرنے کا جذبہ بیدار رہا اور یہ ریاستیں اسلامی ریاستیں کہلائیں۔

۱۱۔ اس مقالہ سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ روسی استبداد نے اسلامی تشخص کو مٹانے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں اور اس خطے کو اسلامی بلاک بننے سے روکنے کے لیے جبر و بربریت کی انتہا کر دی لیکن اس کے باوجود روسی استبداد مشائخ تصوف کی اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے کی گئی کوششوں کی بدولت اسلام کو اس خطے سے ختم نہیں کر سکا۔

۱۲۔ اس خطے کے مشائخ تصوف کی کاوشوں کی بدولت علمی اور فکری سطح پر اسلامی تشخص کی بحالی کی تحریکیں زور پکڑ گئیں اور مسلم عوام میں اپنی ثقافتی اور مذہبی ورثہ کے تحفظ کے لیے ایک نئی امنگ پیدا ہوئی۔

۱۳۔ مشائخ تصوف نے وسطی ایشیاء میں عوام الناس میں روحانی بالیدگی کا سامان فراہم کیا۔ انکی روحانی بیماریوں کا تریاق ڈھونڈنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

سفارشات

۱۔ تصوف کا فروغ معاشرے میں بہت ضروری ہے اس کے لیے با قاعدہ ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہیے۔

۲۔ تصوف معاشرے میں ہم آہنگی کا ایک ذریعہ بن سکتا ہے لہذا اسے تعلیمی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

۳۔ تصوف معاشرتی امن و آشتی کا ایک واحد ذریعہ بن سکتا ہے لہذا معاشرتی امن قائم کرنے کے لیے تصوف کی تعلیمات کو مسلمان معاشرے میں پھیلانا چاہیے۔

۴۔ ان مشائخ تصوف کی تعلیمات کو با قاعدہ کتابی شکل دینی چاہیے تاکہ نوجوان نسل اس سے استفادہ کر سکے۔

۵۔ مشائخ تصوف کی تعلیمات اسلام کے روحانی پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے کہ جن پر عمل کر کے معاشرے میں بڑھتے ہوئے مادیت کے تصور اور رجحان پر قابو پایا جانا چاہیے۔

۶۔ تصوف چونکہ فرد اور اس کی روحانی زندگی سے عبارت ہے لہذا وہ مشائخ کہ جنہوں نے اس خطے میں اسلامی تشخص کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا ہے ان کے تجربات، فرمودات اور انکی روحانی تعلیمات سے نئی نسل کو آگاہ کرنا چاہیے۔

۷۔ تصوف وسطی ایشیاء اور ترکستان میں اسلام کے نئے نظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے لہذا اسے غیر شرعی اور غیر اسلامی نظریات و عقائد کے پرچار کو روکنے کے لیے مئوثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔

۸۔ مذہبی تعلیمی اداروں، مدارس، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کی سطح پر وسطی ایشیاء میں سیاسی، مذہبی، فکری، علمی، نظریاتی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں سے ان مشائخ تصوف کے کارناموں اور جدوجہد کو اجاگر کرنا چاہیے اور عوام الناس تک ان مشائخ کی تعلیمات بہم پہنچانی چاہئیں۔

Scanned by CamScanner

فہرست قرآنی آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ کا نام اور نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾	سورہ البقرہ/۲	۲۵۷	59
2	﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ﴾	سورہ البقرہ/۲	۲۷۳	57
3	﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾	سورہ الانفال/۸	۳۴	59
4	﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾	سورہ التوبہ/۹	۳۳	ii
	﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾	النحل/۱۶	۱۲۴	iii
5	﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾	سورہ النور/۲۴	۳۱	59
6	﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾	التحریم/۶۶	۸	59
7	﴿كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾	المطففین/۸۳	۱۴	55

Scanned by CamScanner

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ اردو لغت، (تاریخی اصول پر)، اردو لغت بورڈ ترقی اردو بورڈ کراچی، ۱۹۸۶ء

۳۔ امیر شکیب ارسلان: حاضر العالم الاسلامی (قاہرہ ۱۳۵۲ھ)

۴۔ اختر، اقبال احمد ڈاکٹر، (مرتب) جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، اقلیم ششم، امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی 2005ء

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۸۹ء

۶۔ اردو انسائیکلوپیڈیا۔

۷۔ اقبال احمد فاروقی، رسائل نقشبندیہ ترجمہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

۸۔ البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء

۹۔ بخاری، خورشید حسن، پروفیسر، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) مطبوعہ اپریل ۱۹۷۹ء، اتحاد پریس ۵۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور ۱۹۷۹ء

۱۰۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، شریعت و طریقت (ترتیب) مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات، لاہور۔

۱۱۔ تاریخ ایران از دوران باستان تا پایان سدہ ہیجدہم ترجمہ کریم کشاورز۔ تہران ۱۳۴۶ھ۔

۱۲۔ ثروت صولت، ترکی اور ترک، حصہ اول (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، پاکستان،

۱۳۔ ثناء اللہ پانی پتی، قاضی محمد، التفسیر المظہری، مطبع حیدرآباد دکن انڈیا

۱۴۔ ابن خلدون، مقدمہ، ترجمہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی

۱۵۔ جلال زئی، موسیٰ خان، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، نگارشات، میاں چیمبرز ٹمپل روڈ، لاہور

۱۶۔ جامی، عبدالرحمٰن مولانا، نفحات الانس، مترجم حضرت شمس، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

۱۷۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، پاکستان میں "وسطی ایشیا" کا مطالعہ (کتابیات) انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد ۱۹۹۳ء

۱۸۔ شہابی، فیض احمد، مسلم دنیا، ۹۷۔۱۹۹۶ء

۱۹۔ شہاب الدین، مولانا، آگاہی سید امیر کلال، ترجمہ محمد نذیر رانجھا، الفتح پبلیکیشنز، راولپنڈی

۲۰۔ شاہدی، آباد، روس میں مسلمان قومیں، (اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)

۲۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

۲۲۔ عوارف المعارف (مترجم) (باب ۶: ۲۰۰)

Scanned by CamScanner

۲۳۔ عطاء الرحمن، سوویت یونین کا زوال نظریہ، عمل، رد عمل، لاہور۔

۲۴۔ غیاث الدین، علامہ، غیاث اللغات، مطبوعہ لکھنو 1272ھ

۲۵۔ غفاری، ابوذر، ''چیچنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی اور عالم اسلام'' پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد، ج ۴۵ ش ۱۷۔۱۶، دسمبر ۱۹۹۹ء

۲۶۔ غلام سرور، نقشبندی، ارمغان امام ربانی، (مرتب)، شبیر ربانی پبلی کیشنز، حسن آباد، لاہور

۲۷۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹیڈ، لاہور، س۔ن

۲۸۔ فاروقی، اقبال احمد پیرزادہ، رسائل نقشبندیہ، ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

۲۹۔ ظہور اختر، قاضی، ماہنامہ نور الاسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اول)، مطبوعہ المکتبہ پریس، ۵۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور، اپریل ۱۹۷۹ء

۳۰۔ کرامت علی خان، وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں (روسی شکنجے کے بعد مستقبل کے خدشات اور امکانات)، جنگ پبلشرز، لاہور

۳۱۔ لوئیس معلوف الیسوعی، المنجد، مطبوعہ بیروت 1954ء

۳۲۔ موسیٰ خان جلال زئی، افغانستان اور وسطی ایشیا کا مستقبل، مطبوعہ نگارشات، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور

۳۳۔ محمد طاہر القادری، حقیقت تصوف، جلد اول، مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور 2003ء

۳۴۔ محمد حامد، ڈاکٹر، ''امام شامل'' ص ۶۳، نشریات، ۴۰، اردو بازار لاہور

۳۵۔ محمد عارف اظہر، پروفیسر ایم اے، ماہنامہ نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم) المکتبہ پریس ۵۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور اپریل ۱۹۷۹ء

۳۶۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، مجدد دوراں (شیخ احمد سرہندی)، ناشر شبیر ربانی پبلی کیشنز، حسن آباد، لاہور 2007ء

۳۷۔ نبیل ملک، مسئلہ چیچنیا، ماضی، حال اور مستقبل، تحقیقی مقالہ ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور 2000ء

۳۸۔ ندوی، ڈاکٹر سید رضوان علی، تحقیقات و تاثرات، اردو بازار لاہور 2001ء۔

Scanned by CamScanner

English Books

39). Algar, Hamid "The NaqshbandÃ« Order: (1976).

40). Abdurakhman "The North Caucasus Barrier:Russian Advance Towards the Muslim World" C. Hurst & Co Publishers, Published 1996.

41). Audrey L. Altstadt, "The Azerbaijani Turks, Power and Identity under Russian Rule" Hoover Institution, Stanford, CA, 1992.

42). Anna Zelkina " In Quest for God And Freedom" C. Hurst & Co Publishers,2000.

43). AL-HUJWIRI, Ali B. Uthman Al-Jullabi The Hashf Al-Mahjub: The Oldest Persian Treatise on Sufism, trans. Reynold Nicholson, London, Luzac and Company, 1976.

44). ANGHA, Nahid "About Sufism", From principles of Sufism, February, 1991.

45). Antony Black " The History of Islamic Political Thought: From the Prophet to the Present to the Past,Published by&Routledge Taylor & Francis Group1999.

46). Abu-Manneh, Butrus "The Naqshbandiyya-Mujaddidiyya in the Ottoman Lands in the Early 19th Century",(1982).

47). Arthur F. Buehler"Sufi Heirs of the Prophet:The Indian Naqshbandiyya"Published University of South Carolina Press,1999.

48). Andreas kappeler, Edward Allworth, Gerhard Simon ,"Muslim communities Reemerge ,Published Duke University Press, 1994.

49). Allen J. Frank ," Muslim Religious Institutions in Imperial Russia" ,Published Brill. 2001.

50). ARBERRY, A.J." Sufism: An Account of the Mystics of Islam", London, Allen & Unwin, 1950.

51). Abdul Hamid, A. 'Islamic Movements in Central Asia', Al-Mujtame', al-Kuwait, No.(2006).

Scanned by CamScanner

52). BENNIGSTEN, A. & WIMBUSH, S. " Mystics and Commissars: Sufism in the SovietUnion", Berkeley, University of California Press, 1985

53). Bruce G. Privratsky, " Muslim Turkistan Published by Routledge Press 2001

54). Dr. Mustafa, "E.S.R.C(Economic & Social Research Counil),Researsh Paper,Published on October 1998.

55). Dr. Farhat Alvi, " The Significant Role of Sufism in Central Asia,2001.

56). David Damrel " The Religious Roots of Conflict: Russia and Chechnya" Arizona State University, Tempe. Originally published in Religious Studies News, Sep. 1995.

57). FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation,Boulder, Westview Press, 1991.

58). FALARTI, Maziar M. "Sufism in Central Asia", Unpublished Research Paper, School of Humanities and Social Sciences, Bond University, Queensland, Australia,1996.

59). Geoffrey E Wheeler, Soviet and Chinese Policies in the Middle-East, the world Today Journal, London, Feb. 1966,P 64.

60). GHONCHEH TAZMINI,"Central Asian Survey (2001) ,The Islamic revival in Central Asia: a potent force or a misconception?"2001.

61). MALIK, J. Mohan "The 'Great Game' Begins', Asia-Pacific Defence Reporter", June-July 1992.

62). R. James Ferguson "Meeting on the road" (CEWCES) Research Papers,,Bond University Press,,Queensland,Australia,1996.

63). Rex A .Wade" The Russian Revolution, 1917" , Cambridge University Press 2005.

64). RORLICH, Azade-Ayse "Islam and Atheism: Dynamic Tension in Soviet Central Asia", in FIERMAN, William (ed.) Soviet Central Asia: The Failed Transformation, Boulder, Westview Press, 1991.

Scanned by CamScanner

65) Khalid, Adeeb " Islam after Communism: Religion and Politics in Central Asia Berkeley/Los Angeles, University of California Press,(2007)
66) Huseyin Abiva " A Glimpse at Sufism in the Balkans ,". Chicago, 2003
67) Edward Allworth "Central Asia, A Century of Russian Rule(New York, 1967)
68). HUNTER, Shireen "Islam in Post-Independence Central Asia: Internal and External Dimensions", Journal of Islamic Studies, 7 no. 2, 1996
69). Hillel Fradkin, Hussin HaqqaniCurrent Trends In Islamist Ideology ,vol.5 Hudson Institute, Washington, D.C. 2005.
70). IZUTSU Toshihiko "Sufism and Taoism: A Comparative Study of Key Philosophical Concepts," Berkeley, University of California Press, 1984.
71). IMART, Guy "The Islamic Impact on Kirghiz Ethnicity", Nationalities Papers,14 nos. 1-2, Spring-Fall 1986.
72). In SHAH, Idries The Way of the Sufi, Harmondsworth, Penguin, 1968.
73). Martha Brill Olcott "Sufism in Central Asia (A formce for Moderation or a Cause of Politicization?" (Carnegie Papers) 2006.
74). Michael Mandelbaum, ed, Central Asia and the World (New York: Council of Foreign Relations Press,1994)
75). RASHID, Ahmed The Resurgence of Central Asia: Islam or Nationalism?,Karachi, OUP, 1994.
76). Oliver Roy, " Islam in Tajikistan', Open Society in Central Eurasia" Occasional Paper Series, No 1, July 1996.
77). Shaykh Muhammad Hisham Kabban " Classical Islam and the Naqshbandi Sufi Tradition" . Islamic Supreme Council of America,(June 2004).
78). Komil Kalanove ,Antonio alonso,"SACRED PLACES AND "FOLK" ISLAM IN CENTRAL ASIA Institute of Culture of Tashkent,No.17(May 2008).
79). KRISTOF, Nicholas "Separatist Ire Felt in Xinjiang", Sydney Morning Herald,Aug 1993

Scanned by CamScanner

رسائل وجرائد

۹۳۔ اردو ڈائجسٹ، لاہور، ج ۳۵، ش ۲، ۱۹۹۵ء

۹۴۔ رشید شکیب، سہ ماہی مجلہ عثمانیہ، کراچی، ج ۲، ش ۲، اپریل تا جون ۱۹۹۶ء

۹۵۔ زاہد اشرف، ڈاکٹر، پندرہ روزہ المنبر، فیصل آباد، ج ۳۹، ش ۲-۳، ۱ تا ۳۱ مئی ۲۰۰۳ء

۹۶۔ شاہ جہان، ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ، لاہور، جون ۲۰۰۳ء

۹۷۔ قریشی، الطاف حسن، اردو ڈائجسٹ، لاہور، ۳۳/۷، جولائی ۱۹۹۳ء

۹۸۔ مجید نظامی، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء

۹۹۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، وسطی ایشیا کے مسلمان، ج ۳، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۹۵ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

۱۰۰۔ Ahmad Irfan, Impact International London Mar.2003, Published by News and Media Limited P.O.Box. 2493, Suite B, 233 Seven Sisters Road, London, N42 BL,Uk.

۱۰۱۔ Abdul Mabud, Shaikh, Muslim Education Quarterly, The Islamic academy Combridge U.K Vol 19, 2002.

۱۰۲۔ al Asia", Unpublished Research Paper, School of Humanities and Social Sciences, Bond University, Queensland, Australia, 1996.

۱۰۳۔ ECICultural Magazine,published by ECO Cultural Institute,Tehran, Iran,2005.

۱۰۴۔ Echo of Islam (Tehran), No. 119, (Extracts from Speech of 20 April 1994).

Scanned by CamScanner